مومن کا سفر

جان بنیَن

مومن کا سفر

اِس دنیا سے لے کر آنے والی جہان
تک خواب کی صورت میں داستان

جان بَنیَن

momin kā safar. is dunyā se lekar ānewāle jahān tak khāb kī sūrat meṅ dastān

The Pilgrim's Progress From This World, to That Which is to Come

by John Bunyan
illus. by Gordon F. Browne

(Urdu—Persian script)

© 2021 MIK
new revised edition published and printed by
Good Word Communication Services Pvt. Ltd.
New Delhi, INDIA

for enquiries or to request more copies:
askandanswer786@gmail.com

برباد نگر سے فرار

اِس دُنیا کے بیابان میں پھرتے پھرتے مَیں ایک جگہ پہنچا جہاں ایک غار تھی۔ اُس کے اندر لیٹ کر سو گیا، اور ایک خواب دیکھا کہ

ایک آدمی پھٹے پرانے کپڑے پہنے اپنے گھر کی طرف پیٹھ کیے کھڑا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کتاب اور کندھے پر بھاری بوجھ ہے۔[a] مَیں نے دیکھا کہ وہ کتاب کھول کر بڑی توجہ سے اُس کا مطالعہ کرنے لگا۔ پڑھتے پڑھتے وہ زار زار روتا اور تھرتھراتا ہوا نظر آیا۔ آخرکار وہ آپے سے باہر ہو کر چِلا اُٹھا، "ہائے مَیں کیا کروں؟"[b]

---

[a] یسعیاہ 6:64؛ لوقا 33:14؛ زبور 4:38

[b] اعمال 37:2؛ 30:16

2 / بربادنگر سے فرار

اِسی حالت میں وہ اپنے گھر چلا گیا اور کئی دِن تک جہاں تک ہو سکا اپنے آپ پر قابو رکھنے کی کوشش کی تاکہ اُس کی بیوی اور بچوں پر اُس کے دل کی حالت ظاہر نہ ہو۔ لیکن اُس کی بے چینی ایسی بڑھتی گئی کہ وہ زیادہ دیر تک چپ نہ رہ سکا۔ ایک دن اُس نے اپنے بیوی بچوں پر اپنے دل کی حالت ظاہر کر ہی دی۔ ”میری پیاری بیوی اور میرے جگر کے ٹکڑو! میرے کندھوں پر ایک بوجھ ہے جو مجھے دباتے دباتے موت

کے گھاٹ اُتار دے گا۔ اِس کے علاوہ مجھے پختہ خبر ملی ہے کہ آسمان سے آگ گر کر ہمارے اِس شہر کو بھسم کر دے گی۔ نتیجے میں مَیں اور تُو میری بیوی اور تُم میرے بچو تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

اِس پر اُس کے تمام رشتے دار ہکا بکا رہ گئے۔ اِس لئے نہیں کہ اُنہوں نے اُس کی بات مان لی تھی بلکہ اِس لئے کہ وہ سوچنے لگے کہ اُس کے دماغ میں خلل آ گیا ہے۔

رات ہوا چاہتی تھی اِس لئے اُنہوں نے اُسے جلدی سے بستر پر لٹا دیا یہ سوچتے ہوئے کہ آرام کرنے سے اُس کا دماغ ٹھکانے پر آ جائے گا۔لیکن رات کا وقت ویسا ہی گزرا۔ بجائے سونے کے وہ سسکتا اور آنسو بہاتا رہا۔ صبح ہوتے ہی اُس کے رشتے دار اُس کا حال پوچھنے آئے۔ اُس نے جواب دیا کہ میرا حال تو بدتر ہوتا جا رہا ہے۔ اُس نے اُن کے ساتھ پھر وہی مضمون چھیڑا لیکن اُن کے دل سخت ہونے لگے۔ پھر اُنہوں نے خیال کیا کہ شاید سختی کرنے سے اُس کا مرض دُور ہو جائے، اِس لئے کبھی تو اُس سے ٹھٹھا کرتے، کبھی اُسے دھمکاتے اور کبھی اُس سے بالکل کتراتے تھے۔ اُن کا رویہ دیکھ کر وہ زیادہ تر اپنے

کمرے کی پناہ لیتے ہوئے اُن پر ترس کھاتا اور اُن کے لئے دعائے خیر کرتا۔ ساتھ ہی وہ اپنی بُری حالت پر ٹھنڈی آہیں بھرتا۔ کبھی کبھی وہ اکیلا باہر نکل کر کُھلے میدان میں چلتے ہوئے پڑھتا یا دُعا کرتا تھا۔ چند دنوں تک اُس کا یہی حال رہا۔

پھر مَیں نے خواب میں کیا دیکھا کہ وہی آدمی ایک دن میدان میں کھڑا عادت کے مطابق اپنی کتاب پڑھ رہا ہے۔ اِس بار بھی وہ پڑھتے پڑھتے بے چینی سے چِلا اُٹھا: "ہائے مَیں کیا کروں کہ نجات پاؤں؟"[a]

مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ وہ اِدھر اُدھر ایسے دیکھ رہا ہے کہ بس ابھی دوڑا کہ دوڑا۔ لیکن وہ کھڑا ہی رہا کیونکہ اُسے عِلم نہ تھا کہ کدھر جائے۔ اِتنے میں مُبشّر نامی ایک آدمی نے اُس کے پاس آ کر پوچھا، "کیوں روتے ہو؟"

اُس نے جواب دیا، "جناب، اِس کتاب سے جو میرے ہاتھ میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ میرے مرنے اور بعد میں خدا کی عدالت میں

---

[a] اعمال 16:30-31

حاضر ہونے کا حکم ہو چکا ہے۔[a] مَیں نہ تو مرنے پر راضی ہوں[b] اور نہ عدالت ہی میں حاضر ہونے کے لئے تیار۔"[c]

مُبشّر: تم مرنے پر کیوں راضی نہیں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ زندگی میں کیسی کیسی تکلیفوں اور دُکھوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

اُس نے جواب دیا، "جناب، مَیں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری پیٹھ پر کا بوجھ مجھے قبر سے بھی نیچے نہ لے جائے اور مَیں جہنم میں جا پڑوں۔ اگر مَیں جیل جانے سے گھبراتا ہوں تو عدالت میں جانے اور موت کی سزا اُٹھانے کی برداشت مجھ میں کیسے ہو گی! اِن ہی باتوں کا تصور مجھے رونے پر مجبور کر دیتا ہے۔"[d]

مُبشّر: اگر تمہارا یہ حال ہے تو یہاں کیوں پتھر کی طرح جم گئے ہو؟

---

[a] عبرانیوں 27:9
[b] ایوب 21:16-22
[c] حزقی ایل 14:22
[d] یسعیاہ 33:30

اُس نے جواب دیا، "مَیں نہیں جانتا کہ کدھر جاؤں۔" تب اُس نے اُسے ایک کاغذ دیا جس پر لکھا تھا، "آنے والے غضب سے بھاگو۔"[a]

اُس آدمی نے کاغذ پڑھا اور حسرت بھری نگاہوں سے مُبشّر کی طرف دیکھ کر کہا، "مَیں کدھر بھاگوں؟"

[a] متی 7:3

تب مُبشّر نے ایک وسیع میدان کی طرف اشارہ کرکے کہا، "کیا سامنے اُس تنگ دروازے کو دیکھتے ہو؟"[a]

اُس نے کہا، "نہیں۔"

مُبشّر نے کہا، "کیا وہ چمکتی ہوئی روشنی نظر آتی ہے؟"[b]

اُس نے کہا، "ہاں۔"

مُبشّر بولا، "سیدھے اُس روشنی کی طرف چلتے جاؤ۔ نزدیک پہنچ کر تمہیں وہ تنگ دروازہ نظر آئے گا۔ وہاں جا کر اُس دروازے کو کھٹکھٹانا۔ جو کچھ کرنا ہے تمہیں وہاں بتایا جائے گا۔"

یہ سنتے ہی وہ آدمی وہاں سے اُٹھ بھاگا۔ اپنے گھر سے ابھی بہت دُور نہ گیا تھا کہ اُس کے بیوی بچے پکارنے لگے، "واپس آؤ، واپس آؤ، آگے نہ جانا۔"

---

[a] متی 7:13-14

[b] زبور 119: 105؛ 2پطرس 1:19

پر وہ کان بند کیے پکارتا چلا گیا، "زندگی! زندگی! ہمیشہ کی زندگی۔"[a]
اُس نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا بلکہ کھلے میدان کے درمیان کی طرف
دوڑتا گیا۔[b]

[a] یوحنا 2:17
[b] پَید 17:19

ضدّی اور دودِلا

اُسے دوڑتے ہوئے[a] دیکھ کر اُس کے پڑوسی اپنے گھروں سے نکل آئے۔ بعض اُس پر ہنسے، بعض دھمکیاں دینے لگے۔ کئی ایک نے اُس کی منت سماجت بھی کی کہ لوٹ آؤ۔ آخرکار اُن میں سے دو نے ارادہ کر لیا کہ اُسے زبردستی واپس لے آئیں۔ اُن میں سے ایک کا نام ضِدی

---

[a] یرمیاہ 10:20

اور دوسرے کا دودِلا تھا۔ وہ اُن سے کافی دُور نکل چکا تھا، لیکن اُنہوں نے بھاگ کر اُسے جا لیا۔

اُس نے اُن سے کہا، "بھائیو، تم کیوں میرے پیچھے آئے ہو؟"

وہ بولے، "تمہیں سمجھانے کو کہ ہمارے ساتھ واپس چلو۔" اُس نے کہا، "کبھی نہیں، کیونکہ تُم تو بربادنگر کے رہنے والے ہو جہاں مَیں بھی پیدا ہوا ہوں۔ اگر تم وہاں رہ کر مرو گے تو موت کے بعد ایک ایسی جگہ پھینکے جاؤ گے جہاں ہمیشہ کی آگ اور گندھک دہکتی ہے۔ اِس لئے میرے پیارے پڑوسیو بہتر ہے کہ میرے ساتھ ہی چلو!"

ضدّی: ایس! اپنے دوست اور سہولیات سب کچھ چھوڑ کر!

"ضرور،" مسافر نے جواب دیا۔ اُس کا نام مومن تھا۔ "جن چیزوں سے تم لپٹے ہوئے ہو وہ اُن چیزوں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جن کے لئے میں تڑپ رہا ہوں۔[a] اگر تم میرے ساتھ آؤ اور وہی چیزیں حاصل کرو تو میرے برابر حصہ پاؤ گے۔ کیونکہ جہاں مَیں جا رہا ہوں

[a] 2 کرنتھیوں 18:4

وہاں سب کے لئے بہت کچھ ہے۔[a] آؤ میری باتوں کی سچائی جانچ لو۔"

ضدّی: بھلا وہ ایسی کون سی چیزیں ہیں جن کی تلاش میں تم تمام دُنیا کو چھوڑنا چاہتے ہو؟

مومن: مَیں اُس میراث کی تلاش میں ہوں جو غیر فانی، بے داغ اور لازوال ہے۔[b] جو آسمان پر محفوظ کی گئی ہے[c] اور مقررہ وقت پر اُنہیں ملے گی جو دل و جان سے اُس کے طالب ہیں۔ اگر تمہیں یقین نہیں تو یہ لو۔ اِس کتاب میں پڑھ لو۔

ضدّی: چل دفع کر اپنی کتاب۔ تُو ہمارے ساتھ واپس چلے گا کہ نہیں؟

مومن: کبھی بھی نہیں، مَیں اپنا ہاتھ ہَل پر رکھ کر پیچھے نہیں دیکھوں گا۔[d]

---

[a] لوقا 17:15
[b] 1 پطرس 4:1
[c] عبرانیوں 16:11
[d] لوقا 62:9

ضدّی: آؤ بھائی دودِلا، ہم اپنے گھر واپس چلیں۔ جب اِس جیسا نادان شیخی باز اپنی رائے پر اٹک جائے تو سات دانشور بھی اُسے سمجھا نہیں سکتے۔

دودِلا: میری بات کا بُرا نہ ماننا، جو کچھ یہ نیک آدمی کہتا ہے اگر سچ ہے تو جن چیزوں کے پیچھے وہ پڑا ہے، وہ ہماری چیزوں سے بہتر ہیں۔ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ چلوں۔

ضدّی: حد ہوگئی۔ کیا تُو بھی اُس کے ساتھ پاگل ہوا جاتا ہے؟ میرا کہا مان اور واپس چل۔ کیا معلوم یہ دیوانہ تجھے کدھر لے جائے! سو ہوش میں آؤ اور واپس چلو۔

مومن: نہیں بھائی دودِلا، میرے ساتھ چلو۔ تمہیں نہ صرف وہ چیزیں ملیں گی جن کا مَیں ذکر کر چکا ہوں بلکہ اُن کے علاوہ بے شمار اَور بھی عمدہ اور جلالی چیزیں۔ اگر تمہیں میری بات کا یقین نہ ہو تو اِس کتاب کو پڑھ لو۔ جو سچائیاں اِس میں بیان کی گئی ہیں اُن پر لہو سے مُہر لگا دی گئی ہے۔[a]

دودِلا: اچھا بھئی، مَیں اِس نتیجے تک پہنچ گیا ہوں کہ اِس شریف آدمی کا ساتھ دے کر اُس کی قسمت میں شریک ہو جاؤں۔ لیکن یہ تو بتاؤ، اِس دل کش جگہ کی راہ بھی جانتے ہو؟

مومن: مبشر نامی ایک آدمی نے مجھے کہا کہ سیدھے اُس تنگ دروازے پر جو تمہارے سامنے ہے چلے جانا۔ وہاں سے تمہیں راہ کا پورا پورا پتہ مل جائے گا۔

---

[a] عبرانیوں 9:17-28

دودِلا: آؤ بھائی چلیں۔

دونوں ساتھ ساتھ ہو لئے۔

ضدّی: مَیں تو اپنے گھر لوٹ جاتا ہوں۔ مجھے ایسے گمراہ بے وقوفوں سے کچھ سروکار نہیں۔

دودِلا اور مومن کی بات چیت

اب مَیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ جب ضدی نے اپنے گھر کی راہ لی تو مومن اور دودِلا میدان میں باتیں کرتے کرتے روانہ ہوئے۔

مومن: بھائی دودِلا، کیا حال ہے؟ مَیں بہت خوش ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ آنا قبول کیا۔ اگر ضدی پر اُن اَن دیکھی پریشانیوں کا ویسا ہی اثر ہوتا جیسا کہ مجھ پر ہوا ہے تو وہ بے شک اِتنی جلدی سے ہم کو اپنی پیٹھ نہ دکھاتا۔

دودِلا: خیر اب تو ہم دونوں ہی رہ گئے ہیں۔ ویسے ایک بات مجھے بتاؤ کہ جہاں ہم جا رہے ہیں وہاں کیا پائیں گے اور اُس سے کیسے مزہ لیں گے؟

مومن: مَیں اُس کا کسی حد تک تصور تو کر سکتا ہوں، لیکن زبان سے بیان کرنا مشکل لگ رہا ہے۔ مَیں اپنی کتاب میں سے پڑھ کر اِس کے بارے میں سناتا ہوں۔

دودِلا: کیا تمہیں یقین ہے کہ اِس کتاب کی باتیں بالکل سچی ہیں؟

مومن: بے شک، کیونکہ یہ کتاب اُس کی طرف سے ہے جو کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔[a]

دودِلا: خوب! بھلا کیا ہیں وہ چیزیں؟

مومن: وہاں ایک سلطنت ہے جس کا کبھی آخر نہ ہو گا۔ ہمیں ابدی زندگی ملے گی، اور ہم اُس سلطنت میں ہمیشہ تک رہیں گے۔[b]

دودِلا: خوب! اور کیا؟

مومن: وہاں ہمیں جلال کا تاج ملے گا اور ایسی پوشاک جو ہمیں سورج کی طرح روشن کرے گی۔[c]

دودِلا: خوب! اور کیا؟

مومن: وہاں کسی طرح کا دکھ درد اور رونا دھونا نہ ہو گا، کیونکہ اُس جگہ کا مالک ہماری آنکھوں کے سب آنسو پونچھ ڈالے گا۔[d]

دودِلا: وہاں ہمیں سنگت کیسی ملے گی؟

---

a ططس 2:1

b یسعیاہ 17:45؛ یوحنا 10:27-29

c 2 تیم 4:8؛ مکاشفہ 4:3؛ متی 43:13

d یسعیاہ 8:25؛ مکاشفہ 4:21

مومن: ہم فرشتوں کے ساتھ رہیں گے۔[a] اُن پر نگاہ کرنے سے آنکھیں چُندھیا جائیں گی۔ وہاں تم ہزاروں مقدّسوں سے جو ہم سے پہلے اُس مقام کو کوچ کر گئے ملو گے۔ وہاں کوئی بھی کسی کو تکلیف نہیں دیتا بلکہ سب پاک اور محبت سے بھرپور ہیں۔ ہر ایک خدا سے منظور ہو کر اَبد الآباد اُس کے حضور رہتا ہے۔ وہاں ہم بزرگوں کو سونے کے تاج پہنے[b] اور پاک کنواروں کو سونے کے سرود لئے دیکھیں گے۔[c] وہاں ہم اُن لوگوں کو پائیں گے جو اُس جگہ کے مالک سے محبت رکھنے کے باعث[d] دُنیا والوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مارے گئے، شعلوں کا لقمہ کر دیئے گئے، درندوں سے پھڑوائے گئے اور سمندروں میں ڈُبائے گئے۔[e]

دودِلا: اِس بیان سے میرا دل بَلّیوں اُچھالتا ہے، لیکن کیا ہم بھی اِن چیزوں سے لطف اُٹھائیں گے؟ یہ ہمیں کیونکر نصیب ہوں گی؟

---

[a] یسعیاہ 2:6؛ 1 تھس 4:16-17؛ مکاشفہ 11:5
[b] مکاشفہ 4:4
[c] مکاشفہ 14:1-5
[d] یوحنا 12:25
[e] عبرانیوں 11:35-39

مومن: خداوند نے جو اُس ملک کا حاکم ہے اِس کتاب میں وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم اُن کو سچ مچ چاہتے ہوں تو ہمیں سب کچھ مفت مل جائے گا۔[a]

دودِلا: بھائی یہ باتیں سن کر بہت خوشی ہوئی۔ آؤ قدم بڑھائے چلیں۔

مومن: مَیں اپنے بوجھ کے سبب جتنا جلد چاہتا ہوں چل نہیں سکتا۔

[a] یسعیاہ 1:55، 2؛ یوحنا 37:6؛ 37:7؛ مکاشفہ 17:22؛ 6:21

مایوسی کی دلدل

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ یہ بات ختم کرتے ہی وہ ایک بڑی دلدل کے نزدیک جا پہنچے جو اُس میدان کے عین درمیان میں تھی۔ بے پروائی کے باعث دونوں اُس میں پھنس گئے۔ اِس دلدل کا نام مایوسی تھا۔ اُس میں لوٹتے ہوئے وہ کیچڑ سے بُری طرح لَت پَت ہو گئے۔ مومن اپنے بوجھ کے باعث اُس میں دھنسنے لگا۔

دودِلا: اب کہاں آئے؟

مومن: بھئی کیا بتاؤں، مَیں تو خود نہیں جانتا۔

دودِلا: (رنجیدہ ہو کر غصے سے) کیا یہی خوش حالی ہے جس کی تعریف تم مجھ سے کرتے تھے؟ اگر سفر کی ابتدا یہ ہے تو خدا جانے انتہا کیا ہو گی! اگر اِس آفت سے میری جان بچے تو وہ مبارک ملک تم ہی کو مبارک رہے۔

یہ کہہ کر وہ بڑے زور سے دو تین بار اُچھلا اور دلدل سے نکل کر اپنے گھر کی راہ لی۔ مومن نے اُسے پھر نہ دیکھا۔ اب وہ مایوسی کی دلدل میں اکیلا رہ گیا۔ اِس کے باوجود وہ ہاتھ پاؤں مار مار کر اُس طرف نکلنے کی کوشش کرتا رہا جس طرف تنگ دروازہ تھا۔ خدا خدا کر کے وہ کنارے تک پہنچ گیا۔ مگر اپنی پیٹھ کے بوجھ کی وجہ سے وہ نکلنے نہ پایا۔

اِتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مدد نامی ایک آدمی پاس آ کر پوچھنے لگا کہ اِس دلدل میں پڑے کیا کرتے ہو؟

مومن: جناب! مُبشّر نامی ایک آدمی نے مجھے کہا کہ اُس تنگ دروازے کو جاؤں تاکہ آنے والے غضب سے بچ سکوں۔ مَیں اُسی دروازے کی طرف چلتے چلتے یہاں آ پھنسا۔

مدد: تم نے دلدل میں رکھے ہوئے پتھروں پر قدم کیوں نہیں رکھا؟

مومن: مَیں خوف کے مارے اِتنا گھبرایا ہوا تھا کہ اِدھر اُدھر بھاگتے ہوئے اِس دلدل میں پھنس گیا۔

مدد: میری طرف اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔

مومن نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ مدد نے اُسے پکڑ کر دلدل سے نکال کر خشک زمین پر کھڑا کیا[a] اور کہا، "بس اب سیدھے چلے آؤ۔"

تب مَیں نے مدد کے پاس جا کر کہا، "جناب! دیکھئے برباد نگر سے تنگ دروازے کی طرف جانے والی راہ اِس جگہ سے گزرتی ہے تو کیوں

---

[a] زبور 2:40

اِس کی مرمت نہیں کی جاتی تاکہ بے چارے مُسافروں کو یہاں دِقت نہ ہو؟"

اُس نے جواب دیا، "یہ دلدل ایسی جگہ ہے جس کی مرمت کرنا دشوار ہے۔ گناہ کی پہچان سے جو مَیل اُبھر آتا ہے وہ بہتا بہتا اِسی گڑھے میں چلا آتا ہے۔ اِسی لئے یہ مایوسی کی دلدل کہلاتی ہے۔ جب کوئی گنہگار بیدار ہو کر پہچان لیتا ہے کہ میری بگڑی حالت مجھے جہنم تک

پہنچائے گی تو اُس کے دل میں بہت سے شکوک، خوف اور مایوس کن اندیشے اُبھر کر اِسی جگہ آ پڑتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ یہ زمین اِس قدر خراب ہو رہی ہے۔ بادشاہ کی مرضی تو نہیں کہ یہ جگہ خراب رہے۔[a] اُس کے انجنیئر اور مزدور بھی دو ہزار برس سے اِس دلدل کو دُور کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ میری دانست میں یہاں کم سے کم بیس ہزار بَیل گاڑیوں کا بوجھ تو کھپ گیا ہو گا۔ ہاں ہر وقت لاکھوں صحت بخش ہدایات شاہِ سلامت کی سلطنت کے ہر کونے سے یہاں پہنچائی گئی ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ اِس زمین کو مضبوط کرنے کے لئے سب سے عمدہ سامان یہی ہے۔ تو بھی یہ اب تک مایوسی کی دلدل ہے اور ایسا ہی رہے گا۔

سچ تو یہ ہے کہ دلدل میں سے گزرنے کے لئے بادشاہ کی ہدایت سے کئی مضبوط پتھر اِس میں نصب کیے گئے ہیں۔ لیکن یہ جگہ جب آج جیسے بگڑے موسم کی وجہ سے اپنا مَیل اُچھالتی ہے تو پتھر مشکل سے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اگر نظر بھی آئیں تو چکر آنے سے مسافر قدم اِدھر

---

[a] یسعیاہ 35:1-10

اُدھر ڈالتے ہوئے دلدل میں پھسل جاتے ہیں اور کیچڑ سے لت پت ہو جاتے ہیں۔لیکن دروازے سے آگے راہ اچھی ہی ہے۔[a]

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اِتنے میں دودِلا اپنے گھر جا پہنچا۔ یہ دیکھ کر اُس کے ہمسائے اُس سے ملنے آئے۔بعض نے تو اُس کے لَوٹ آنے پر اُسے عقل مند ٹھہرایا جبکہ بعض نے اُسے اپنے آپ کو مومن کے ساتھ خطرے میں ڈالنے کی وجہ سے بے وقوف قرار دیا۔ اَوروں نے یہ کہہ کر اُسے چِڑایا کہ تُم نے یہ سفر اِتنی جلدی سے کیوں

[a] 1 سموایل 23:12

چھوڑ دیا؟ اگر ہم ہوتے تو ایسی بزدلی نہ دکھاتے کہ تھوڑی سی دقت کے باعث ہمت ہار بیٹھتے۔ یوں دودِلا اُن کی گالیاں سن سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ کچھ سنبھل گیا جب لوگ اُسے چھوڑ کر دوبارہ بے چارے مومن کا مذاق اُڑانے لگے۔

دُنیادار

اب مومن اکیلا ہی آگے بڑھتا گیا۔ چلتے چلتے ایک آدمی دُور سے نظر آیا جو اُس کی طرف چلا آ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ایک دوسرے سے مل گئے۔ آدمی کا نام دُنیادار تھا اور اُس کے شہر کا نام دُنیاوی سوچ آباد۔ یہ وسیع شہر مومن کے وطن کے نزدیک ہی تھا۔ مومن سے ملتے ہی دُنیادار کو خیال گزرا کہ یہ مومن ہی ہے، کیونکہ اُس کا برباد نگر سے نکلنا چاروں طرف مشہور ہو گیا تھا۔ مومن کے مشکل سے قدم اُٹھانے اور کراہنے سے تو اُسے اَور بھی یقین ہو گیا کہ یہ وہی ہے۔

دُنیادار : جناب! ایسا بوجھ اٹھائے لڑکھڑاتے کہاں جا رہے ہو؟

مومن: بے شک میرا بوجھ بھاری ہے۔ مَیں سامنے اُس تنگ دروازے کی طرف جا رہا ہوں، کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہاں مَیں اپنے اِس بوجھ سے چھٹکارا پاؤں گا۔

دُنیادار : تمہارے بیوی بچے بھی ہیں؟

مومن: ہاں ہیں تو۔مگر مَیں اِس بوجھ تلے ایسا دبا ہوں کہ اَب مجھے اُن سے خوشی نہیں ملتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرا کوئی بھی نہیں۔[a]

دُنیادار : بھلا اگر مَیں تمہیں کچھ صلاح دوں تو مانو گے؟

---

[a] 1 کرنتھیوں 29:7

مومن: اگر نیک صلاح ہوئی تو کیوں نہ مانوں گا! مَیں تو نیک صلاح کا محتاج ہوں۔

دُنیادار : میری تو یہی صلاح ہے کہ جلد ہی اِس بوجھ سے رہائی پاؤ۔ کیونکہ جب تک اِس حالت میں ہو نہ تمہیں کبھی سکون ملے گا، نہ ہی خدا تعالیٰ کی برکتوں کا مزہ لے سکتے ہو۔

مومن: آرزو تو میری بھی یہی ہے کہ اِس بوجھ سے رہائی پاؤں۔ لیکن نہ مَیں خود اِسے اُتار سکتا ہوں، نہ ہی ہمارے ملک میں کوئی ہے جو اِسے میرے کندھے پر سے اُتار دے۔ اِس لئے اُس طرف جا رہا ہوں کہ اپنے بوجھ سے چھٹکارا پاؤں۔

دُنیادار : کس نے تمہیں بتایا کہ اِس راہ پر جانے سے بوجھ اُتر جائے گا؟

مومن: ایک بڑے عزّت دار آدمی نے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے اُس کا نام مُبشّر تھا۔

دُنیادار : لعنت ایسے صلاح کار پر۔ دنیا بھر میں اِس سے زیادہ خطرناک اور مشکل راہ ہے نہیں۔ اگر تم اُس کی صلاح پر چلے تو اِس

کا نتیجہ دیکھ لو گے۔ بلکہ تمہیں تو کچھ تکلیف کا سامنا ہو بھی چکا ہے۔ مایوسی کی دلدل کی کیچڑ تم پر لگی نظر آتی ہے۔ وہ دلدل تو اُن مصیبتوں کا صرف شروع ہی ہے جو اِس راہ پر چلنے والوں کو پیش آتی ہیں۔ میری سنو! کیونکہ مَیں تم سے عمر میں بڑا ہوں۔ تمہیں اِس راہ میں کیا ملے گا؟ تھکان، درد، بھوک پیاس، تلوار، اژدہا، شیر، تاریکی اور آخر میں موت۔ یہ حقیقت ہے، کیونکہ اِس کی تصدیق بہت سے گواہوں سے ہوئی ہے۔ کسی اجنبی کے کہنے پر اپنے آپ کو ایسے خطرے میں ڈالنا بھلا داناؤں کا کام ہے؟

مومن: صاحب، جو کچھ آپ نے اِس راہ کے بارے میں بیان کیا ہے میرے کندھے کا بوجھ تو اُس سے کہیں زیادہ ہولناک ہے۔ اگر مَیں اِس سے رہائی پا سکوں تو مجھے اِس راہ کی مصیبتوں کی ذرا بھی پروا نہیں۔

دُنیادار : تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ تمہارے کندھے پر یہ بوجھ ہے؟

مومن: اِس کتاب کے پڑھنے سے جو میرے ہاتھ میں ہے۔

دُنیادار : ہاں میرا بھی یہی خیال تھا۔ تمہارا بھی وہی حال ہوا جو اَور کمزور دل آدمیوں کا ہوتا ہے جو ایسی ایسی باتوں میں الجھ جاتے ہیں جو اُن کی سمجھ سے باہر ہیں۔ آخر کو وہ تمہاری طرح نہ صرف اپنا ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں بلکہ نہ جانے کیسی کیسی چیزوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

مومن: مَیں تو جانتا ہوں کہ کیا پاؤں گا یعنی اِس بھاری بوجھ سے آرام۔

دُنیادار : لیکن تم اِسی طرح آرام کیوں ڈھونڈتے ہو؟ تمہیں تو خود معلوم ہے کہ کیا کیا خطروں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ مَیں تو تمہاری آرزو ایسے پوری کر سکتا ہوں کہ تم اِن تمام خطروں سے بچے رہو گے۔ تمہارا علاج قریب ہی کیا جائے گا۔ اِن خطروں کے بجائے تمہیں سلامتی، دوستی اور اطمینان حاصل ہو گا۔

مومن: صاحب! مَیں منت کرتا ہوں یہ بھید میرے لئے کھول دیں۔

دُنیادار : دیکھو، سامنے اخلاق پنڈ نامی ایک گاؤں ہے۔ اُس میں قانون پرست نامی ایک آدمی رہتا ہے۔ وہ بڑا سمجھ دار اور نیک نام

ہے۔ وہ لوگوں کے کندھے سے تمہارے جیسے بوجھ اُتارنے کا ماہر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اُس نے اِس لحاظ سے بہت نیکی کی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ جن لوگوں کے دماغ میں بوجھ کے سبب خلل آ گیا ہو اُنہیں وہ شفا بھی دے سکتا ہے۔ اگر تم اُس کے پاس جاؤ تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ اُس کا مکان یہاں سے ایک میل پر ہے، اور اگر وہ آپ گھر میں نہ ہو تو آدمیت نامی اُس کا ایک خوب صورت جوان بیٹا ہے۔ وہ بھی تمہارے بوجھ کو اتار سکتا ہے۔ وہاں تم اپنے بوجھ سے آرام پاؤ گے۔ اگر تمہیں گھر لَوٹ جانا پسند نہ ہو جس کی مَیں بھی تمہیں صلاح نہ

دوں گا، تو اپنے بیوی بچوں کو بھی وہیں بلا لینا۔ وہاں بہت سے مکان خالی پڑے ہیں۔ اُن میں سے ایک تم مناسب کرائی پر لے سکتے ہو۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی وہاں اچھی اور سستی ہیں۔ وہاں تُم دیانت دار پڑوسیوں کے ساتھ عزت سے رہو گے۔

اِس پر مومن شک و شبہے میں پڑ گیا۔ سوچتے سوچتے اُس نے آخرکار فیصلہ کیا کہ اگر یہ سچ ہو تو اُس کی صلاح مان لینے ہی میں بہتری ہے۔

مومن: جناب، اُس دیانت دار کے گھر جانے کی کون سی راہ ہے؟

دُنیادار : وہ سامنے والا اونچا پہاڑ نظر آ رہا ہے؟

مومن: جی ہاں۔

دُنیادار : اُسی پہاڑ کی طرف چلے جانا۔ پہلا مکان جو تمہاری راہ میں آئے اُسی کا ہے۔

اخلاق پنڈ کا راستہ

یوں مومن اپنی راہ چھوڑ کر قانون پرست کے گھر کو چلا۔ اُس پہاڑ کے نزدیک پہنچ کر کیا دیکھتا ہے کہ پہاڑ بہت اونچا ہے اور جو راستہ اُس

کے دامن سے گزر رہا ہے اُس کے اوپر بڑی بڑی چٹانیں لٹک رہی ہیں۔

اُنہیں دیکھتے ہی مومن آگے جانے سے ڈر گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی چٹان سر پر گر کر مجھے پیس ڈالے۔ یہاں کھڑے ہو کر اُسے کوئی ترکیب نہ سوجھی کہ کیا کرے۔ اُس کا بوجھ اب اَور بھی زیادہ بھاری معلوم ہونے لگا۔ پہاڑ سے بجلیاں چمکیں اور آگ کے شعلے برسنے لگے۔ خدشہ تھا کہ کہیں بھسم نہ ہو جائے۔ پسینے میں بھیگ کر

وہ مارے ڈر کے کانپنے لگا۔[a] اب اُسے افسوس ہوا کہ ہائے مَیں نے دُنیادار کی صلاح کیوں مانی۔[b] اِتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ مُبشّر مجھے ملنے کو چلا آ رہا ہے۔ اُسے دیکھتے ہی مومن کا منہ شرم سے لٹک گیا۔

اُس کے پاس پہنچ کر مُبشّر نے سختی سے پوچھا، "مومن، تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

مومن کو کچھ جواب بن نہ آیا اور چپ چاپ کھڑا رہا۔ پھر مُبشّر نے پوچھا، "کیا تم وہی نہیں جسے مَیں نے برباد نگر کے باہر روتے پایا تھا؟"

مومن: ہاں صاحب! مَیں وہی ہوں۔

مُبشّر: کیا مَیں نے تمہیں تنگ دروازے کو جانے کی صلاح نہ دی تھی؟

مومن: دی تھی۔

مُبشّر: تو پھر تم کیسے گمراہ ہو گئے؟ اب تو تم اُس راہ پر نہیں۔

---

[a] خروج 19:16-18

[b] عبرانیوں 12:21

مومن: کیا کہوں صاحب، ایسا اتفاق ہوا کہ جب مَیں مایوسی کی دلدل کے اِس پار آیا تو راہ میں مجھے ایک بندہ ملا جس نے مجھے بتایا کہ سامنے والے گاؤں میں ایک شریف آدمی رہتا ہے جو میرے اِس بوجھ کو اُتار سکے گا۔

مُبشّر: وہ کون تھا؟

مومن: وہ شریف معلوم ہوتا تھا اور بہت باتیں کرتے کرتے اُس نے مجھے راضی ہی کر لیا۔لیکن جب مَیں نے یہاں آ کر دیکھا کہ چٹانیں راہ کے اوپر لٹک رہی ہیں تو آگے جانے سے ڈرا کہ کہیں کوئی چٹان مجھ پر گر نہ پڑے۔

مُبشّر: اُس نے تم سے کیا کیا باتیں کیں؟

مومن: اُس نے پوچھا کدھر جاتے ہو تو مَیں نے اُسے سارا حال بتا دیا۔

مُبشّر: پھر اُس نے اور کیا کہا؟

مومن: اُس نے پوچھا، "تیرے بیوی بچے بھی ہیں؟" مَیں نے کہا، "ہیں تو سہی۔ پر مَیں اپنے بوجھ سے ایسا بے چین ہوں کہ پہلے کی طرح اُن سے کوئی خوشی نہیں پاتا۔"

مُبشّر: پھر اُس نے کیا کہا؟

مومن: اُس نے کہا، "جلدی اپنے بوجھ سے رہائی پاؤ۔" جواب میں مَیں نے کہا، "میری آرزو تو یہی ہے کہ آرام پاؤں۔ اِسی لئے مَیں پرلے دروازے کو جا رہا ہوں کہ وہاں رہائی کی جگہ تک پہنچنے کی ہدایت پاؤں۔" تب اُس نے کہا، "مَیں تمہیں ایک بہتر اور چھوٹی راہ بتاتا ہوں جس میں تمہیں بہت کم تکلیف ہو گی۔ یہ راہ تمہیں ایک شریف آدمی کے ہاں لے جائے گی جو ایسے بوجھوں کو اُتارنا جانتا ہے۔" تب مَیں اُس کے کہنے پر یہاں آیا کہ شاید یہ بوجھ جلد اُتر جائے۔ لیکن مَیں نے یہاں آ کر یہ حال دیکھا تو مارے ڈر کے ٹھہر گیا اور اب نہیں جانتا کہ کیا کروں۔

مُبشّر: ذرا ٹھہرو کہ مَیں تمہیں خدا کی باتیں بتاؤں۔

مومن کانپتا ہوا کھڑا رہا۔

مُبشّر: خبردار، میری بات کا انکار نہ کرنا! کیونکہ اگر لوگ نہ بچے جب اُنہوں نے دنیاوی پیغمبر موسیٰ کی سننے سے انکار کیا تو پھر ہم کس طرح بچیں گے اگر ہم اُس کی سننے سے انکار کریں جو آسمان سے ہم سے ہم کلام ہوتا ہے؟[a] راست باز ایمان سے ہی جیتا رہے گا، اور اگر وہ پیچھے

[a] عبرانیوں 25:12

ہٹ جائے تو خدا اُس سے خوش نہیں ہو گا۔[a] اِس وقت تم تباہی کی طرف بھاگے جا رہے ہو۔ تم نے حق تعالیٰ کی ہدایت سے اِنکار کر کے اپنے پاؤں سلامتی کی راہ سے پھیرے ۔ اب تم تباہی کے خطرے میں پڑ گئے ہو۔

مومن: (مردہ سا اُس کے قدموں پر گر کر اور رو رو کر) ہائے مجھ پر افسوس۔ مَیں تو تباہ ہوا۔

مُبشّر نے اُس کا دہنا ہاتھ پکڑ کر اُسے اُٹھایا اور تسلی دی کہ انسان کا ہر گناہ اور کفر معاف کیا جا سکتا ہے۔[b] بے اعتقاد نہ ہو بلکہ ایمان رکھ۔[c] اِس سے مومن کے دم میں دم آیا، اور وہ مُبشّر کے سامنے پہلے کی طرح کانپتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

مُبشّر: میری باتوں کو دھیان سے سنو۔ جو آدمی تمہیں ملا اُس کا نام دُنیادار ہے، اور جیسا نام ویسا گُن—ایک تو وہ اِسی دنیا کی سوچ رکھتا

---

[a] عبرانیوں 38:10
[b] متی 31:12
[c] یوحنا 27:20

ہے۔[a] اِسی لئے وہ ہمیشہ اخلاق پنڈ کی ہی عبادت گاہ میں جایا کرتا ہے۔ دوسرے، اِس گاؤں کی سوچ پیار کرنے سے وہ صلیب کی تعلیم سے بچا رہتا ہے۔[b] جسمانی ہونے کے باعث وہ میری سیدھی راہوں سے

---

[a] 1۔یوحنا 5:4

[b] گل 12:6

بھٹکانے کے طریقے نکالتا رہتا ہے۔ اُس کی صلاح میں تین باتیں ہیں جن سے تمہیں نفرت کرنا چاہئے:

- اُس کا تمہیں راہ سے بہکانا۔
- صلیب کو تمہاری نظروں میں گھنونا ٹھہرانے کی کوشش کرنا۔
- تمہارے پاؤں کو اُس راہ میں رکھنا جو تمہیں موت کے گھاٹ اُتار دے گی۔

پہلے، تمہیں نہ صرف اُس کے بہکاوے سے بلکہ اپنے اُس طرف رجحان سے بھی گھن آنی چاہئے۔ کیونکہ اُس کی دُنیاوی باتیں ماننے سے تم نے خدا کی صلاح کو رد کر دیا ہے۔ خداوند فرماتا ہے، "تنگ دروازے میں سے داخل ہونے کی سرتوڑ کوشش کرو۔"[a] اور یہ وہی دروازہ ہے جس کی طرف مَیں نے تمہیں بھیجا تھا۔ کیونکہ "زندگی کی طرف لے جانے والا راستہ تنگ ہے اور اُس کا دروازہ چھوٹا۔ کم ہی لوگ اُسے پاتے ہیں۔"[b] اُس شریر نے تنگ دروازے کی راہ سے تمہیں بہکا کر ہلاکت

---

[a] لوقا 24:13
[b] متی 7:13-14

کے نزدیک پہنچایا ہے۔ اِس لئے اُس کے بہکانے سے نفرت کرو اور اپنے آپ سے بھی کہ اُس کی صلاح کیوں مانی۔

دوسرے، اُس کے صلیب کو گھنونا ٹھہرانے سے نفرت کرو، کیونکہ تمہیں اِسے مصر کے خزانوں پر ترجیح دینا چاہیئے۔[a]

اِس کے علاوہ جلال کے بادشاہ نے فرمایا ہے کہ "جو بھی اپنی جان کو بچائے وہ اُسے کھو دے گا، لیکن جو اپنی جان کو میری خاطر کھو دے وہ اُسے پائے گا۔ ... اگر کوئی میرے پاس آ کر اپنے باپ، ماں، بیوی، بچوں، بھائیوں، بہنوں بلکہ اپنے آپ سے بھی دشمنی نہ رکھے تو وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔"[b] اِس لئے مَیں کہتا ہوں کہ اُس تعلیم کو بُرا جانو جس کے مطابق شاہی راہ تمہیں موت کے گھاٹ اُتار دے گی حالانکہ اِس کے بغیر ہمیشہ کی زندگی مل ہی نہیں سکتی۔

تیسرے، یہ بُرا سمجھو کہ اُس نے تمہارے پاؤں کو ہلاکت کی راہ میں ڈالا۔ ذرا اِس پر غور کرو کہ اُس نے تمہیں کس کے پاس بھیجا اور وہ تمہارا بوجھ اُتارنے کے کتنا ناقابل ہے۔جس کے پاس تمہیں آرام پانے

---

[a] عبرانیوں 11:25-26

[b] متی 10:39؛ لوقا 14:26

کے لئے بھیجا گیا اُس کا نام قانون پرست ہے۔لیکن وہ تو لونڈی کا بیٹا ہے جو ابھی تک اپنے بچوں سمیت غلامی میں ہے۔[a] لونڈی کا نام کوہِ سینا ہے جہاں شریعت نازل ہوئی۔ اُسے دیکھ کر تم تو ڈر گئے کہ کہیں سر پر نہ گر پڑے۔ اب اگر وہ خود اپنے لڑکوں سمیت غلامی میں ہے تو تم کیونکر اُسی کے وسیلے سے آزاد ہونے کی اُمید رکھ سکتے ہو؟ یہ قانون پرست تمہیں بوجھ سے رہائی نہیں دے سکتا۔ کسی نے بھی آج تک اُس کے وسیلے سے اپنے بوجھ سے چھٹکارا نہیں پایا، اور نہ کبھی کوئی پائے گا ہی۔ ہم شریعت کے کاموں سے راست باز نہیں ٹھہر سکتے، کیونکہ شریعت پر عمل کرنے سے کوئی بھی اپنے بوجھ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ اِس لئے دُنیادار جھوٹا ہے اور مسٹر قانون پرست دغاباز۔ اُس کا بیٹا آدمیت بھی باوجود اپنی خوش مزاجی کے منافق ہے۔ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ یقین جانو، دُنیادار کا مقصد یہی تھا کہ تمہیں راہ سے بہکا کر نجات سے محروم رکھے۔

---

[a] گل 4:21-27

پھر مُبشّر نے اپنی باتوں کے ثبوت میں اونچی آواز سے آسمان کو پکارا تو اُسی دم پہاڑ سے آگ نکلی اور ایک ڈراؤنی آواز آئی جس سے اُس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ آواز نے کہا، "جو بھی اِس پر تکیہ کرتے ہیں کہ ہمیں شریعت کی پیروی کرنے سے راست باز قرار دیا جائے گا اُن پر اللہ کی لعنت ہے۔ کیونکہ کلامِ مُقدّس فرماتا ہے، 'ہر ایک پر لعنت جو شریعت کی کتاب کی تمام باتیں قائم نہ رکھے، نہ اِن پر عمل کرے۔'"[a]

یہ سن کر مومن پر موت کا خوف طاری ہوا۔ وہ چلّا چلّا کر رونے اور اُس گھڑی کو کوسنے لگا جب اُسے دُنیادار ملا اور اُس کی صلاح ماننے پر اپنے آپ کو بے وقوف ٹھہرایا۔ اِس بات سے وہ اَور بھی شرمندہ ہوا کہ گو اُس آدمی کی دلیلیں جسمانی تھیں تو بھی وہ مجھ پر ایسی غالب آئیں کہ مَیں گمراہ ہو گیا۔ پھر وہ دوبارہ مُبشّر سے مخاطب ہوا۔

مومن: صاحب، آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا اب بھی میرے لئے کچھ اُمید ہے؟ کیا مَیں لَوٹ کر تنگ دروازے کی راہ پھر اِختیار کر سکتا ہوں؟ شاہی راہ کو چھوڑنے کے باعث مجھے وہاں سے شرمندہ واپس تو

---

[a] گل 10:3

نہیں بھیجا جائے گا؟ ہائے، مَیں نے اُس آدمی کی باتیں کیوں مانیں؟ کیا میرے گناہ اب بھی معاف ہو سکتے ہیں؟

مُبشّر: تمہاری یہ غلطی بہت بڑی ہے، کیونکہ تم سے دو گناہ ہوئے ہیں۔ ایک تو اچھی راہ کو ترک کیا۔ دوسرے، جس راہ جانے سے منع کیا گیا تھا وہی اِختیار کی۔ تو بھی اُس دروازے کا چوکیدار تمہیں اندر جانے دے گا، کیونکہ وہ لوگوں کا دلی خیرخواہ ہے۔ لیکن خبردار، پھر اِدھر اُدھر نہ مُڑنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ غصے ہو جائے اور تم راستے میں ہی ہلاک ہو جاؤ۔[a]

تب مومن نے واپس جانے کی ٹھانی۔ مُبشّر اُس سے گلے مل گیا اور مسکرا کر اُسے خدا حافظ کہا۔ مومن تیز تیز چلتے ہوئے واپس لَوٹا۔ راستے میں اُس نے کسی سے بات تک نہ کی۔ کوئی اُس سے سوال پوچھتا تو اُس کا جواب تک نہ دیتا۔ یوں لگا جیسا منع کی ہوئی زمین پر چلتا ہو۔ جب تک پھر شاہی راہ میں نہ آ گیا اُسے چین نہ آیا۔

---

[a] زبور 12:2

تنگ دروازہ

کچھ مدت کے بعد مومن تنگ دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازے کے اوپر یہ لکھا تھا، "کھٹکھٹاتے رہو تو تمہارے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔"[a] اُس نے دو تین مرتبہ یہ کہہ کر کھٹکھٹایا،

اندر آ جاؤں کیا مَیں آوارہ؟
غم زدہ دردمند بے چارہ
وہ جو اندر ہے سن کے آوازہ
کھول دے گا نا آ کے دروازہ
گو کہ باغی رہا ہوں نالائق
تو بھی اِس بات کا ہوں اب شائق

[a] متی 7:7

آسمان پر قربتِ صمدی
گاؤں گا مَیں ستائشِ ابدی

آخر خیرخواہ نامی ایک بزرگ نے اندر سے نکل کر پوچھا، "کون ہو؟ کہاں سے آئے اور کیا چاہتے ہو؟"

مومن: مَیں ایک بےکس گناہ گار ہوں اور بوجھ تلے دبا جاتا ہوں۔ بربادنگر سے آ کر کوہِ صیون کو جا رہا ہوں تاکہ آنے والے غضب سے بچ جاؤں۔ مَیں نے سنا ہے کہ اِس دروازے کے دوسری طرف راہ جاتی ہے۔ مہربانی کرکے مجھے اندر آنے دیجئے۔

خیرخواہ: خوشی سے۔

یہ کہتے ہوئے اُس نے دروازہ کھول دیا۔

مومن کے اندر قدم رکھتے ہی خیرخواہ نے اُسے ہاتھ سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ مومن چونک اُٹھا، "ایں! یہ کیا؟"

خیرخواہ نے جواب دیا، "یہاں سے تھوڑی ہی دُور ایک مضبوط قلعہ ہے جس کا سردار بعل زبول ہے۔ وہاں وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ تیرکمان لئے کھڑا رہتا ہے کہ جو کوئی اِس دروازے کے اندر جانا چاہے اُس کے داخل ہونے سے پہلے ہی اُس کا کام تمام کر دے۔"

مومن نے کہا، "مَیں تو ایک طرف کانپتا ہوں، دوسری طرف شادمان ہوں۔"

خیرخواہ نے پوچھا، "تم کو یہاں کا پتہ کس نے دیا؟"

مومن: مُبشّر نامی ایک آدمی نے مجھے اِس تنگ دروازے کا پتہ دے کر کہا، "اُسے جا کر کھٹکھٹانا۔ وہاں تمہیں ہدایت ملے گی کہ آگے کیا کرنا ہے۔"

خیرخواہ: تمہارا آنا مبارک ہو۔تمہارے لئے دروازہ کھلا ہے، اور کوئی اُسے بند نہیں کر سکتا۔

مومن: اب پتہ چلنے لگا ہے کہ خطروں کا سامنا کرنا بے کار نہیں رہا۔

خیرخواہ: تم اکیلے کیوں آئے؟

مومن: میرے پڑوسیوں میں سے کسی کو بھی اِس کا احساس نہ ہوا کہ وہ کتنے خطرے میں ہیں۔

خیرخواہ: کیا تمہارے جانے کی کسی کو خبر نہ ہوئی؟

مومن: ہاں پہلے میرے بال بچوں نے مجھے جاتے دیکھا اور مجھے واپس آنے کو پکارا۔ بعض پڑوسیوں نے بھی چِلّا چِلّا کر مجھے لَوٹنے کو کہا۔ لیکن مَیں کان بند کیے اپنی راہ چلا آیا۔

خیرخواہ: کیا کسی نے واپس لے جانے کے ارادے سے تمہارا پیچھا نہ کیا؟

مومن: ہاں ضدی اور دودِلا دونوں میرے پیچھے ہو لئے۔ لیکن جب کام یابی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو ضدی تو گالیاں دیتا واپس ہوا جبکہ دودِلا تھوڑی دُور تک میرے ساتھ چلا آیا۔

خیرخواہ: دودِلا یہاں تک کیوں نہ آیا؟

مومن: ہم دونوں مایوسی کی دلدل تک ساتھ ساتھ چلے آئے۔ پر وہاں پہنچتے ہی ہم اچانک اُس میں گر پڑے۔ تب دودِلا ہمت ہار بیٹھا اور آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی بلکہ دلدل سے نکل کر سیدھا واپس چلتا بنا۔ وہ یہ کہتا گیا کہ "وہ شہر تمہیں ہی مبارک ہو، مَیں تو اپنے گھر جاتا ہوں۔" غرض اُس نے اپنی راہ لی اور مَیں نے اپنی۔ وہ تو ضدی کے پیچھے گیا اور مَیں اِس دروازے کی طرف چلا آیا۔

خیرخواہ: افسوس کہ اُس بے چارے نے آسمانی جلال کو ایسا کم قدر ٹھہرایا کہ اُسے اِس کی خاطر تھوڑی سی تکلیفیں اُٹھانا مناسب نہ لگا۔

مومن: مَیں نے دودلا کا حال تو ٹھیک ٹھیک بیان کیا ہے۔ لیکن حقیقت میں مَیں کسی طرح بھی اُس سے بہتر نہیں۔ بے شک وہ اُلٹا

پھرا، مگر بعد میں مَیں بھی غلط راستے پر آ گیا جب مَیں دُنیادار کی جسمانی دلیلوں سے متاثر ہوا۔

خیرخواہ: کیا اُس نے تم پر بھی وار کرکے صلاح دی کہ قانون پرست سے آرام پاؤ؟ وہ دونوں بڑے دھوکے باز ہیں۔ کیا تم نے اُس کی صلاح مانی؟

مومن: جی، مَیں جرأت سے قانون پرست کی تلاش میں چل نکلا۔ لیکن جب مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں پہاڑ کی وہ چٹانیں جن کے نیچے اُس کا مکان واقع ہے سر پر نہ آ پڑیں تو وہیں کا وہیں رک گیا۔

خیرخواہ: وہ پہاڑ بہتوں کی ہلاکت کا باعث ہوا ہے، اور آئندہ بھی وہ بہتوں کو ہلاک کرے گا۔ اچھا ہوا تم اُس سے چُور چُور ہو جانے سے بچ نکلے۔

مومن: بے شک۔ اگر مُبشّر پھر نہ ملتا جب مَیں اُداس حالت میں جھجک رہا تھا تو نہ معلوم میرا حال کیا ہوتا۔ یہ خدا کی رحمت ہے کہ وہ عین وقت پر میرے پاس پھر آیا۔ نہیں تو مجھے یہاں آنا کبھی نصیب نہ ہوتا۔ سچ پوچھیں تو مَیں اِسی لائق تھا کہ پہاڑ کے تلے دب کر مر جاتا اور

یہاں آنے کا شرف نہ پاتا۔ اوہ! مجھ پر کیسی رحمت ہوئی کہ یہاں داخلہ پایا۔

خیرخواہ: ہم کسی سے کچھ نہیں کہتے اور نہ ہی اُنہیں نکالتے ہیں، چاہے لوگوں نے یہاں آنے سے پہلے کیسے ہی کام کیوں نہ کیے ہوں۔[a] آؤ میرے ساتھ تاکہ مَیں راہ کے بارے میں کچھ ہدایت دوں۔ اُس تنگ راہ کو جو سامنے نظر آتی ہے، خوب دیکھ لو۔ تمہیں اِسی راہ جانا ہے۔ یہ راہ اسرائیل کے بزرگوں، نبیوں، مسیح اور اُس کے رسولوں نے بنائی ہے اور بالکل سیدھی ہے۔ یہی راہ پکڑے رہنا۔

مومن: راہ میں کہیں موڑ یا دوسرے راستے تو نہیں آتے جن سے ناواقف مسافر کے لئے بے راہ ہو جانے کا خطرہ ہو؟

خیرخواہ: ہاں بہت سی راہیں تو اُس سے جا ملتی ہیں جو ٹیڑھی اور چوڑی ہیں۔ لیکن تم صحیح راستہ اِس سے پہچان لو گے کہ وہ ہمیشہ ہی تنگ اور سیدھا ہے۔[b]

---

[a] یوحنا 37:6
[b] متی 14:7

مومن: کیا آپ میرے کندھے سے بوجھ اتارنے میں میری مدد نہیں کر سکتے؟

خیرخواہ: فی الحال اِس بوجھ کو صبر سے اُٹھائے رہو۔ فکر مت کرو، جوں ہی تم اُس جگہ پہنچو گے جہاں رہائی ملنی ہے تو یہ خود بخود گر جائے گا۔

اِس پر مومن کمر کَس کر چلنے کو اُٹھ کھڑا ہوا۔ رخصت ہوتے وقت خیرخواہ نے کہا، "یہاں سے تھوڑی دُور تمہیں ترجمان کا مکان ملے گا۔ اُس کے دروازے پر کھٹکھٹانا تو وہ تمہیں عُمدہ عُمدہ چیزیں دکھائے گا۔ اب سلامتی سے جاؤ۔ خدا حافظ۔"

ترجمان کا گھر

چلتے چلتے مومن سفر کرتا ہوا ترجمان کے گھر جا پہنچا۔ دروازے پر دستک دی تو کسی نے اندر سے پوچھا، ”کون ہے؟“

مومن: ایک مسافر ہوں۔ مجھے ایک دوست نے یہ کہہ کر یہاں بھیجا ہے کہ گھر کے مالک سے ملنے سے تمہیں بہت فائدہ ہو گا۔

یہ سن کر چوکیدار نے گھر کے مالک کو خبر دی جس نے تھوڑی دیر بعد باہر آ کر مومن سے پوچھا، ”کیا چاہیئے؟“

مومن: صاحب، مَیں برباد نگر سے آ کر کوہِ صیون کو جاتا ہوں۔ اِس راہ کے سرے کے دروازے پر کھڑے چوکیدار نے مجھے کہا کہ اگر مَیں اِدھر آؤں تو آپ مجھے عمدہ عمدہ چیزیں دکھائیں گے جو سفر میں میرے کام آئیں گی۔

ترجمان : اندر آؤ۔ مَیں تمہیں ضرور مفید چیزیں دکھاتا ہوں۔

اچھے چرواہے کی تصویر

اپنے نوکر سے چراغ جلوا کر وہ مومن کو ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا اور اپنے خادم سے کہا کہ دروازہ کھول دے۔ جب دروازہ کھلا تو مومن نے ایک باوقار بزرگ کی تصویر دیوار پر لگی دیکھی۔ اُس کی آنکھیں

آسمان کی طرف لگی تھیں۔ کتاب الکتب اُس کے ہاتھ میں تھی اور سچائی کا قانون اُس کے ہونٹوں پر لکھا تھا۔ وہ دُنیا کی طرف پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ اور کھڑا بھی اِس انداز سے تھا کہ گویا لوگوں سے منت سماجت کر رہا ہو۔ اُس کے سر پر سونے کا تاج رکھا تھا۔

مومن: اِس سے کیا مراد ہے؟

ترجمان : جس بزرگ کی یہ تصویر ہے اُس کی مثال ہزاروں میں ایک نہیں ملتی۔ وہ ماں باپ دونوں کی حیثیت سے بچّے پیدا کرکے پالتا ہے۔ وہ اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھائے ہے۔ کتاب الکتب اُس کے ہاتھ میں اور سچائی کا قانون اُس کے ہونٹوں پر لکھا ہے۔ اِس سے تمہیں دکھایا گیا ہے کہ اُس کا کام پیچیدہ باتیں سمجھنا اور گناہ گاروں پر ظاہر کرنا ہے۔

یہ کرتے ہوئے وہ گویا کھڑا لوگوں سے منت کر رہا ہے۔ وہ دُنیا کی طرف پیٹھ کیے ہے اور تاج اُس کے سر پر ہے۔ اِس سے یہ مراد کہ وہ اپنے آقا کی خدمت کو ایسا عزیز رکھتا ہے کہ اِس جہان کی چیزیں کم

قدر اور حقیر جان کر اُسے یقین ہے کہ آنے والے جہان میں اُن کے بدلے جلال پائے گا۔

تمہیں علم ہونا چاہئے کہ آسمانی شہر کے مالک نے صرف اِسی کو مقرر کیا ہے کہ پیچیدہ حالات میں تمہارا رہبر ہو۔ اِس لئے مَیں نے پہلے یہ تصویر دکھائی۔ خبردار، جو کچھ مَیں نے تمہیں دکھایا ہے اُسے خوب یاد رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ راستے میں کوئی جھوٹا راہنما ملے جو تمہیں بہکا کر ہلاکت کی راہ میں لے جائے۔

شریعت اور انجیل کا فرق

تب وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر ایک بڑی بیٹھک میں لے گیا جو جھاڑو نہ پھرنے سے دُھول اور گرد سے بھری تھی۔ تھوڑی دیر بعد ترجمان نے ایک آدمی اُسے جھاڑنے کو کہا۔ جب اُس نے جھاڑنا شروع کیا تو ایسی گرد اُڑی کہ مومن کا دم رک گیا۔ تب ترجمان نے پاس کھڑی ایک لڑکی سے کہا، "پانی لا کر یہاں چھڑک دو۔" جب پانی چھڑکا گیا تو بہت اچھی صفائی ہوگئی۔

مومن: اِس سے کیا مُراد ہے؟

ترجمان : اِس بڑی بیٹھک سے مُراد اُس آدمی کا دل ہے جس کی انجیل کے عظیم فضل سے ابھی تک تقدیس نہیں ہوئی۔ گرد اُس کا موروثی گناہ اور بدی ہے جس سے وہ سراسر آلودہ ہے۔

جس نے پہلے جھاڑنا شروع کیا، وہ شریعت ہے جبکہ جس نے پانی لا کر چھڑکا وہ انجیل کی خوش خبری ہے۔ جوں ہی آدمی نے جھاڑنا شروع کیا اِتنی گرد اُڑی کہ کمرا صاف نہ ہو سکا بلکہ الٹا تمہارا دم گھٹنے لگا۔ اِس

سے تمہیں دکھایا گیا ہے کہ شریعت گناہ کو دل سے نکالنے نہیں پاتی بلکہ اِسے نئے سرے سے زندہ کرکے تقویت بخشتی ہے[a] حالانکہ وہ گناہ کو ظاہر کرکے منع کرتی ہے۔[b] بات یہ ہے کہ وہ دل کو گناہ پر غالب آنے کی طاقت نہیں دلا سکتی۔[c]

پھر تم نے دیکھا کہ اُس لڑکی کے پانی چھڑکنے سے دھول بیٹھ گئی اور کمرا آرام سے صاف ہو گیا۔ اِس سے یہ مراد ہے کہ جب انجیل کی خوش خبری سنائی جاتی اور اُس کا اثر دل پر پڑ جاتا ہے تو گناہ شکست کھا کر دب جاتا ہے۔[d] یوں دل ایمان کے وسیلے سے پاک صاف ہو کر جلال کے بادشاہ کے ہاں ٹھہرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ہَوس اور صبر

پھر مَیں نے دیکھا کہ ترجمان اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں لے گیا جہاں دو چھوٹے لڑکے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے

---

[a] رومیوں 9:7
[b] خروج 20
[c] رومیوں 20:5
[d] یوحنا 3:15؛ افسیوں 26:5؛ اعمال 9:15؛ رومیوں 26-25:16

تھے۔ بڑے کا نام ہَوس اور چھوٹے کا صبر تھا۔ ہَوس بہت رنجیدہ تھا لیکن صبر خوش معلوم ہوتا تھا۔

مومن نے پوچھا، "ہَوس کی ناخوشی کی کیا وجہ ہے؟"

ترجمان نے جواب دیا، "اُس کے سرپرست کی یہ مرضی ہے کہ وہ اگلے سال کی ابتدا تک اچھی اچھی چیزیں ملنے کا انتظار کرے۔ لیکن وہ

سب کچھ ابھی مانگتا ہے۔ اِس کے برعکس صبر انتظار کرنے کو راضی ہے۔" پھر مَیں نے دیکھا کہ کسی نے روپوں سے بھری بوری لا کر ہَوس کے پاؤں پر رکھ دی۔ اُس نے خوش ہو کر سب کچھ اُٹھا لیا اور صبر پر قہقہے مارنے لگا۔

لیکن مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑے عرصے میں اُس نے سب کچھ ضائع کر دیا اور سوائے پھٹے پرانے کپڑوں کے اُس کے پاس کچھ نہ رہا۔

تب مومن نے ترجمان سے کہا، "اِس کا کیا مطلب؟ ذرا کھول کر بتائیے۔"

ترجمان : ہَوس سے مراد اِس دنیا کے لوگ ہیں اور صبر سے آنے والے جہان کے۔ ہَوس سب کچھ ابھی اِسی سال یعنی اِس دُنیا میں پانا چاہتا ہے۔ اِسی طرح اِس جہان کے لوگ چاہتے ہیں کہ تمام اچھی اچھی چیزیں ابھی ابھی حاصل کریں۔ وہ اگلے سال تک صبر نہیں کر سکتے یعنی آنے والے جہان میں اپنے اچھے حصے کے ملنے تک صبر نہیں کر سکتے۔ نونقد نہ تیرہ ادھار والی بات اُن کے سروں پر اِس قدر سوار ہو گئی ہے کہ وہ اُن تمام الٰہی گواہیوں کی قدر نہیں کر سکتے جو آنے والے جہان کی عمدہ چیزوں کا بیان کرتی ہیں۔لیکن تم نے دیکھا ہے اُس نے فوراً سب کچھ ضائع کر دیا اور اب اُس کے پاس سوائے پھٹے کپڑوں

کے اور کچھ باقی نہیں۔ اِس جہان کے آخر میں ایسے لوگوں کا یہی حال ہو گا۔

مومن: مطلب ہے کہ صبر ہر طرح سے عقل مند ہے، کیونکہ وہ عمدہ ترین چیزوں کا انتظار کرتا رہتا ہے۔ اور جب ہَوس کے پاس چیتھڑوں کے سوا اَور کچھ نہ ہو گا تو صبر عمدہ سے عمدہ چیزوں کا وارث ہو گا۔

ترجمان: مطلب یہ بھی ہے کہ آنے والے جہان کا جلال کبھی جاتا نہ رہے گا جبکہ یہ سب چیزیں دیکھتے ہی دیکھتے برباد ہو جائیں گی۔ اِس لئے مناسب نہیں کہ ہَوس صبر پر ہنسے، کیونکہ صبر آخر کو ہَوس پر ہنسے گا۔ یوں پہلا پچھلے کو جگہ دے گا۔ اِس لئے کہ پچھلے کا دَور آنے والا ہے، اور وہ کسی کو جگہ نہیں دے گا کیونکہ کوئی دوسرا اُس کے بعد آنے والا نہیں۔ جو اپنا حصہ پہلے لیتا ہے اُس کا یہ حصہ ضائع جائے گا جبکہ جس نے اپنا حصہ بعد میں لیا وہ ضرور اُسے ابد تک رکھے گا۔ اِس لئے امیر کو کہا گیا کہ "تجھے اپنی زندگی میں بہترین چیزیں مل چکی ہیں جبکہ لعزر کو بدترین چیزیں۔ لیکن اب اُسے آرام اور تسلی مل گئی ہے جبکہ تجھے اذیت۔"[a]

---

[a] لوقا 25:16

مومن: تو پھر حال کی چیزوں کا لالچ کرنا اچھا نہیں بلکہ آنے والی چیزوں کا انتظار کرنا مناسب ہے۔

ترجمان: تم سچ کہتے ہو کیونکہ دیکھی ہوئی چیزیں چندروزہ ہیں جبکہ اَن دیکھی چیزیں ابدی ہیں۔[a] لیکن حال کی چیزیں اور ہماری جسمانی خواہشیں ایک دوسرے کے قریب ہی رہتی ہیں جبکہ آنے والی چیزوں اور ہماری جسمانی سوچ میں زبردست فرق ہوتا ہے۔ اِس لئے پہلی دو باتوں میں گہری دوستی ہوتی ہے جبکہ دوسری دو باتیں ہمیشہ ہی ایک دوسری سے کوسوں دُور رہتی ہیں۔[b]

فضل کا غلبہ

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ترجمان مومن کو ایک اَور جگہ لے گیا جہاں ایک دیوار کے ساتھ آگ جل رہی تھی۔ ایک آدمی اُس پر پانی ڈالتے ہوئے بجھانے کی کوشش کر رہا تھا، مگر آگ اَور بھی بھڑکنے لگی۔

مومن نے ترجمان سے پوچھا، "اِس سے کیا مراد ہے؟"

---

[a] 2 کرنتھیوں 18:4

[b] رومیوں 7:15-25

ترجمان : یہ آگ الٰہی فضل کا وہ کام ہے جو دل میں بھڑک اُٹھا ہے۔ اِس پر پانی ڈالنے والا شیطان ہے۔ تو بھی آگ نہیں بجھتی۔ کیوں؟ دیوار کے دوسری طرف جانے سے تمہیں معلوم ہو گا۔

اُس طرف جا کر کیا دیکھا کہ ایک آدمی تیل کا برتن لئے چپ چاپ اُس آگ میں تیل ڈال رہا ہے۔

مومن: اِس سے کیا مراد ہے؟

ترجمان : یہ مسیح ہے جو اپنے فضل کے تیل سے اُس کام کو جو دین دار کے دل میں شروع ہوا بحال رکھتا ہے۔ اِس سے شیطان کی ساری کوشش بے کار رہتی ہے اور مومنوں کی جان فضل پاتی ہے۔[a] اور جس طرح یہ آدمی چھپ کر آگ بھڑکا رہا ہے اُسی طرح ایمان دار آزمائش ہوتے وقت مشکل سے سمجھ سکتا ہے کہ فضل کا یہ کام دل میں کس طرح قائم رہتا ہے۔

بہادر سپاہی

اِس کے بعد ترجمان اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے ایک خوش نما جگہ میں لے گیا جہاں ایک عالی شان محل بنا تھا۔ اُس کی چھت پر کئی لوگ سُنہلا لباس پہنے پھر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مومن بہت خوش ہوا۔ اُس نے پوچھا، "کیا ہم اندر جا سکتے ہیں؟"

---

[a] 2 کرنتھیوں 9:12

ترجمان اُسے محل کے دروازے کی طرف لے گیا۔ وہاں ایک بڑی بھیڑ لگی تھی۔ سب کے سب اندر جانا چاہتے تھے، مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ دروازے کے نزدیک ایک مُنشی میز لگا کر بیٹھا تھا۔ ایک کتاب اور قلم دوات اُس کے سامنے رکھی تھی کہ جو اندر جائے اُس کا نام درج کرے۔ دروازے پر کئی جوان ہتھیار باندھے کھڑے تھے کہ جو کوئی اندر جانا چاہے اُسے خوب ماریں۔ زیادہ تر لوگ اندر جانے سے ڈرتے تھے، لیکن اچانک ایک بہادر آدمی مُنشی کے پاس آ کر کہنے لگا، "صاحب، میرا نام درج کیجئے۔"

جب اُس کا نام لکھا گیا تو وہ اپنی تلوار نکال کر اور خود سر پر رکھ کر دروازے کی طرف بڑھا اور اُن ہتھیار بند جوانوں پر ٹوٹ پڑا۔ اُنہوں نے اُس پر سخت حملہ کیا، لیکن اُس نے ہمت نہ ہاری بلکہ تلوار چلاتے چلاتے اپنے لئے راستہ بناتا گیا۔ اُسے بہت سے زخم کھانے پڑے، لیکن دوسروں کو بھی کافی نقصان ہوا، اور آخر میں وہ داخل ہوا۔ تب چھت پر ٹہلنے والے پکار اُٹھے۔

آؤ آؤ وصال ہو گا
حاصل ابدی جلال ہو گا

داخل ہونے پر اُسے اندر والوں کی طرح کے کپڑے ملے۔ یہ دیکھ کر مومن مسکرایا اور کہنے لگا، "میرے خیال میں مَیں اِس کا مطلب سمجھتا ہوں۔ اب مجھے بھی اندر جانے کی اجازت دیجئے۔"

پنجرے میں مایوس قیدی

ترجمان نے کہا، "نہیں، ذرا ٹھہرو، مَیں تمہیں کچھ اَور دکھاتا ہوں۔ پھر تم اپنی راہ لینا۔" اُس کا ہاتھ دوبارہ پکڑ کر وہ اُسے ایک اندھیری کوٹھڑی میں لے گیا جہاں ایک آدمی لوہے کے پنجرے میں بیٹھا تھا۔ اُس کے چہرے سے حسرت ٹپکتی تھی، اور وہ آنکھیں نیچے کیے اور ہاتھ جوڑے ایسی آہیں مارتا تھا کہ گویا اُس کا دل پھٹا ہی چاہتا ہے۔

مومن: اِس کا کیا مطلب ہے؟

ترجمان : اُسی سے پوچھو۔

مومن: (قیدی سے) تم کون ہو؟

قیدی : اب مَیں وہ ہوں جو پہلے نہ تھا۔

مومن: پہلے تم کون تھے؟

قیدی : پہلے مَیں اپنی اور دوسروں کی نگاہ میں بڑا ایماندار تھا[a] اور سمجھتا تھا کہ مَیں آسمانی شہر کو جانے کے لائق ہوں بلکہ وہاں پہنچنے کا خیال مجھے بہت خوشی دلاتا تھا۔

---

[a] لوقا 13:8

مومن: اب تمہیں کیا ہوا؟

قیدی: اب مَیں نااُمیدی کے پنجرے میں ایسا بند ہوں کہ نکلنا ناممکن ہے۔ ہائے افسوس کہ مَیں نکل نہیں سکتا!

مومن: تمہاری ایسی حالت کیونکر ہوئی؟

قیدی : مَیں محتاط اور بیدار نہ رہا بلکہ اپنی ہَوس پر لگام کو چھوڑ دیا۔ آہ! مَیں نے جہان کے نور اور خدا کی بھلائی کا گناہ کیا۔ مَیں نے پاک روح کو رنجیدہ کیا، اور وہ مجھ سے دُور ہو گیا ہے۔ مَیں نے شیطان کو موقع دیا تو وہ میرے پاس آیا ہے۔ میرے کیے سے غضب ناک ہو کر خدا نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ مَیں نے اپنے دل کو اِتنا سخت کیا کہ اب توبہ نہیں کر سکتا۔

مومن: (ترجمان سے) کیا ایسے آدمی کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں؟

ترجمان : اُسی سے پوچھو۔

مومن: کیا تمہارے لئے کوئی امید نہیں؟ کیا لازم ہے کہ تم نااُمیدی کے اِس پنجرے میں بند رہو؟

قیدی : اِس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کچھ بھی اُمید نہیں۔

مومن: کیوں نہیں؟ ہمارا خداوند بڑا مہربان ہے۔

قیدی : مَیں نے اُسے دوبارہ صلیب پر چڑھا دیا ہے۔[a] مَیں نے اُسے حقیر جانا۔[b] اُس کی صداقت کو ناچیز جانا۔ عہد کے لہو کو ناپاک

---

[a] عبرانیوں 6:6
[b] اعمال 11:4

جانا اور فضل کے روح کو بے عزت کیا ہے۔[a] اِس لئے مَیں نے اپنے آپ کو ہر ایک وعدے سے محروم کر دیا ہے اور اب میرے لئے سوائے بھسم کرنے والی عدالت کے کچھ باقی نہیں۔

مومن: تم ایسی حالت میں کیوں پڑے؟

قیدی : اِس دُنیا کی عیش و عشرت اور گناہ کی لذتوں کے سبب۔ پہلے بڑی اُمید تھی کہ اِن سے میری خوشی بڑھتی جائے گی۔لیکن اب اُن میں سے ہر ایک مجھے کیڑے کی طرح اندر سے کاٹتی ہے۔

مومن: کیا تم توبہ کرکے خدا کی طرف پھر نہیں سکتے؟

قیدی : خدا مجھے توبہ کرنے نہیں دیتا۔ اُس کا کلام خود مجھے اِس کے بارے میں امید نہیں دلاتا۔ ہاں اُسی نے مجھے اِس لوہے کے پنجرے میں بند کر دیا ہے۔ دنیا کے تمام رہنے والے مجھے نکال نہیں سکتے۔ ہائے ہمیشگی ہمیشگی! اِس دائمی عذاب کو کیسے برداشت کروں گا؟

ترجمان : اِس کی مصیبت کو یاد رکھو اور اِس سے عبرت لو۔

---

[a] عبرانیوں 10:28-29

مومن: ہائے یہ تو بڑی سخت ہے۔ خدا میری مدد کرے کہ ہمیشہ چوکس اور ہوش مند رہوں اور دعا کرتا رہوں کہ جن اسباب سے یہ آدمی اِس حالت کو پہنچا مَیں اُن سے بچا رہوں۔ جناب کیا میرے رخصت ہونے کا وقت نہیں ہوا؟

ترجمان: ٹھہرو۔ مَیں تمہیں ایک اور چیز دکھاؤں، پھر چلے جانا۔

آخری عدالت کا خواب

یہ کہہ کر ترجمان اُسے ایک کمرے میں لے گیا جہاں ایک آدمی اپنے بستر سے اُٹھ رہا تھا۔ وہ کپڑے پہنتے وقت کانپ رہا اور تھرتھرا رہا تھا۔

مومن نے پوچھا، "یہ بندہ یوں کیوں کانپ رہا ہے؟"

ترجمان نے کہا، "اپنے کانپنے کا سبب بیان کرو۔"

وہ کہنے لگا، "آج رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان نہایت تاریک ہو گیا۔ بادل گرجے اور بجلیاں ایسے کڑکیں کہ میرے ہوش اُڑ گئے۔ پھر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کیا دیکھتا ہوں کہ بادل تیزی سے اُڑے آرہے ہیں۔ مَیں نے تُرم کی ایک اونچی آواز سنی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک بادل کے اوپر ایک آدمی جیسا بیٹھا ہے۔ اُس کے اردگرد

ہزاروں فرشتے کھڑے تھے۔ وہ سب آگ کے شعلوں سے گھرے ہوئے تھے۔

تب مَیں نے ایک آواز سنی، "اے مُردو، اُٹھو اور عدالت میں حاضر ہو۔" ساتھ ہی چٹانیں تڑک گئیں، قبریں کھل گئیں اور مُردے جی اُٹھے۔

بعض نے تو نہایت خوش ہو کر اوپر کو نگاہ کی جبکہ بعض نے اپنے آپ کو پہاڑوں اور چٹانوں میں چھپانے کی کوشش کی۔

جو بادل پر بیٹھا تھا اُس نے کتاب کھولی اور تمام جہان کو اپنے سامنے حاضر کیا۔ تو بھی اُس کے سامنے سے ایک تیز شعلہ نکل رہا تھا جس کے باعث اُس کے اور لوگوں کے درمیان اِتنا فاصلہ تھا جتنا کہ حاکم اور قیدیوں کے درمیان عدالت گاہ میں ہوتا ہے۔[a]

مَیں نے یہ بھی سنا کہ پیادوں کو حکم ملا کہ "جنگلی پودوں اور بھوسے کو جمع کر کے جلتی جھیل میں ڈال دو۔"[b] اُس کا یہ کہنا ہی تھا کہ میرے نزدیک ایک اتھاہ گڑھا کُھل گیا جس سے دھواں اور آگ کے انگارے ہولناک آواز کے ساتھ نکلے۔ اُنہیں یہ بھی حکم ملا کہ "گیہوں کو گودام میں جمع کرو۔"[c] تب بہتیرے بادلوں پر اُٹھائے گئے لیکن مَیں پیچھے

---

[a] 1 کرنتھیوں 15: 1 تھسلنیکیوں 4:16؛ یہوداہ 15؛ یوحنا 5:28-29؛ 2 تھسلنیکیوں 1:7-10؛ مکاشفہ 20:11-14؛ یسعیاہ 26:21؛ میکاہ 7:16-17؛ زبور 4:5؛ 15:1-3؛ ملاکی 3:2-13؛ دانیال 7:9-10

[b] متی 13:30؛ ملاکی 4:1

[c] لوقا 3:17

رہ گیا۔[a] مَیں نے بہت کوشش کی کہ اپنے آپ کو چھپاؤں مگر چھپا نہ سکا کیونکہ جو بادل پر سوار تھا، اُس کی آنکھیں مجھ پر لگی تھیں۔ میرے گناہ بھی مجھے یاد آئے اور میرے ضمیر نے مجھے مجرم ٹھہرایا۔[b] اِس پر میری نیند اُچٹ گئی اور مَیں جاگ اُٹھا۔

مومن: لیکن اِس نظارے سے تم خوفزدہ کیوں ہوئے؟

قیدی : مَیں نے خیال کیا کہ عدالت کا دن آ پہنچا اور مَیں اُس کے لئے تیار نہیں ہوں۔لیکن مَیں زیادہ خوف زَدہ اِس سے ہوا کہ فرشتے بہتوں کو جمع کرکے اوپر لے گئے اور مجھے پیچھے چھوڑ گئے۔ جہنم کے اتھاہ گڑھے نے بھی اپنا منہ وہیں کھولا جہاں مَیں کھڑا تھا۔ میرے ضمیر نے بھی مجھے ستایا۔ اُس حاکم کی آنکھیں مجھ پر لگی رہیں اور اُس کے چہرے سے خفگی معلوم ہوتی تھی۔

ترجمان : (مومن سے) کیا تم نے یہ سب باتیں سمجھیں اور اِن پر غور کیا؟

---

[a] 1 تھس 4:16-17

[b] رومیوں 2:14-15

مومن: ہاں، اِن سے مجھ میں اُمید اور خوف دونوں پیدا ہوئے ہیں۔
ترجمان : اِن کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو کہ تمہیں راہ میں چلنے کو آنکس کا کام دیں۔

جب مومن کمر باندھ کر سفر کو تیار ہوا تو ترجمان نے کہا، "تسلی دینے والا ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے اور تمام راہ تمہارا رہبر ہو۔"
پھر مومن نے یہ کہتے ہوئے اپنی راہ لی،

یہاں دیکھی ہیں مَیں نے خوب چیزیں
مفید و خوش نما مرغوب چیزیں
مہیب اور استواری دینے والی
مدد کے وقت یاری دینے والی
ملیں تب مجھ کو ہے یہ اور کرنا
سمجھنا، نیز اُن پر غور کرنا
کیا اِن سے جو مجھ کو واقفِ راز
تیرا شاکر ہوں مَیں اے کاشفِ راز

نجات پہاڑی

اب مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اُس شاہراہ کے دونوں طرف دیوار تھی۔ دیوار کا نام نجات تھا۔[a] اُس راہ پر مومن بھاگتا گیا، گو بوجھ کی وجہ سے اُس کا چلنا مشکل ہی تھا۔ آخر بھاگتے بھاگتے ایک ٹیلے پر جا پہنچا جہاں ایک صلیب لگائی گئی تھی۔ اُس کے دامن میں ایک قبر نظر آئی۔ صلیب کے پاس پہنچتے ہی کندھے کا بوجھ خود بہ خود گر پڑا۔ وہ لڑھکتا لڑھکتا قبر کے اندر چلا گیا اور پھر نظر نہ آیا۔

اِس سے مومن پھولے نہ سمایا۔ اُس کے منہ سے بے اختیار نکلا، "اُس نے اپنے غم سے مجھے آرام دیا اور اپنی موت سے مجھے زندگی بخشی۔" وہ کچھ دیر تک کھڑا تعجب سے دیکھتا رہا۔ وہ بڑا حیران تھا کہ

---

[a] یسعیاہ 1:26

کیونکر صلیب پر نگاہ کرتے ہی بوجھ سے رہائی پائی۔ وہ اُسے پھر پھر کر دیکھتا رہا یہاں تک کہ اُس کی دونوں آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔[a]

وہ یوں ہی صلیب کو دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا کہ تین نورانی ہستیاں اُس کے پاس آ کر کہنے لگیں، "تجھ پر سلامتی ہو۔" پھر پہلی نے اُس سے کہا، "تیرے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔"[b] دوسری نے اُس کے پھٹے کپڑے اُتار کر اُسے نفیس پوشاک پہنائی۔[c] تیسری نے اُس کے ماتھے پر مُہر[d] لگا کر ایک مُہری پروانہ ہاتھ میں تھما دیا[e] اور کہا، "اِسے راہ میں دیکھتے جانا۔ اور جب آسمانی پھاٹک پر پہنچے گا تو اِسے پیش کرنا۔" یہ کہہ کر وہ اپنی راہ چلی گئیں۔ مومن خوشی سے اُچھل پڑا اور یہ گاتے ہوئے آگے بڑھا۔

---

[a] زکریاہ 10:12
[b] لوقا 5:2
[c] زکریاہ 5:3
[d] مکاشفہ 9:1-6
[e] افسیوں 13:1

آیا مَیں اِتنی دُور گناہ سے لدا ہوا
تو بھی نہ اپنے رنج و الم سے رِہا ہوا
جب تک کہ آ گیا نہ یہاں کیا جا ہے یہ؟

بے حد سرور کا مِرے آغاز کیا ہے یہ؟
مَیں جو لدا ہوا تھا گناہوں کے بار سے
وہ اِس جگہ گرا ہے میری پشتِ زار سے
وہ رسیاں کہ جن سے بندھا تھا چٹک گئیں
سب بندشیں گناہ کی میری تڑک گئیں
فرخندہ قبر ہو تو مبارک صلیب ہو
اُس پر موا جو میرے لئے خوش نصیب ہو

سادہ لوح، سُست اور گھمنڈی

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مومن خوش و خرم چلتے چلتے ٹیلے سے اُتر گیا۔ کچھ آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ راستے کے کنارے تین نوجوان بیڑیوں میں جکڑے سوئے ہوئے ہیں۔ اُن کے نام سادہ لوح، سُست اور گھمنڈی تھے۔ مومن اُن کے نزدیک گیا تاکہ اُنہیں جگائے۔ وہ بولا، "تم اُس جیسے ہو جو مستول پر چڑھ کر لیٹ گیا ہو۔[a] تمہارے نیچے اتھاہ سمندر ہے۔ جاگو، اُٹھو! مَیں تمہارے پاؤں کی بیڑیاں کھولنے

[a] امثال 34:23

میں تمہاری مدد کروں گا۔ تمہارا دشمن ابلیس گرجتے ہوئے شیر ببر کی طرح گھومتا پھرتا اور کسی کو ہڑپ کر لینے کی تلاش میں رہتا ہے۔ اگر وہ اِس طرف کو آ نکلا تو تُم اُس کا شکار ہو چکے۔"[a]

نوجوانوں نے اُونگھتے ہوئے اُس کی طرف دیکھا اور لاپروائی سے بولنے لگے۔

---

[a] 1 پطرس 8:5

سادہ لوح: مَیں تو کوئی خطرہ نہیں دیکھتا۔
سُست : ابھی ذرا اَور سونے دو۔
گھمنڈی : ہر ایک کو اپنے ہی پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے۔

یہ کہہ کر وہ پھر سو گئے اور مومن نے اپنی راہ لی۔ وہ حیران تھا کہ ایسے خطرے میں بھی یہ لوگ اِتنے لاپروا ہیں۔ گو مَیں اُنہیں جگا کر اُن کی بیڑیاں کھولنے میں اُن کی مدد کرنے آیا تھا تو بھی وہ ایسی مہربانی کو حقیر جانتے تھے۔

رسم پرست اور منافق

اِتنے میں اُس نے دو آدمیوں کو بائیں ہاتھ کی دیوار کو پھلانگ کر آتے دیکھا۔ ایک کا نام رسم پرست اور دوسرے کا منافق تھا۔ جب وہ نزدیک آئے تو مومن اُن سے مخاطب ہوا۔

مومن: صاحبان! آپ کہاں سے آئے اور کدھر جا رہے ہیں؟
رسم پرست اور منافق: ہماری پیدائش شہر شیخی کی ہے اور خدا کی بندگی کے لئے ہم کوہِ صیون کو جا رہے ہیں۔

مومن: آپ اُس دروازے میں سے کیوں نہیں آئے جو اِس راستے کے شروع میں ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ لکھا ہے، "جو دروازے سے ... داخل نہیں ہوتا بلکہ پھلانگ کر اندر گھس آتا ہے وہ چور اور ڈاکو ہے"؟[a]

[a] یوحنا 1:10

رسم پرست اور منافق: ہمارے وطن کے باشندوں کا خیال ہے کہ وہ دروازہ حد سے زیادہ دُور ہے۔ اِس لئے ہم سب شارٹ کٹ لے کر یہاں اندر گھس آتے ہیں۔

مومن: لیکن کیا یہ حرکت شاہی ہدایت کی نافرمانی نہیں سمجھی جائے گی؟

رسم پرست اور منافق: تمہیں اِس سے کیا؟ ہم عام رواج پر چلتے ہیں۔ ہاں، اگر ضرورت ہو تو ہم ہزار برس سے زیادہ کی گواہیاں پیش کر سکتے ہیں۔

مومن: کیا قانوناً تمہارا یہ عمل جائز قرار دیا جائے گا؟

رسم پرست : ہاں بے شک۔ جب یہ رواج اِتنی مدت سے چلتی ہے تو غیر جانب دار منصف اِسے ضرور تسلیم کر لے گا۔ اِس کے علاوہ بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم راہ پر چل رہے ہیں، چاہے ہم کسی طریقے سے بھی اِس پر کیوں نہ آئیں۔ تُم ہی فرماؤ۔ تُم جو دروازے سے ہو کر آئے ہو کیا تمہاری حالت ہم سے بہتر ہے؟

مومن: مَیں اپنے خداوند کے فرمان پر چلتا ہوں۔تم اپنے اپنے وہموں کی پیروی کرتے ہو۔ اِس راہ کا خداوند تو تمہیں چورٹھہراتا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ راہ کے آخر میں تم راست باز نہیں ٹھہرائے جاؤ گے۔ تم اُس کی ہدایت پر نہیں بلکہ اپنی ہی چال سے راہ پر چلے آئے ہو، اِس لئے تُمہیں اُس کی رحمت کبھی حاصل نہیں ہو گی بلکہ آخر میں تمہیں نکالا جائے گا۔

رسم پرست اور منافق: میاں، تجھ کو پرائی کیا پڑی، پہلے اپنی نبیڑ تو۔

پھر وہ ساتھ ساتھ آگے بڑھے لیکن آپس میں زیادہ باتیں نہ کیں۔ دونوں نے صرف اِتنا سا کہا، "قوانین کے لحاظ سے ہم پر کوئی الزام لگایا نہیں جا سکتا۔ جیسا تُم اُنہیں پورا کرتے ہو ویسا ہم بھی اُن پر چلتے ہیں۔ ہمارے تمہارے درمیان کسی اَور بات کا فرق معلوم نہیں ہوتا، سوائے اُن کپڑوں کے جو کسی پڑوسی نے تمہیں ننگا دیکھ کر دے دیئے ہوں گے۔"

مومن: تم دروازے سے اندر نہیں آئے، اِس لئے تم قوانین ماننے سے بھی نہیں بچو گے۔[a] یہ کپڑے مجھے بادشاہ سے ملے ہیں کہ اپنی برہنگی چھپاؤں۔ یہ اُس کی مہربانی کا ایک نشان ہے، کیونکہ پہلے میرے پاس صرف پھٹے پرانے کپڑے تھے۔ مجھے تو پوری تسلی ہے کہ جب مَیں آسمانی شہر کے دروازے پر پہنچوں گا تو خداوند مجھے فوراً پہچان لے گا۔ وجہ یہ ہے کہ مَیں اُس کے کپڑے پہنے ہوں۔ دوسرے، میری پیشانی پر مُہر ہے۔ تیسرے، مجھے مُہری پروانہ ملا کہ راہ میں اُس کے پڑھنے سے تسلی پاؤں۔ مجھے یہ بھی ارشاد ہوا کہ آسمانی دروازے پر پہنچ کر اُسے چوکیدار کو پیش کرنا تاکہ بلا روک ٹوک دخل پاؤں۔ یہ ساری چیزیں تمہیں میسر نہیں ہوں گی، کیونکہ تم دروازے کی راہ سے نہیں آئے۔

اِس کا اُنہوں نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا۔ وہ آگے چلتے گئے، لیکن اب مومن اُن سے الگ ہو کر زیادہ تیزی سے چلنے لگا۔ وہ پھر کچھ نہ بولا، صرف دل ہی دل میں

---

[a] گل 16:2

کبھی تو آہیں مار مار کر اور کبھی خوشی خوشی سے باتیں کرتا رہا۔ ساتھ ہی وہ اکثر اُس پروانے کو پڑھتا اور تازہ دم ہوتا جاتا۔

کوہِ مشکل

پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ سب چلتے چلتے کوہِ مشکل کے دامن پر آ پہنچے۔ دامن میں پانی کا ایک چشمہ تھا۔ وہاں دو راستے سیدھی راہ سے

نکلتے تھے۔ ایک بائیں اور دوسرا دائیں طرف پہاڑ کے دامن کے ساتھ ساتھ جاتا تھا۔ مگر تنگ راہ سیدھے پہاڑ کے اوپر سے ہو کر جاتی تھی۔ مومن چشمے[a] کا پانی پی کر تازہ دم ہوا، پھر یہ کہتے ہوئے پہاڑ پر چڑھنے لگا،

یہ پہاڑی اگرچہ اونچی ہے
تو بھی چڑھنا مجھے ضروری ہے
روک سکتی نہیں کوئی مشکل
کیونکہ یہ ہے حیات کی منزل
آؤ دل کو یہاں ابھاریں ہم
خوف کا ڈر نہ ماندگی کا غم
چل راہِ راست گو کہ ہے دشوار
اِس سے بہتر کہ ہو غلط رفتار
جس کے انجام میں ہلاکت ہو
درد ہو رنج ہو ہلاکت ہو

[a] یسعیاہ 10:49

اُس کے دو ساتھی بھی دامن تک آ پہنچے۔ لیکن جب دیکھا کہ پہاڑ بڑا اونچا ہے اور دو راہیں اَور بھی ہیں تو رک کر سوچنے لگے۔ لگتا تو تھا کہ یہ راہیں پہاڑ کی دوسری طرف سیدھی راہ سے مل جائیں گی۔ اب ایک راہ کا نام خطرہ تھا اور دوسری کا ہلاکت۔ رسم پرست نے خطرے کی

راہ پکڑ لی جو ایک بڑے جنگل میں جا نکلی اور منافق نے ہلاکت کی راہ اختیار کی۔ وہ اُسے ایک وسیع میدان میں لے گئی جو کالی چٹانوں سے پُر تھا۔ وہاں وہ ٹھوکر کھا کر ایسا گرا کہ پھر نہ اُٹھا۔

تب مَیں نے پتہ کیا کہ مومن کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ شروع میں وہ تو بھاگے بھاگے چڑھ رہا تھا۔ لیکن جلد ہی وہ چڑھائی کی وجہ سے آہستہ آہستہ چلنے لگا، پھر گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل۔ جب چوٹی تک کا آدھا راستہ ابھی باقی تھا تو وہ ایک سایہ دار جگہ پا کر بیٹھ گیا۔ پہاڑ کے مالک نے یہ جگہ تھکے ماندے مسافروں کے آرام کے لئے بنائی تھی۔ وہاں اپنا پروانہ نکال کر وہ اپنی تسلی کے لئے پڑھنے اور اپنے نئے لباس کو دیکھ دیکھ کر خوش ہونے لگا۔ اِسی طرح اپنا جی بہلاتے بہلاتے وہ اونگھنے لگا۔ آخرکار نیند نے ایسا غلبہ پایا کہ کافی دیر وہیں پڑا رہا۔ اِتنے میں پروانہ اُس کے ہاتھ سے گر گیا۔ دن ڈھلتے وقت کسی نے آ کر اُسے جگایا۔ ”اے کاہل، چیونٹی کے پاس جا کر اُس کی راہوں پر غور کر! اُس

کے نمونے سے حکمت سیکھ لے۔"[a] یہ سن کر مومن چونک اُٹھا اور جلدی جلدی قدم بڑھاتا ہوا پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچا۔

کم ہمت اور بدگُمانی

اب ایسا ہوا کہ وہاں دو آدمی اُلٹے پاؤں اُسے ملنے کو دوڑے آئے۔ ایک کا نام کم ہمت اور دوسرے کا بدگُمانی تھا۔ مومن نے پوچھا، "کہو صاحبو، اُلٹے کیوں پھرے آتے ہو؟"

---

[a] امثال 6:6

کم ہمت: ہم صیون شہر کو جاتے ہوئے یہاں تک تو آ گئے ہیں لیکن آگے راہ مشکل ترین ہوتی جا رہی ہے۔ یہ دیکھ کر ہم مڑ کر واپس جا رہے ہیں۔

بدگُمانی: ہاں، سامنے راہ میں دو شیر ببر بھی پڑے ہیں۔ نہ معلوم وہ سوئے ہوئے ہیں کہ نہیں۔ اُن تک پہنچ گئے تو ہماری بوٹیاں تک نوچ لیں گے۔

مومن: تمہاری بات سن کر مجھے بھی ڈر لگ رہا ہے۔ لیکن مَیں بھاگ کر کہاں جاؤں؟ اگر اپنے شہر کو واپس جاؤں تو ضرور ہلاک ہو جاؤں گا، کیونکہ وہ آگ اور گندھک سے بھسم ہو گا۔ اگر آسمانی شہر میں کسی صورت میں پہنچ سکوں تو کوئی شک نہیں کہ وہاں سلامتی پاؤں گا۔ مَیں آگے بڑھنے پر مجبور ہوں۔ پیچھے جاتے ہیں تو سوا موت کے اور کوئی اُمید نہیں۔ آگے موت کا خطرہ تو ہے۔ لیکن اُس کے بعد ہمیشہ کی زندگی یقینی ہے۔ مَیں تو آگے جاؤں گا۔

پروانے کی تلاش

بدگُمانی اور کم ہمت پہاڑ سے اُتر کر بھاگے لیکن مومن آگے بڑھتا گیا۔ اُن کی باتوں پر سوچ بچار کرتے کرتے اُس نے بغل میں ہاتھ ڈالا تاکہ اپنے پروانے سے تسلّی پائے۔ لیکن وہ غائب تھا۔ تب مومن نہایت گھبرایا، ”ہائے اب کیا کروں؟ وہی چیز کھو بیٹھا جو راہ میں میری تسلی کا باعث تھی اور جس سے مجھے آسمانی شہر میں داخلہ ملنا تھا۔“

سوچتے سوچتے اُسے آرام کی جگہ یاد آئی۔ خیال آیا کہ شاید وہاں کہیں گُم ہو گیا ہو۔ اُس نے گھُٹنے ٹیکے اور خدا سے اپنی بے وقوفی کی معافی

مانگی، پھر پروانے کی تلاش میں واپس لپکا۔ اُس کے غم کا بیان کون کرسکتا ہے! وہ آہیں مارتا اور زار زار روتا رہا، "ہائے میری نادانی کہ اُس آرام گاہ میں جو صرف تھوڑے آرام کے لئے بنائی گئی ہے اِتنی دیر سویا رہا۔"

ساری راہ اِدھر اُدھر غور سے دیکھتا گیا کہ کہیں پروانہ مِل جائے۔ جب وہ آرام گاہ کے نزدیک پہنچا تو اُس کا غم پھر تازہ ہوا، کیونکہ اُسے اپنی لاپروائی پھر یاد آئی۔[a] "آہ، مَیں کیسا کم بخت ہوں کہ دن کے وقت مشکلوں کے درمیان سویا رہا۔ مَیں نے جسمانی آرام کو ایسا عزیز رکھا کہ جو جگہ روحانی آرام کے لئے بنایا گیا تھا اُسے مَیں اپنے جسمانی آرام کے لئے کام میں لایا۔ آہ، میرا کتنا ہی سفر عبث ٹھہرا۔ اب تو مجھے وہ راہ غم کے ساتھ طے کرنی پڑی جو اصل میں خوشی کی راہ ہے۔ اب تک تو کتنی دُور پہنچ گیا ہوتا اگر مجھے ایک ہی راہ پر تین بار نہ چلنا پڑتا۔ اب ڈر ہے کہ کہیں یہیں رات نہ پڑ جائے۔ دن تو ڈھلنے والا ہے۔ کاش مَیں نہ سویا ہوتا!"

---

[a] مکاشفہ 2:4؛ 1 تھس 5:6-8

سایہ دار جگہ پر پہنچ کر وہ کچھ دیر تک بیٹھا روتا رہا۔ سسکتے سسکتے اُس کی نظر نیچے پڑی تو کیا دیکھتا ہے: پروانہ بینچ کے نیچے پڑا ہوا ہے۔ کانپتے کانپتے اُس نے اُسے جلدی سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ کون اُس کی خوشی بیان کر سکتا ہے؟ یہ پروانہ تو اُسے ہمیشہ کی زندگی پانے اور آسمانی شہر میں داخلہ ملنے کا یقین دلاتا تھا۔ خدا کا شکر کر کے اور خوشی کے آنسو بہاتے بہاتے وہ چل دیا۔ اب وہ کتنی جلدی سے چھلانگ لگا لگا کر آگے بڑھا! تو بھی پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے سے پیشتر سورج غروب ہونے لگا۔ مومن کو اپنا دوپہر کا واقعہ پھر یاد آیا اور آہیں مار مار کر کہنے لگا، "اوہ ناپاک نیند، تیری خاطر مجھے اندھیرے میں چلنا اور پھاڑنے والے درندوں کی آواز سننا پڑی۔"

اب اُسے بدگُمانی اور کم ہمت کی بات بھی یاد آئی کہ آگے شیر ببر ہیں۔ مومن کہنے لگا، "یہ درندے رات کو اپنے شکار کے لئے گھومتے پھرتے ہیں۔ اگر اِس تاریکی میں اُن کا سامنا ہوا تو کیسے بھاگوں گا؟ کیسے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے بچ جاؤں گا؟" ایسی باتیں کہتے کہتے

اور اپنی بدبخت حالت پر افسوس کرتے کرتے اُسے راہ کے کنارے
خوب صورت نامی ایک عالی شان محل نظر آیا۔[a]

[a] زبور 15:45

خوب صورت محل

شیر ببر

مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اُس نے جلدی جلدی قدم اُٹھائے کہ اگر ہو سکے تو وہاں رات کاٹنے کی جگہ پائے۔ ذرا آگے بڑھ کر راہ تنگ

ہو گئی۔ چوکیدار کی کوٹھڑی کوئی 200 میٹر دُور نظر آئی۔ لیکن جب اُس نے غور سے دیکھا تو اُس کی نظر دو شیروں پر پڑی۔ تب اُسے خیال آیا، "بس اب وہی خطرہ میرے سامنے ہے جس سے ڈر کر بدگُمانی اور کم ہمت واپس پھرے (شیر زنجیروں سے بندھے تھے لیکن اُسے زنجیریں نظر نہ آئیں)۔ وہ گھبرا کر سوچنے لگا کہ شاید واپس جانا ہی بہتر ہے، کیونکہ آگے موت یقینی ہے۔

لیکن جب چوکس نامی چوکیدار نے دیکھا کہ مومن رک کر ایسے جھجک رہا ہے جیسے پیچھے ہٹنا چاہتا ہے تو آواز دی، "کیا تیری طاقت اور ہمت اِتنی کم ہے؟[a] اِن شیروں سے نہ ڈرو۔ یہ تو زنجیروں سے بندھے ہیں اور ایمان پرکھنے کے لئے وہاں رکھے گئے ہیں۔ راہ کے درمیان میں چلے آؤ۔ تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں ہو گا۔"

مومن کانپتے ہوئے چوکیدار کی ہدایت کے مطابق آگے بڑھ گیا۔ شیر غراتے رہے مگر کچھ نہ کیا۔ تب وہ خوشی سے تالیاں بجا کر آگے بڑھا۔

---

[a] امثال 10:24

پھاٹک پر پہنچ کر اُس نے چوکیدار سے پوچھا، "صاحب، یہ کس کا مکان ہے؟ کیا مَیں رات کے لئے یہاں ٹھہر سکتا ہوں؟"

چوکیدار : پہاڑ کے مالک نے اِسے مسافروں کے آرام کے لئے بنایا ہے۔ تم کہاں سے آئے ہو اور کدھر کا ارادہ ہے؟

مومن: مَیں برباد نگر سے آیا اور کوہِ صیون کو جا رہا ہوں۔ لیکن اب سورج ڈوب چکا ہے، اِس لئے گزارش ہے کہ رات یہیں ٹھہروں۔

چوکیدار : تمہارا نام کیا ہے؟

مومن: میرا نام بےفضل تھا مگر اب مومن ہے۔ مَیں یافت کی نسل سے ہوں جسے خدا سم کے ڈیروں میں رہنے دے گا۔[a]

چوکیدار : تم اِتنی دیر کرکے کیوں آئے؟

مومن: مَیں تو یہاں کب کا آپہنچا ہوتا لیکن مَیں بدبخت اُس آرام گاہ میں سو گیا جو اِس پہاڑ کے راستے میں ہے۔ پھر بھی مَیں یہاں بہت جلد پہنچ گیا، مگر نیند کے سبب میرا پروانہ کھو گیا تھا جس کی تلاش میں واپس جانا پڑا۔ اب اُسے ڈھونڈ کر لایا ہوں۔

چوکیدار : خوب، مَیں اِس جگہ کی ایک کنواری کو بلاتا ہوں۔ اگر تمہاری بات اُسے پسند آئی تو تمہیں اندر لے جا کر سارے خاندان سے ملاقات کرائے گی۔

---

[a] پَید 27:9

اچھے میزبان

چوکیدار چوکس نے گھنٹا بجایا جس کی آواز سنتے ہی اندر سے تمیز نامی ایک شریف اور خوب صورت خاتون نے نکل کر پوچھا، "مجھے کیوں بلایا؟"

چوکیدار : یہ مسافر برباد نگر سے آیا اور کوہِ صیون کو جا رہا ہے۔ تھکاوٹ اور رات پڑ جانے کے باعث وہ رات کو یہاں ٹھہرنا چاہتا ہے۔ اِس لئے مَیں نے آپ کو تکلیف دی کہ اِس سے بات کرکے فرمائیں کہ گھر کے قواعد کے مطابق کیا مناسب ہے۔

تب تمیز نے مومن سے پوچھا، "کہاں سے آئے اور کدھر جا رہے ہو؟" مومن نے اُسے سارا حال بتایا۔ پھر اُس نے پوچھا، "اِس راہ پر تم کیونکر آئے؟" اُس نے وہ بھی بتا دیا۔ پھر پوچھا، "راہ میں تمہیں کون ملا اور تم نے کیا دیکھا؟" وہ بھی اُس نے بیان کیا۔ آخرکار اُس کا نام

پوچھا تو اُس نے کہا، "میرا نام مومن ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اِس پہاڑ کے مالک نے یہ مکان مسافروں کے آرام کے لئے بنایا ہے۔ اِس لئے گزارش ہے کہ آج رات یہیں رہوں۔"

یہ سن کر وہ مسکرائی، حالانکہ اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر کچھ جھجکتے ہوئے اُس نے کہا، "مَیں گھرانے کے کچھ لوگوں کو بلا لاؤں۔" یہ کہہ کر وہ اندر دوڑ کر دانش، دین داری اور محبت کو بلا لائی۔ تھوڑی بہت بات چیت کے بعد تینوں نے اُسے اندر آنے کو کہا۔ اب گھرانے کے کئی ایک لوگ بھی آئے اور تپاک سے اُس سے مل کر کہنے لگے، "رب کے مبارک بندے، آؤ۔ یہ مکان اِسی لئے بنایا گیا ہے کہ تم جیسے مسافروں کی مہمان نوازی کی جائے۔"

تب وہ اپنا سر جُھکائے اُن کے پیچھے پیچھے اندر گیا۔ جب بیٹھے تو اُنہوں نے اُسے کچھ پلا کر کہا، "آؤ، کھانا تیار ہونے تک ہم مومن سے کچھ بات چیت کریں۔" اِس کے لئے دین داری، دانش اور محبت کو چنا گیا۔

دین داری: اچھا، چونکہ ہم نے تمہیں رات ٹھہرنے کے لئے دعوت دی ہے اِس لئے آؤ، ہم اِس وقت کا فائدہ اُٹھا کر اُن باتوں پر غور کریں جو سفر میں تم پر گزریں۔

مومن: کیوں نہیں؟ خوشی سے۔

دین داری: شروع میں کس نے تمہیں اِس سفر پر آمادہ کیا؟

مومن: ایک ہولناک آواز میرے کان میں گونجی کہ اگر تُو یہاں ٹھہرا تو ضرور ہلاک ہو جائے گا۔

دین داری: تم اپنے ملک سے نکل کر اِس راہ پر کیونکر آئے؟

مومن: یہ خدا کی مرضی سے ہوا، کیونکہ جب ہلاکت کا خوف مجھ پر چھا گیا تو مَیں نہیں جانتا تھا کہ کدھر جاؤں۔ اُسی کے فضل سے جب مَیں ڈر کے مارے کانپ رہا تھا تو مُبشّر نامی ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اُسی نے مجھے تنگ دروازے کی طرف جانے کی صلاح دی۔ یوں مَیں اِس راہ پر چلتے ہوئے سیدھا اِس گھر تک آ پہنچا۔

دین داری: کیا تم ترجمان کے گھر سے ہو کر نہیں آئے؟

مومن: ہاں، مَیں وہاں سے ہو کر آیا ہوں۔ مَیں نے وہاں ایسی ایسی چیزیں دیکھیں جنہیں مرتے دم تک نہ بھولوں گا۔ خاص کر مَیں نے تین باتیں سیکھیں: پہلے یہ کہ مسیح شیطان کا سامنا کرتے ہوئے مومن کے دل میں اپنے فضل کا کام قائم رکھتا ہے؛ دوسرے، ایسے لوگ ہوتے ہیں جو گناہ کرتے کرتے خدا کی رحمت کی امید سے محروم ہو جاتے ہیں؛ تیسرے، مَیں نے ایک آدمی کو دیکھا جسے سوتے وقت لگا کہ عدالت کا دن آ پہنچا ہے۔

دین داری: کیا اُس نے وہ کچھ سنایا جو خواب میں دیکھا تھا؟

مومن: ہاں، اور اُس کا بیان مجھے بڑا ہول ناک لگا۔ تو بھی مَیں خوش ہوں کہ اُس کی باتیں سنیں۔

دین داری: کیا تم نے ترجمان کے ہاں صرف یہی دیکھا؟

مومن: نہیں، وہ مجھے ایک عالی شان محل میں بھی لے گیا۔ اُس کے رہنے والے زرق برق پوشاکیں پہنے ہوئے تھے۔ اِتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی آیا اور ہتھیاروں سے لیس پہرے داروں کو چِیر کر دروازے میں داخل ہوا۔ اُسی وقت اندر سے آواز آئی:

آؤ آؤ وصال ہو گا
حاصل ابدی جلال ہو گا

مَیں تو اِن چیزوں پر ایسا فریفتہ ہو گیا کہ اگر مجھے آگے نہ جانا ہوتا تو اُس نیک آدمی کے ہاں سال بھر رہتا۔

دین داری: تم نے راہ میں اَور کیا دیکھا؟

مومن: مَیں تھوڑی ہی دُور آگے بڑھا تھا کہ خون سے لت پت ایک آدمی سولی پر لٹکا نظر آیا۔ اُسے دیکھتے ہی کندھوں پر لگا بھاری بوجھ پیٹھ سے گر پڑا۔ مَیں ہکا بکا رہ گیا، کیونکہ اِس سے پیشتر ایسا ماجرا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مَیں کھڑا اُسے دیکھتا رہا، ہاں میری آنکھیں سولی پر جم گئی تھیں۔ یوں دیکھتے دیکھتے تین نورانی ہستیاں میرے پاس آئے۔ ایک نے مجھے تسلی دی کہ تیرے گناہ معاف کیے گئے ہیں۔ دوسری نے میرے پھٹے پرانے کپڑے اُتار کر مجھے یہ خوب صورت لباس پہنا دیا۔ اور تیسری نے میری پیشانی پر مہر لگا کر مجھے یہ مُہری پروانہ دیا۔

دین داری: اِس کے علاوہ تُم نے کچھ اَور بھی دیکھا ہو گا؟

مومن: جن باتوں کا مَیں نے ذکر کیا وہ سب سے اہم تھیں۔لیکن مَیں نے اَور ماجرے بھی دیکھے۔ مثلاً سادہ لوح، سُست اور گھمنڈی کو پاؤں میں بیڑیاں پہنے راہ سے تھوڑی دُور سوتے دیکھا۔لیکن اُنہیں جگایا نہیں جاتا تھا۔ رسم پرست اور منافق کو بھی دیوار پھاند کر آتے دیکھا۔ وہ صرف دیکھنے میں کوہِ صیون کو جا رہے تھے۔ مَیں نے اُنہیں بہت سمجھایا، لیکن اُنہوں نے میری ایک نہ مانی اور جھٹ پٹ گم ہو گئے۔مگر سب سے زیادہ مشکل کام اِس پہاڑ پر چڑھنا تھا۔ خاص کر شیروں کے پاس سے گزرنا نہایت دشوار تھا۔ اگر چوکیدار مجھے مشورہ نہ دیتا تو مَیں شاید واپس چلا جاتا۔لیکن شکر ہے کہ اب یہاں تک آ پہنچا ہوں۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے حال پر اِتنی مہربانی فرمائی ہے۔

اِس کے بعد دانش نے چند سوال پوچھے۔

دانش: کیا تمہیں اپنے وطن کا کبھی کبھی خیال نہیں آتا؟

مومن: ہاں، آتا تو ہے مگر بڑی شرم اور نفرت کے ساتھ۔ جس ملک سے مَیں نکل آیا اگر وہ مجھے عزیز ہوتا تو واپس جانے کے کافی موقعے ہوتے۔ لیکن اب مَیں ایک بہتر یعنی آسمانی ملک کا خواہش مند ہوں۔[a]

دانش: کیا تمہارے دل میں اُس ملک کی کچھ کچھ باتیں باقی نہیں؟

مومن: بے شک، لیکن مَیں یہ بالکل نہیں چاہتا۔ مَیں خاص کر اُن جسمانی خیالوں سے نفرت کرتا ہوں جن سے میرے ہم وطن بلکہ مَیں بھی اُس وقت اپنا دل بہلاتا تھا۔ اب اُن کے خیال سے ہی مجھے رنج ہوتا ہے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو روحانی چیزوں کو پسند کرتا، کیونکہ جسمانی چیزوں کا خیال مجھے پسند نہیں۔ لیکن کیا کروں؟ جب مَیں نیک کام کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو بُرائی آموجود ہوتی ہے۔[b]

دانش: کیا تم کبھی ایسی باتوں پر غالب بھی آجاتے ہو؟

مومن: ہاں، لیکن بہت کم۔ ایسی گھڑیاں سنہلی ہوتی ہیں۔

---

[a] عبرانیوں 11:15-16

[b] رومیوں 7:15-21

دانش: کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ تنگ کرنے والی باتیں کس طریقے سے شکست کھاتی ہیں؟

مومن: صلیب کے خیال سے وہ شکست کھاتی ہیں یا اپنے لباس پر نظر ڈالنے یا اِس پروانے کے پڑھنے سے۔ ہاں، اپنی منزل کی سوچ سے بھی وہ جاتی رہتی ہیں۔

دانش: تمہیں کوہِ صیون جانے کا اِتنا شوق کیوں ہے؟

مومن: اِس لئے کہ مجھے امید ہے کہ جو صلیب پر مارا گیا اُسے وہاں زندہ دیکھوں گا اور ان چیزوں سے جو آج تک مجھے ستاتی ہیں رہائی پاؤں گا۔ یہ بھی سنا ہے کہ وہاں موت نہیں۔[a] وہاں نہایت پسندیدہ صحبت میں رہوں گا۔ سچ پوچھئے تو مَیں اُسے اِس لئے پیار کرتا ہوں کہ اُس کے وسیلے سے مَیں نے اپنے بوجھ سے رہائی پائی۔ مَیں اپنے اندرونی روگ کے ہاتھوں تنگ آ گیا ہوں۔ مَیں بے چینی سے اُس وقت کے انتظار میں ہوں جب اُس اصلی وطن میں پہنچوں گا جہاں

[a] یسعیاہ 8:25؛ مکاشفہ 4:21

موت نہ ہو گی۔ اور جہاں ایسی جماعت کے ساتھ رہوں گا جو ہمیشہ قدوس، قدوس پکارتی رہتی ہے۔

محبت نے مومن سے پوچھا، "کیا تم بال بچوں والے ہو؟"

مومن: ہاں میری بیوی اور چار بچے ہیں۔

محبت: اُنہیں تم اپنے ساتھ کیوں نہ لائے؟

اِس پر مومن کے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔ اُس نے آہیں مار کر کہا، "مَیں اُنہیں خوشی سے لاتا، مگر وہ سب کے سب میرے اِس سفر کے سخت مخالف تھے۔"

محبت: تمہیں چاہئے تھا کہ اُن سے اِس کے بارے میں بات کرتے اور اُنہیں سمجھاتے کہ پیچھے رہ جانے میں کیا خطرہ ہے۔

مومن: مَیں نے تو اُنہیں لاکھ سمجھایا اور یہ بھی بتایا کہ شہر ہلاک ہونے والا ہے۔ لیکن اُنہوں نے میری بات مذاق سمجھ کر اُس کا یقین نہ کیا۔[a]

محبت: کیا تم نے خدا سے دعا مانگی کہ وہ تمہاری باتیں سمجھ پائیں؟

---

[a] پَید 14:19

مومن: ہاں، بڑی دل سوزی سے، کیونکہ میرے بیوی بچے مجھے بہت عزیز تھے۔

محبت: کیا تم نے اپنے غم اور ہلاک ہو جانے کے ڈر کا بھی ذکر کیا؟ بے شک تم تو اِس خطرے سے خوب آگاہ ہو گئے تھے۔

مومن: ہاں، بار بار بلکہ عدالت کے خوف سے میری آنکھوں سے آنسو بہتے رہتے اور بدن کانپتا رہتا تھا۔لیکن افسوس، اِس سے بھی اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔

محبت: کیا اُنہوں نے اپنے نہ آنے کا کوئی بہانہ بھی بتایا؟

مومن: میری بیوی ڈرتی تھی کہ کہیں دنیا کی عزت و دولت جاتی نہ رہے جبکہ میرے بچے جوانی کی عیش و عشرت میں غرق تھے۔ اِسی طرح کسی نہ کسی وجہ سے اُن سب نے مجھے چھوڑ دیا اور مَیں اکیلے ہی روانہ ہوا۔

محبت: کہیں تمہاری بُری حرکتوں نے اُنہیں جانے سے تو نہیں روکا؟

مومن: مَیں اپنے چلن کی تعریف نہیں کرتا کیونکہ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے خوب واقف ہوں۔ بلکہ مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ بعض اوقات انسان اپنی باتوں سے اُس نتیجے کو جھٹلاتا ہے جو اُس نے بڑی بڑی دلیلوں سے ثابت کیا ہو۔ پھر بھی مَیں کہہ سکتا ہوں کہ میرے کسی نامناسب کام سے اُنہیں کبھی ایسا موقع نہ ملا کہ میرے ساتھ آنے پر کسی قسم کا اعتراض کریں۔ خود تو وہ کہا کرتے تھے، "تمہیں چھوٹی چھوٹی غلطیوں کا بڑا خیال ہے بلکہ تم ایسی باتوں سے بھی انکار کرتے ہو جن میں ہم کچھ برائی نہیں دیکھتے۔" ہاں اگر کسی بات نے اُنہیں روک دیا تو یہ کہ مَیں خدا کے خلاف گناہ کرنے یا اپنے ہمسائے کو نقصان پہنچانے سے پرہیز کرتا تھا۔

محبت: قابیل بھی اپنے بھائی سے نفرت رکھتا تھا،[a] اِس لئے کہ اُس کے کام بُرے اور اُس کے بھائی کے اچھے تھے۔ اگر تمہارے بیوی بچے اِس لئے ناراض ہو گئے تو نیکی کا اُن پر اثر ہو ہی نہیں سکتا، اور تم

[a] 1یوحنا 12:3

اُن کی موت کے ذمے دار نہیں ٹھہروگے بلکہ اپنی جان کو چھڑاؤ گے۔[a]

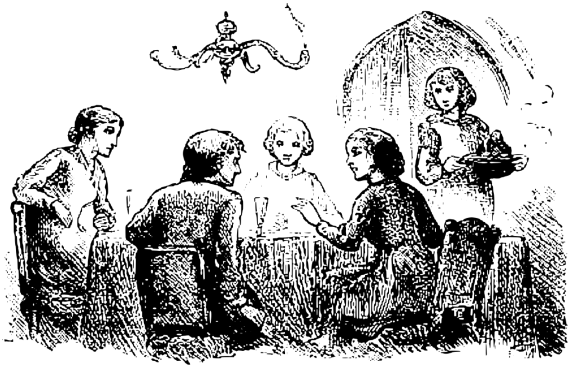

کھانا

اب مَیں نے خواب میں دیکھا کہ کھانا تیار ہونے تک وہ سب یوں ہی بات چیت کرتے بیٹھے رہے۔ جب وہ تیار ہوا تو وہ کھانے پر بیٹھ گئے۔ دسترخوان عمدہ چیزوں اور انگور کی شربت سے چنا تھا۔ کھانے پر پہاڑ کے مالک ہی کا ذکر ہوتا رہا کہ اُس نے کیا کیا کام کیے، اور جو کیا سو

[a] حزقی ایل 19:3

کس لئے کیا، کہ اُس نے یہ گھر کیوں بنایا۔ جو کچھ اُنہوں نے اُس کی شان میں کہا اُس سے معلوم ہوا کہ وہ بڑا جنگجو ہے جس نے موت کے مالک ابلیس کو تباہ کر دیا۔[a] حالانکہ اِس سے وہ خود بڑے خطرے میں پڑ گیا تھا۔ اِس سے میرے دل میں اُس کے لئے اَور بھی محبت پیدا ہو گئی۔ اِس کے لئے اُسے اپنا خون بہانا پڑا۔ لیکن سب سے بڑی خوبی تو یہ کہ اُس نے یہ سب کچھ محض اُس محبت کے سبب سے کیا جو اُسے اپنے ملک سے تھی۔

گھرانے کے کچھ لوگوں نے کہا کہ اُس کے مصلوب ہونے کے بعد ہم نے اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا، اُس سے باتیں کیں۔ ہم نے اُس کے منہ سے سنا کہ وہ غریب اور لاچار مسافروں کو کیسے پیار کرتا ہے، ایسا پیار جیسا کہیں اَور نہیں ملتا۔ غریبوں کی خاطر اُس نے اپنے آپ کو جلال سے محروم کیا۔ اُنہوں نے اُسے یہ بھی کہتے سنا، "مَیں اکیلا نہیں رہوں گا بلکہ اَوروں کو بھی اپنے پاس بلاؤں گا۔" اِس کے علاوہ اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ اُس نے بہت مسافروں کو شہزادے بنا دیا

[a] عبرانیوں 2:14-15

ہے حالانکہ وہ اپنی طرف سے غریب لوگ ہیں جو کوڑے کچرے کے ڈھیر سے اُٹھائے گئے ہیں۔[a]

یوں وہ رات گئے تک بات چیت کرتے رہے۔ پھر اپنے آپ کو رات کے لئے خداوند کے سپرد کرکے وہ آرام کرنے چلے گئے اور مسافر

[a] 1 سموایل 8:2؛ زبور 113:7-8

کو سلامتی نامی ایک بالاخانے میں سُلایا جس کی کھڑکی مشرق کی طرف کھلتی تھی۔ وہاں وہ صبح تک سویا رہا۔

لائبریری

صبح کو وہ سب اُٹھے۔ کچھ اور گفتگو کے بعد اُنہوں نے مومن سے کہا، "ابھی رخصت نہ ہو بلکہ یہاں کی دیکھنے لائق چیزیں دیکھتے جاؤ۔" پہلے تو وہ اُسے لائبریری میں لے گئیں جہاں بہت سے پرانے ریکارڈ پڑے تھے۔ مومن کو پہاڑ کے مالک کا نسب نامہ بھی دکھایا گیا کہ وہ قدیم الایام (حق تعالیٰ) کا صاحب زادہ ہے۔

وہاں اُس کے تمام اعمال اور سینکڑوں آدمیوں کے نام درج کیے گئے تھے جن کو اُس نے خدمت میں لیا تھا۔ یہ بھی لکھا گیا تھا کہ اُنہیں ایسے مکان دیئے گئے ہیں جو کبھی نہیں گل سڑ جائیں گے۔

پھر اُنہوں نے اُس کے کچھ بندوں کے کاموں کا بیان پڑھ کر سنایا۔ وہ بادشاہیوں پر غالب آئے اور انصاف کرتے رہے۔ اُنہیں اللہ کے وعدے حاصل ہوئے۔ اُنہوں نے شیربہروں کے منہ بند کر دیئے اور آگ کے بھڑکتے شعلوں کو بجھا دیا۔ وہ تلوار کی زد سے بچ نکلے۔ وہ

کمزور تھے لیکن اُنہیں قوت حاصل ہوئی۔ جب جنگ چھڑ گئی تو وہ اِتنے طاقت ور ثابت ہوئے کہ اُنہوں نے غیرملکی لشکروں کو شکست دی۔[a]

پھر یہ پڑھ کر سنایا کہ خداوند کتنی گہری خواہش رکھتا ہے کہ ہر ایک کو اپنی رفاقت میں لے گو اُس نے پہلے اُس کی کیسی ہی مخالفت کیوں نہ کی ہو۔ اَور بھی بہت سی مشہور باتوں کی تاریخ لکھی تھی۔ مومن کو وہ نبوتیں بھی معلوم ہوئیں جو مقررہ وقت پر پوری ہو جائیں گی، جن سے دشمن دہشت کھائیں گے اور مسافروں کو تسلی حاصل ہو گی۔

خاص ہتھیار

اگلے دن وہ اُسے اسلحہ خانے میں لے گئیں اور اُسے ہر طرح کے ہتھیار دکھائے جو اُن کے مالک نے مسافروں کے لئے مہیا کیے تھے۔ مثلاً تلوار، ڈھال، خود، سینہ بند، ہر طرح کی دعا اور جوتیاں جو کبھی نہیں ٹوٹتیں۔[b] اُن ہتھیاروں سے اپنے آقا کی خدمت کے لئے اُتنے لوگ

---

[a] عبرانیوں 11:33-34

[b] افسیوں 6:14-18

مسلح ہو سکتے تھے جتنے آسمان کے ستارے۔ اُنہوں نے اُسے اَور بھی کئی ہتھیار دکھائے جن سے کچھ خادموں نے بڑے بڑے حیران کن کام کیے تھے—موسیٰ کی لاٹھی اور وہ میخ جس سے یاعیل نے سیسرا کو قتل کیا؛ وہ گھڑے، نرسنگے اور چراغ جن سے جدعون نے مدیانیوں کی فوج کو بھگا دیا؛ بَیل کا وہ آنکس جس سے شمجر نے چھ سو آدمیوں کو مارا؛ وہ جبڑا جس

سے سمسون نے ایک ہزار آدمیوں کو ہلاک کیا؛ وہ فلاخن جس سے داؤد نے جاتی جالوت کو مارا اور وہ تلوار بھی جس سے اُن کا آقا عدالت کے دن "بے دینی کے آدمی" کو قتل کرے گا۔ اُنہوں نے اُسے اَور بھی بہت کچھ دکھایا جس سے مومن نہایت خوش ہوا۔ تب شام ہوئی، اور سب سو گئے۔

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مومن صبح سویرے اُٹھ کر چلنے کو تیار ہوا۔ مگر اُنہوں نے اُسے روک کر کہا، "ایک دن اَور ٹھہرو۔ اگر دن صاف رہا تو خوش نما نامی پہاڑی علاقہ دکھائیں گے۔ اِس سے تم کو اَور بھی تسلی ملے گی، کیونکہ وہ اُس جگہ کے زیادہ قریب ہے جدھر تم جا رہے ہو۔"

الوداع

اگلے دن جب سورج نکلا تو وہ اُسے مکان کی چھت پر لے گئے اور کہا، "جنوب کی طرف دیکھو۔" اُسے دُور ایک نہایت خوش نما پہاڑی ملک نظر آیا۔ خوب صورت جنگل، انگور کے باغ، ہر قسم کے پھل دار

پیڑ، پھول، ندیاں اور چشمے دھوپ میں چمک رہے تھا۔ دیکھنے میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔[a]

مومن نے پوچھا، "وہ کون سا ملک ہے؟"

اُنہوں نے بتایا، "عمانوایل کا۔ وہ اِس پہاڑ کی طرح سب مسافروں کے لئے وقف ہے۔ وہاں سے تمہیں آسمانی شہر کے پھاٹک نظر آئیں گے جو وہاں کے گڈریے تمہیں دکھائیں گے۔"

---

[a] یسعیاہ 33:16-17

پھر مومن نے آگے چلنے کی اجازت مانگی۔ اِس بار اُنہوں نے اُسے جانے دیا۔ "لیکن آؤ، پہلے اسلحہ خانے میں چلیں،" اُنہوں نے کہا۔ وہاں جا کر اُنہوں نے اُسے سرتاپا ہتھیاروں سے لیس کیا تاکہ وہ راستے میں محفوظ رہے۔

وہ یوں تیار ہو کر اپنے دوستوں کے ہمراہ پھاٹک کے پاس آیا اور چوکیدار سے پوچھا، "کیا تم نے کسی اَور مسافر کو اِدھر سے گزرتے دیکھا؟"

چوکیدار : جی ہاں۔

مومن: کیا تم اُسے جانتے ہو؟

چوکیدار : مَیں نے اُس کا نام پوچھا تو اُس نے وفادار بتایا۔

مومن: اچھا! مَیں تو اُسے جانتا ہوں۔ وہ میرے پڑوس ہی میں رہتا تھا۔ کتنی دُور گیا ہو گا؟

چوکیدار : اب وہ پہاڑ سے اُتر گیا ہو گا۔

مومن: جو مہربانی تم نے مجھ دکھائی ہے خدا تمہیں اُس کا بدلہ دے۔ وہی تمہارا حافظ رہے اور تمہیں اَور زیادہ برکتیں بخشے۔

تب وہ آگے بڑھا۔لیکن تمیز، دین داری، محبت اور دانش پہاڑ کے دامن تک اُس کے ساتھ ہو لینے پر تُلی تھیں اِس لئے سب اکٹھے چل دیئے۔ پچھلے دنوں کی باتوں کو دہراتے دہراتے وہ چوٹی سے اُترنے لگے۔ تب مومن نے کہا، "جیسے چڑھائی مشکل تھی ویسے ہی اُترائی بھی خطرناک معلوم ہوتی ہے۔"

دانش: یہ سچ ہے۔ فروتنی کی وادی میں پھسلے بغیر اُترنا بڑا مشکل ہے۔ اِس لئے ہم تمہارے ساتھ ہو لئے۔

مومن بڑی احتیاط سے آہستہ آہستہ اُترنے لگا۔ تو بھی دو ایک جگہ اُس کا پاؤں پھسل گیا۔

تاریک ترین وادی

ہلاکو کا وار

مَیں نے خواب میں دیکھا کہ جب مومن پہاڑ کے دامن تک پہنچ گیا تو اُن مہربان رفیقوں نے اُسے ایک ڈبل روٹی، انگور کی شربت کی ایک بوتل اور کچھ کشمش دے کر رُخصت کیا۔ پھر اُس نے اپنی راہ لی۔

فروتنی کی وادی میں بے چارے مومن کو بڑی بڑی مشکلیں پیش آنے لگیں۔ تھوڑا آگے جا کر ایک پلید شیطان نظر آیا جو میدان میں سے اُس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اُس کا نام ہلاکو تھا۔ مومن گھبرا کر سوچنے لگا کہ پیچھے لَوٹ جاؤں یا یہیں کھڑا رہوں؟ لیکن پھر اُسے خیال آیا کہ میری پیٹھ محفوظ نہیں۔ اگر میری پیٹھ اُس کی طرف ہوئی تو وہ اپنی برچھیوں سے میرا کام تمام کر دے گا۔ اِس لئے اُس نے پیچھے نہ ہٹنے بلکہ آگے بڑھنے

کا فیصلہ کیا۔ ”اپنی جان بچانے کے لئے اِس راہ پر قائم رہنا ہی بہتر ہے،“ اُس نے سوچا۔

آگے بڑھتے بڑھتے ہلاکو اُسے آ ملا۔ اُس کی صورت بڑی ہیبت ناک تھی۔ اُس کا لباس مچھلی کے چھلکوں کا سا تھا جس پر اُسے بڑا فخر تھا۔ اُس کے اژدہے کے سے پنکھ اور بھالو کے سے پاؤں تھے۔ اُس کے شیر ببر کے سے منہ سے آگ اور دُھواں نکلتا تھا۔ جب وہ مومن سے دو چار ہوا تو اُسے بڑی حقارت سے دیکھا۔

ہلاکو: تُو کون ہے اور کدھر جا رہا ہے؟

مومن: مَیں برباد نگر سے جو
ساری بُرائیوں کا گڑھ ہے آیا اور کوہِ صیون کی طرف جا رہا ہوں۔

ہلاکو : اچھا! پھر تو تم میرے تحت ہو، کیونکہ وہ سارا ملک میرا ہے اور مَیں وہاں کا شہزادہ اور دیوتا ہوں۔ تُو اپنے بادشاہ کی خدمت سے کیونکر بھاگ آیا؟ مَیں تجھ سے زیادہ خدمت کی اُمید رکھتا ہوں، ورنہ تجھے ایک ہی وار سے ابھی مار گراتا۔

مومن: یہ تو سچ ہے کہ مَیں آپ کی سلطنت میں پیدا ہوا۔ لیکن آپ کے ماتحت خدمت نہایت سخت تھی۔ آپ کی تنخواہ سے کسی کا گزارہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ گناہ کا اجر موت ہے۔[a] اِس لئے جب مجھے ہوش آئی تو دیگر سمجھ دار لوگوں کی طرح اپنی بہتری کی فکر کی۔

ہلاکو : کوئی شہزادہ اپنے شہریوں کو یوں ہی جانے نہیں دیتا اور نہ مَیں تجھے اِتنی جلدی سے جانے دوں گا۔ تُو اپنی خدمت کی سختی اور اجر کی کمی کی شکایت کرتا ہے۔ واپس جانے کے لئے راضی ہو جا تو پھر جتنا ہم دے سکیں گے تجھے ضرور عطا فرمائیں گے۔ یہ میرا پکا وعدہ ہے۔

---

[a] رومیوں 23:6

مومن: اب تو مَیں بادشاہوں کے بادشاہ کا ہو چکا ہوں۔ آپ کے ساتھ کیونکر واپس جاؤں؟

ہلاکو : تجھ پر تو وہ بات صادق آتی ہے کہ دیگچی سے نکل کر چولھے میں جا گرا۔لیکن فکر نہ کر۔ جو لوگ اُس کی بندگی کا دم بھرتے ہیں وہ عام طور پر کچھ دیر کے بعد کھسکتے کھسکتے اُسے چھوڑ کر میرے پاس آ جاتے ہیں۔تُو بھی ایسا ہی کر تو تیری خیر ہو گی۔

مومن: جب مَیں اُس پر ایمان لایا اور اُس کی فرماں برداری کی قَسم کھا چکا ہوں تو اُس سے کیسے پھروں؟ کیا نمک حرام باغیوں کی سزا یعنی پھانسی نہیں پاؤں گا؟

ہلاکو : ایسا سلوک تو تم نے مجھ سے بھی کیا ہے۔لیکن کوئی بات نہیں، اگر تُو میرے ساتھ پھر چلے تو تجھے معاف کروں گا۔

مومن: جو عہد مَیں نے آپ کے ساتھ کیا وہ چھوٹی عمر میں کیا تھا۔ اِس کے علاوہ مجھے پورا یقین ہے کہ جس شہزادے کے جھنڈے تلے مَیں اب کھڑا ہوں وہ مجھے آپ کے الزاموں سے چھڑا سکتا ہے۔ جو کچھ مَیں نے آپ کے حکم کے ماتحت کیا اُسے بھی وہ معاف کر سکتا

ہے۔ اے کم بخت، بات تو یہ ہے کہ مجھے اُس کی خدمت، اُس کا اجر، اُس کی حکومت، اُس کی رفاقت اور اُس کا ملک ہر طرح سے آپ کی شان و شوکت سے زیادہ پسند ہے۔ اِس لئے مجھے منوانے سے باز آنا۔ مَیں تو اُس کا بندہ ہوں۔ اُسی کی پیروی کرتا رہوں گا۔

ہلاکو: ذرا سوچ لے کہ اِس راہ میں تجھے کیا کیا مصیبتیں پیش آئیں گی۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ اُس کے اکثر خادموں کا انجام بُرا ہوتا ہے، کیونکہ وہ میرے حکموں اور طور طریقوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اُن میں سے کتنے شرم ناک طریقے سے قتل کیے گئے۔ مان لیا کہ تُو اُس کی خدمت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ لیکن کیا وہ کبھی اپنے کسی بندے کو چھڑانے آتا ہے؟ کبھی بھی نہیں! اِس کے مقابلے میں ساری دنیا جانتی ہے کہ مَیں نے کتنی بار اپنے وفادار بندوں کو اُس کے اور اُس کے خادموں کے ہاتھوں سے یا تو زبردستی یا فریب سے چھڑا لیا ہے۔ اِسی طرح تجھے بھی چھڑا لوں گا۔

مومن: وہ اِس لئے چھڑانے میں دیر کرتا ہے کہ اُن کی محبت کو پرکھے کہ کیا وہ آخر تک اُس سے لپٹے رہیں گے یا نہیں۔ آپ نے

بُرے انجام کا ذکر کیا ہے۔لیکن اُس کے بندے تو اِس زمانے میں چھٹکارے کی اُمید ہی نہیں رکھتے بلکہ اُنہیں یقین ہے کہ آنے والے زمانے میں چھٹکارا اور جلال ملے گا۔ جب اُن کا شہزادہ جلال کے ساتھ آئے گا تب ہی وہ چھٹکارا اور جلال پائیں گے۔

ہلاکو : تُو تو ابھی اُس کی خدمت میں بے وفائی کر چکا ہے۔ اُس سے اجر پانے کی اُمید کیونکر رکھتا ہے؟

مومن: مَیں نے اُس سے کس بات میں بے وفائی کی؟

ہلاکو : تُو تو پہلی ہی منزل میں مایوسی کی دلدل میں پھنس کر ہمت ہار بیٹھا۔ اِس کے بعد تُو نے اپنے بوجھ سے رہائی پانے کی غلط کوشش کی حالانکہ تجھے اُسے اُس وقت تک برداشت کرنا تھا جب تک شہزادہ اُسے نہ اُتارے۔ پھر تُو غفلت سے سو گیا جس سے پروانہ کھو بیٹھا۔ نہ صرف یہ بلکہ شیروں کو دیکھتے ہی تُو لَوٹنے کے لئے تیار ہوا۔ اور اب؟ اب جب بھی تُو کسی سے اُس کا ذکر کرتا ہے جو کچھ تُو نے دیکھا اور سنا ہے تو دل ہی دل میں چاہتا ہے کہ دوسرے تیری عزت کریں۔

مومن: یہ سب کچھ سچ ہے بلکہ مجھ میں اَور بھی عیب ہیں جن کا آپ نے ذکر نہیں کیا۔لیکن جس بادشاہ کی مَیں خدمت کرتا ہوں وہ رحیم اور معاف کرنے کو تیار ہے۔ میری جن غلطیوں کا آپ ذکر کرتے ہیں وہ تو مجھ سے آپ کے ملک میں ہی سرزد ہوئیں۔ اِن کے بوجھ تلے کراہتے ہوئے مَیں بہت پریشان رہا۔ اب مجھے میرے شہزادے سے معافی ملی ہے۔

ہلاکو: (بڑے غصے میں) مَیں اُس شہزادے کا دشمن ہوں۔ مجھے اُس سے، اُس کے قوانین اور اُس کے لوگوں سے سخت نفرت ہے۔ اِسی لئے مَیں تجھے روکنے کے لئے آیا ہوں۔

مومن: خبردار! مَیں بادشاہ کی شاہراہ پر ہوں جو پاکیزگی کی راہ ہے۔

ہلاکو نے پاؤں پھیلا کر ساری راہ کو بند کر دیا اور کہا، "مجھے تو ذرا بھی ڈر نہیں۔بس اب مرنے کی تیاری کر۔ مَیں جہنم کی قَسم کھا کر کہتا ہوں کہ تجھے آگے نہ بڑھنے دوں گا۔ بلکہ یہیں تیری جان کو خاک میں ملا دوں

گا۔" یہ کہہ کر اُس نے ایک جلتی برچھی اُس کے سینے پر چلائی۔ مگر مومن اُسے ڈھال سے روک کر بچ گیا۔

تب مومن نے تلوار نکالی، کیونکہ ظاہر تھا کہ اب پوری جنگ چھڑ گئی ہے۔ اب برچھیوں کی بوچھاڑ اُس پر پڑنے لگی۔ مومن نے بچنے کی بڑی کوشش کی لیکن اُس کے ہاتھوں، پاؤں اور سر کو زخم لگے۔ وہ ذرا پیچھے ہٹ گیا تو ہلاکو اَور بھی شیر ہو گیا۔ تو بھی مومن نے پھر جرأت کرکے اُس کا مقابلہ کیا۔ دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی یہاں تک

کہ مومن زخموں کے باعث اِتنا نڈھال ہو گیا کہ مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رہی۔

پھر ہلاکو موقع تاڑ کر مومن پر آ لپکا اور داؤ سے اُسے یوں زمین پر پٹخ دیا کہ ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر دُور جا پڑی۔ وہ للکار کر چیخا، "بس اب تیری موت آ پہنچی۔" اُس نے اُسے پکڑ کر ایسا دبایا کہ مومن زندگی سے نااُمید ہو بیٹھا۔ لیکن ہلاکو آخری ضرب لگانے ہی والا تھا کہ مومن نے پُھرتی سے تلوار کو پکڑ لیا اور یہ کہہ کر اُس پر وار کیا، "اے میرے دشمن، مجھے دیکھ کر شادیانہ مت بجا! گو مَیں گر گیا ہوں تاہم دوبارہ کھڑا ہو جاؤں گا"[a] ہلاکو کو ایسی شدید ضرب لگی کہ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ مومن نے یہ کہہ کر پھر حملہ کیا، "اُس کے وسیلے سے ہم اِن سب خطروں کے رُوبرُو زبردست فتح پاتے ہیں۔"[b] تب ہلاکو نے اپنے پنکھ پھیلائے اور غائب ہوا۔ مومن نے اُسے پھر نہ دیکھا۔[c]

---

[a] میکاہ 8:7
[b] رومیوں 37:8
[c] یعقوب 7:4

اِس جنگ میں ہلاکو کے چیخنے اور خوفناک گرجنے کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے میری طرح اِس ماجرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ وہ اژدہے کی طرح دھمکیاں دیتا رہا جبکہ مومن کے دل سے نہایت جگرسوز آہیں نکلتی رہیں۔ جب تک اُس نے ہلاکو کو اپنی تلوار سے زخمی نہ کر لیا اُسے چین نہ آیا۔ لیکن فتح پاتے ہی وہ آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا۔

لڑائی ختم ہونے پر مومن نے شکر گزاری کی، "مَیں اُس کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے شیر ببر کے منہ سے بچایا اور ہلاکو کے مقابلے میں میری مدد کی۔"

تب ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس میں حیات کے پیڑ کی کچھ پتیاں تھیں۔ مومن نے اُنہیں اپنے زخموں پر لگایا تو فوراً صحت پائی۔ پھر وہاں بیٹھ کر روٹی کھائی اور شربت کی بوتل سے کچھ پیا۔ یوں تازہ دم ہو کر وہ سفر کے لئے تیار ہوا۔ اب سے اُس نے ننگی تلوار ہاتھ میں اِس لئے لی کہ

کہیں کوئی اَور دشمن نہ آ پڑے۔ لیکن تمام وادی میں ہلاکو کا نام و نشان تک نہ رہا۔

وادی میں

سرے پر ایک اَور وادی تھی جو تاریک ترین وادی کہلاتی تھی۔ اُس سے گزرنا ضرور تھا، کیونکہ آسمانی شہر کی راہ اُس میں سے ہو کر جاتی تھی۔ یہ وادی بیابان تھی۔ یرمیاہ نبی نے اِس کا بیان یوں کیا ہے، "وہ علاقہ ویران و سنسان تھا۔ ہر طرف گھاٹیوں، پانی کی سخت کمی اور تاریکی کا سامنا کرنا پڑا۔ نہ کوئی اُس میں سے گزرتا، نہ کوئی وہاں رہتا ہے۔"[a] یہاں مومن کو ہلاکو کی جنگ سے بھی بڑھ کر مصیبتوں کا سامنا ہوا۔

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ جب مومن تاریک ترین وادی کی سرحد پر پہنچا تو اُسے دو آدمی ملے۔ وہ اُن آدمیوں کی اولاد تھے جنہوں نے موسیٰ کو مُلکِ کنعان کے بارے میں بُری رپورٹ دی تھی۔[b] وہ بھاگے بھاگے واپس جا رہے تھے۔

---

[a] یرمیاہ 6:2

[b] گنتی 13:25-33

مومن: کہو میاں کدھر جا رہے ہو؟

آدمی : واپس۔ ہم اپنے گھر کو واپس جا رہے ہیں۔تمہیں بھی اگر جان عزیز ہے تو آؤ ہمارے ساتھ چلو۔

مومن: کیوں کیا ہوا؟

آدمی : کیا ہوا؟ ہم تو اِس راہ میں جہاں تک ممکن تھا پہنچ گئے تھے۔لیکن اگر زیادہ آگے جاتے تو تمہیں یہ خبر کبھی نہ پہنچا سکتے۔

مومن: لیکن ہوا کیا؟

آدمی : ہم تاریک ترین وادی میں داخل ہو رہے تھے کہ شکر ہے، آنے والے خطرے نظر آئے۔[a]

مومن: پر تم نے دیکھا کیا؟

آدمی : ہم نے دیکھا کہ وادی میں گُھپ اندھیرا ہے۔ اُس میں بھوت، ڈائن اور جہنم کے اژدہے پھر رہے تھے۔ چیخنے چلانے کی آوازیں ایسے آ رہی تھیں جیسے وہاں کے لوگ زنجیروں میں بندھے ہوئے سخت پریشانی میں پڑے ہوں۔ اِس وادی پر دماغی اُلجھن کے تاریک بادل چھائے رہتے ہیں اور موت اپنے پنکھ پھیلائے رہتی ہے۔ غرض، وہ ہر صورت سے ہیبت ناک اور ڈراؤنی ہے۔[b]

---

[a] زبور 23:4؛ 7:1-10

[b] ایوب 3:5؛ 10:22

مومن: آپ کی باتوں سے میرے ارادے میں کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ میرے جانے کی راہ تو یہی معلوم ہوتی ہے۔[a]

آدمی: یہ تیری راہ ہو تو ہو مگر ہم تو اِسے اختیار نہیں کرنے کے۔

یہ کہہ کر وہ چلتے بنے اور مومن نے اپنی راہ لی۔ اب بھی وہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے چل رہا تھا کہ کہیں کوئی اُس پر حملہ نہ کر دے۔

مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اِس وادی کے دائیں طرف دُور دُور تک ایک بہت گہرا گڑھا تھا۔ مُدتوں سے اندھے اندھوں کو یہاں لاتے اور دونوں اِس میں گر کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ بائیں طرف مَیں نے بڑی خطرناک دلدل دیکھی۔ اُس میں اگر کوئی نیک آدمی بھی گرے تو پاؤں ٹکانے کو تھاہ نہیں پاتا۔ اِس میں ایک مرتبہ داؤد گرا تھا اور اگر قادرِمطلق اُسے نہ نکالتا تو وہ بے شک یہیں ڈوب مرتا۔[b]

یہاں راہ تنگ تھی، اِس لئے مومن بڑی مشکل سے اِن خطروں سے گزرنے لگا۔ اگر اندھیرے میں ایک طرف گڑھے سے بچنے کی کوشش کرتا

---

[a] زبور 44:18-19؛ یرمیاہ 6:2

[b] زبور 69:14

تو دوسری طرف دلدل میں پھنسنے کا اندیشہ ہوتا۔ لیکن جب دلدل سے بچتا تو ذرا سی لاپروائی سے گھڑے میں گرنے کا خطرہ ہوتا۔ یوں ہی آہیں کھینچتا ہوا وہ آگے بڑھتا گیا۔ ساتھ ساتھ ایسی تاریکی تھی کہ جب وہ اپنا پاؤں آگے بڑھنے کے لئے اُٹھاتا تو نہیں جانتا تھا کہ کہاں رکھے۔

وادی کے درمیان جہنم کا منہ راہ کے ساتھ ہی تھا۔ مومن سوچنے لگا کہ "اب کیا کروں؟" کبھی کبھی آگ کے شعلے اور دھواں کثرت سے نکلتا، انگارے اُٹھتے اور مہیب آوازیں آتیں۔ مومن نے اپنی تلوار میان میں کی، کیونکہ یہ چیزیں ہلاکو کی طرح تلوار سے متاثر نہیں ہوتی تھیں۔ اُس نے ایک دوسرا ہتھیار نکالا جسے دُعا کہتے ہیں۔[a] مَیں نے اُسے یہ مِنت کرتے سنا، "اے رب، میری مدد کرنے میں جلدی کر!"[b]

اِس طرح وہ بڑی دُور تک چلتا گیا، لیکن شعلے اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتے تھے۔ بڑی درد ناک آوازیں بھی سُنائی دے رہی تھیں۔ ساتھ ہی ایسا معلوم ہوا جیسے کچھ لوگ اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں۔

---

[a] اِفسیوں 18:6
[b] زبور 13:40

"یا تو یہاں میری بوٹی بوٹی نوچی جائے گی یا مَیں راہ کی مٹّی کی طرح پامال کیا جاؤں گا،" اُس نے سوچا۔ یہ خوفناک نظارہ دیکھتے اور ہولناک آوازیں سُنتے وہ کئی میل تک چلا گیا۔ پھر وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں شیاطین کا ایک دستہ اپنی طرف آتا ہوا سنائی دیا۔ تب وہ ٹھہر کر سوچنے لگا کہ کیا کروں۔

کبھی کبھی اُسے واپس جانے کا خیال آتا۔لیکن پھر وہ یہ سوچتا کہ شاید مَیں وادی کی آدھی راہ طے کر کے کئی آفتوں سے بچ آیا ہوں۔ممکن ہے واپسی پر زیادہ خطرے پیش آئیں۔ آخر اُس نے فیصلہ کیا کہ "جو ہو سو ہو، آگے بڑھے چلو۔" شیاطین اُس کے نزدیک آتے معلوم ہوئے۔لیکن جب وہ اُس کے عین برابر آ پہنچے تو وہ بڑے زور سے چلایا، "مَیں خداوند خدا کی مدد سے چلوں گا۔" اِس پر وہ پیچھے ہٹ گئے اور اُس کے پاس تک نہ پھٹکے۔

اِن تمام مصیبتوں کے باعث بے چارہ مومن بڑی اُلجھن میں پڑ گیا، اور دماغ ٹھیک کام کرنا چھوڑ گیا۔ یوں جب وہ جہنم کے منہ پر پہنچا ہی تھا تو ایک شریر اُس کے پیچھے ہو لیا اور اُس کے کانوں میں بہت

سی کفر والی باتیں چپکے چپکے سنانے لگا۔ مومن کو لگا کہ یہ باتیں اپنے ہی دل سے نکل رہی ہیں اِس لئے وہ نہایت پریشان ہوا۔ وہ پکار اُٹھا، "آہ! مَیں کیسا کم بخت ہوں کہ اپنے پیارے آقا کے بارے میں ایسا کفر بکوں۔" اگر اُس کے بس میں ہوتا تو اِتنا پریشان نہ ہوتا۔ مگر اُسے

خیال تک نہ آیا کہ اپنے کان بند کر لیتا یا معلوم کر لیتا کہ یہ کفر آتا کہاں سے ہے۔

اِس پریشان حالت میں وہ کچھ ہی دُور گیا تھا کہ اُس نے کسی کی آواز سنی جو اُس کے آگے آگے یہ کہتا چلا جا رہا تھا، "گو مَیں تاریک ترین وادی میں سے گزروں مَیں مصیبت سے نہیں ڈروں گا، کیونکہ تُو میرے ساتھ ہے۔"[a]

مومن کی جان میں جان آئی، کیونکہ اُس نے سوچا، "کوئی اَور خدا ترس مسافر بھی اِس وادی میں ہے۔ دوسرے، ایسی تاریک و ہولناک حالت میں بھی خدا اُس کے ساتھ ہے تو میرے ساتھ کیوں نہ ہو گا؟[b] تیسرے، اُمید ہے کہ اگر اُسے جا لوں تو راہ میں اچھی رفاقت ملے گی۔"

وہ چلتے چلتے اُسے پکارنے لگا۔لیکن اُس بے چارے نے کوئی جواب نہ دیا، کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ مَیں اِس وادی میں تنہا ہوں۔

---

[a] زبور 4:23

[b] ایوب 11:9

ہوتے ہوتے پَو پھٹی تو خوشی کے مارے مومن کے منہ سے بے اِختیار نکل گیا، "اندھیرے کو وہ صبح کی روشنی میں ... بدل دیتا ہے۔"[a]

صبح کو اُس نے پیچھے مڑ کر نگاہ کی—اِس لئے نہیں کہ لوٹ جائے بلکہ اِس لئے کہ دن کی روشنی میں دیکھے کہ تاریکی میں کن کن خطروں سے گزر آیا ہوں۔ اب گڑھا، دلدل اور بیچ میں راہ کی تنگی خوب نظر آئی۔ اُس نے بھوت اور اژدہے بھی دیکھے۔ لیکن اب سب دُور ہی رہے، کیونکہ دن کے وقت وہ نزدیک نہیں آ سکتے تھے۔ تو بھی وہ اُسے نظر آتے تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے، "وہ اندھیرے کے پوشیدہ بھید کھول دیتا اور گہری تاریکی کو روشنی میں لاتا ہے۔"[b]

اِن خطروں سے بچ نکل کر مومن کو نہایت خوشی ہوئی۔ جن خطروں سے وہ رات کے وقت بہت ڈرتا تھا اب وہ اُسے صاف صاف نظر آنے لگے۔ سورج کے چڑھ آنے سے مومن پر یہ بھی مہربانی ہوئی کہ آگے کا راستہ پتہ چل گیا۔ تاریک ترین وادی کا پہلا حصہ خطرناک تو تھا، مگر باقی اَور بھی زیادہ خطرناک معلوم ہوا۔ جہاں وہ اب کھڑا تھا وہاں سے آگے

---

[a] عاموس 8:5

[b] ایوب 22:12

کی راہ کی ایک طرف تو پھندے، جال اور دام تھے اور دوسری طرف گڑھے اور پھسل دار جگہیں تھیں۔ اگر ویسا ہی اندھیرا ہوتا جیسا کہ پہلے حصے میں تو وہ حوصلہ ہار بیٹھتا۔ لیکن سورج کی روشنی میں راستہ کچھ آسان ہو گیا تھا۔ مومن خدا کی رحمتوں کو یاد کرکے دھیمے دھیمے گانے لگا، "اُس کی شمع میرے سر کے اوپر چمکتی رہی اور مَیں اُس کی روشنی کی مدد سے اندھیرے میں چلتا تھا۔"[a] اِس روشنی میں وہ وادی کے آخر تک چلا آیا۔

اب مَیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں خون، ہڈیاں، راکھ اور اُن مسافروں کی لاشیں پڑی ہیں جو اُس سے پہلے اِس راہ سے گزرے تھے۔ اِس کے بارے میں مَیں سوچ ہی رہا تھا کہ یکایک میری نظر ایک غار پر جا پڑی جس میں قدیم زمانے میں دو دیو رہتے تھے۔ ایک کا نام جھوٹا دین اور دوسرے کا شرک الدین تھا۔ اُن ہی کے ظلم و ستم سے وہ لوگ مارے گئے جن کی ہڈیاں، خون اور راکھ وہاں پڑی تھی۔ لیکن حیرانی کی بات یہ تھی کہ مومن اُس جگہ سے سلامت گزر گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ شرک الدین دیو تو مُدت پہلے مر چکا ہے اور دوسرا

---

[a] ایوب 3:29

اب تک تو جیتا ہے لیکن بڑھاپے اور جوانی کی چوٹوں سے کم زور ہو گیا ہے۔ اب کچھ بن نہیں پڑتا سوائے اِس کے کہ غار کے منہ پر بیٹھ کر مسکرائے اور دانتوں سے اپنی انگلیوں کے ناخن کترے۔

مَیں نے دیکھا کہ مومن اُسے دیکھ کر نہیں جانتا تھا کہ اُس کے بارے میں کیا سوچے۔ دیو تو اُس کا پیچھا نہیں کر سکتا تھا، پھر بھی کہنے لگا،

"تمہارا کم حصہ جل گیا ہے۔ اِس حالت میں تم نہیں سُدھرنے کے۔"
لیکن مومن نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ تاریک ترین وادی کے پار جا پہنچا اور شکر گزاری میں گیت گانے لگا۔

وفادار

اب ایسا ہوا کہ مومن ایک چھوٹے سے ٹیلے پر جا پہنچا جو خاص اِسی لئے بنایا گیا تھا کہ مسافروں کو وہاں سے اپنے آگے کی راہ نظر آ جائے۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ وفادار کچھ فاصلے پر آگے بڑھا جا رہا ہے۔ اُسے دیکھتے ہی مومن زور سے پکارا، "ٹھہرنا! مَیں بھی آتا ہوں۔" اِس پر وفادار پیچھے پھر کر دیکھنے لگا۔ مومن نے پھر چِلّا کر کہا، "ٹھہرنا، مَیں بھی آتا ہوں۔"

لیکن وفادار نے جواب دیا، "نہیں، مَیں اپنی جان بچا کر بھاگا جا رہا ہوں۔ اِنتقام لینے والا میرے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔"

اِس سے مومن کچھ متاثر ہو کر بھاگے بھاگے وفادار کو جا لیا بلکہ اُس سے بھی آگے نکل گیا، ایسا کہ پچھلا پہلا ہوا۔ یہ دیکھ کر مومن فخر سے

مسکرانے لگا۔مگر احتیاط سے قدم نہ اُٹھانے کے باعث وہ ٹھوکر کھا کر ایسا گرا کہ بغیر وفادار کی مدد کے پھر اُٹھ نہ سکا۔

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ دونوں بڑی محبت سے ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے سفر کی باتیں کرنے لگے۔

مومن: پیارے اور محترم بھائی وفادار، آپ سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔شکر ہے کہ خدا نے ہم دونوں کو اِتنا بدل دیا ہے کہ ہم اِس راہ میں ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں۔

وفادار: عزیز دوست، مَیں تو وطن سے ہی تمہارے ساتھ ہو لینا چاہتا تھا، لیکن تم تو مجھ سے پہلے ہی وہاں سے چل دیئے۔ اِس لئے یہاں تک مجھے تنہا آنا پڑا۔

مومن: میرے آنے کے بعد تم کتنے دن برباد نگر میں رہے؟

وفادار: مجھ سے وہاں زیادہ دیر تک نہ ٹھہرا، کیونکہ وہاں اِس بات کا گھر گھر چرچا پھیلا کہ تھوڑے عرصے میں آسمان سے آگ برسا چاہتی ہے اور ہمارا شہر جل کر بھسم ہو جائے گا۔

مومن: اچھا! کیا تمہارے پڑوسی یہ کہتے تھے؟

وفادار: ہاں، کچھ دن تک تو ہر ایک کی زبان پر یہی بات رہی۔

مومن: کیا تمہارے سوا کسی اَور کو خطرے سے بچ نکلنے کی فکر نہ ہوئی؟

وفادار: گو اِس بات کا چرچا تو چاروں طرف پھیلا تو بھی مجھے لگا کہ اصل میں کسی کو بھی اِس کا یقین نہ آیا۔ کیونکہ باتیں کرتے کرتے کچھ نے تمہیں احمق اور دیوانہ ٹھہرایا اور تمہارے روانہ ہونے پر قہقہہ لگایا۔ مگر مجھے پورا یقین تھا اور اب تک ہے کہ ایک دن آسمان سے آگ اور گندھک نازل ہو کر ہمارے شہر کو ضرور بھسم کر ڈالے گی۔ اِسی لئے مَیں وہاں سے نکل بھاگا۔

مومن: کیا تم نے دودِلا کا بھی کچھ حال سنا؟

وفادار: ہاں، مَیں نے سنا کہ وہ مایوسی کی دلدل تک تمہارے ساتھ ساتھ آیا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ وہ اِس میں گر بھی پڑا۔ خود وہ کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا، لیکن مجھے تو اُس کے گرنے کا یقین ہے، کیونکہ وہ وہاں کی کیچڑ سے لت پت تھا۔

مومن: ہمسائے اُسے کیا کہتے ہیں؟

وفادار: اُس کے لَوٹ آنے پر چھوٹے بڑے سب اُسے حقیر جانتے ہیں۔ اب کوئی مشکل سے ہی اُسے کام پر لگاتا ہے۔ اُس کا حال پہلے سے سات گنا بدتر ہے۔

مومن: بھلا لوگ اُسے کیوں حقیر جانتے ہیں؟ جس راہ سے وہ واپس آیا اُسے تو وہ پسند نہیں کرتے۔

وفادار: وہ کہتے ہیں، "اُسے دفع کرو۔ وہ اپنی بات پر قائم نہیں رہتا۔" لگتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے کہ وہ مذاق کا نشانہ بن گیا ہے تاکہ پتہ چلے کہ اُس کا کیا انجام ہے جو صحیح راہ چھوڑ دیتا ہے۔[a]

مومن: کیا تم نے آنے سے پیشتر اُس سے باتیں نہ کیں؟

وفادار: ایک مرتبہ بازار میں ملا تو تھا، لیکن مجھے دیکھتے ہی بڑا شرمندہ ہوا اور کترا کر چلا گیا۔ اِس لئے مجھے اُس سے بولنے کا موقع نہ ملا۔

مومن: جب مَیں پہلے اُس شہر سے نکلا تو مجھے اُس کے بارے میں بڑی اُمید تھی۔ لیکن اب اندیشہ ہے کہ اُس شہر کی ہلاکت میں کہیں وہ بھی تباہ نہ ہو جائے۔ اُس پر یہ محاورہ صادق آتا ہے کہ "کُتا اپنی قَے کے پاس واپس آ جاتا ہے۔" اور یہ بھی کہ "سؤرنی نہانے کے بعد دوبارہ کیچڑ میں لوٹنے لگتی ہے۔"[b]

---

[a] یرمیاہ 29:18-19
[b] 2 پطرس 22:2

وفادار: مجھے بھی یہی اندیشہ ہے، لیکن ہمارے بس میں تو کچھ بھی نہیں۔

مومن: خیر بھائی وفادار، اُس کا ذکر چھوڑو۔ اب بتاؤ کہ اِس راہ میں تم پر کیا کیا گزرا۔ کیونکہ بڑا معجزہ ہوتا اگر کچھ نہ ہوا ہوتا۔

وفادار: مَیں اُس دلدل سے تو بچ نکلا جس میں تم گرے تھے اور دروازے کی راہ سے ہو کر چلا آیا۔ وہاں ویسے مجھے عیاش نامی ایک عورت ملی جو مجھے نقصان پہنچانا چاہتی تھی۔

مومن: اچھا ہوا کہ تم اُس کے جال سے بچ نکلے۔ اُس نے مصر میں یوسف کو بڑی آزمائش میں ڈالا۔ لیکن وہ بھی اُس سے بچ نکلا ورنہ اُس کی جان پر آ بنتی۔[a] عیاش بی بی نے تم سے کیا کہا؟

وفادار: کیا کہوں صاحب، اُس کی بلا کی زبان تھی۔ اُس نے ہر طرح کے عیش و عشرت کا وعدہ دے کر مجھے خوب پھسلایا کہ اُس کے ساتھ ہو لوں۔

---

[a] پَیدائش 39:11-13

مومن: بے شک اُس نے یہ وعدہ تو نہیں کیا کہ تمہارے ضمیر کو چوٹ نہیں لگے گی۔

وفادار: ظاہر ہے اُس نے صرف نفسانی اور جسمانی عیش و عشرت کا وعدہ کیا۔

مومن: شکر خدا کا تم اُس کے پھندے سے بچ نکلے۔ اُس میں وہ گرتا ہے جس سے خدا ناراض ہے۔[a]

وفادار: مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ اُس سے سراسر بچا رہا۔

مومن: تم نے اُس کی خواہشوں کو پورا تو نہیں کیا ہو گا؟

وفادار: نہیں کیونکہ مجھے ایک بزرگ کی بات یاد آئی کہ "اُس کے قدم پاتال کی جانب بڑھتے جاتے ہیں۔"[b] یہ سوچ کر مَیں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں کہ کہیں وہ مجھے فریفتہ نہ کر لے۔[c] تب وہ مجھے گالیاں دینے لگی اور مَیں وہاں سے چل دیا۔

مومن: کیا کسی اَور نے تم پر حملہ نہ کیا؟

وفادار: ہاں، جب مَیں کوہِ مشکل کے دامن میں پہنچا تو مجھے ایک بوڑھا ملا جس نے مجھ سے پوچھا، "تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟" مَیں نے جواب دیا، "مَیں مسافر ہوں اور آسمانی شہر کو جا رہا ہوں۔" پھر اُس نے کہا، "تم بھلے مانس معلوم ہوتے ہو۔ کیوں نہ تم میرے ساتھ

---

[a] امثال 14:22
[b] امثال 5:5
[c] ایوب 1:31

رہو؟ مَیں اچھی خاصی مزدوری دوں گا۔" مَیں نے اُس کا نام پوچھا تو اُس نے کہا، "میرا نام بابو آدمِ اوّل ہے، اور مَیں دھوکا نگر میں رہتا ہوں۔"[a] مَیں نے پوچھا، "آپ کا کیا کاروبار ہے، اور کیا مزدوری دیں گے؟" اُس نے کہا، "میرے کاروبار میں ہر قسم کا عیش و آرام ملتا ہے، اور مزدوری یہ کہ آخر کو میرے وارث بن جاؤ گے۔"

مَیں نے سوال کیا، "آپ کے گھر کا انتظام کیسا چلتا ہے؟ وہاں اَور کون سے نوکر ہیں؟" اُس نے کہا، "میرے ہاں دنیا کی تمام عمدہ عمدہ چیزیں ملتی ہیں، اور میرے نوکر میرے اپنے بچّے ہیں۔" مَیں نے پوچھا، "آپ کے کتنے بال بچے ہیں؟" تو اُس نے کہا، "صرف تین بیٹیاں ہیں جن کے نام 'جسم کی بُری خواہشات،' 'آنکھوں کا لالچ' اور 'اپنی ملکیت پر فخر' ہیں۔[b] چاہو تو اِن سے تمہاری شادی کرا دوں گا۔" پھر مَیں نے پوچھا، "مجھے کتنی دیر تک آپ کے ہاں رہنا ہو گا؟" اُس نے کہا، "جب تک مَیں جیتا رہوں تم میرے ساتھ رہنا۔"

مومن: آخر کو تمہارے اور اُس کے درمیان کوئی بات بن گئی؟

---

[a] افسیوں 22:4

[b] 1یوحنا 16:2

وفادار: پہلے تو مَیں اُس کی باتوں کی طرف کچھ مائل ہوا کہ اُس کے ساتھ جاؤں، کیونکہ اُس کا انداز مجھے کافی حد تک اچھا لگا۔ لیکن جب باتیں کرتے کرتے مَیں نے اُس کے ماتھے پر دھیان دیا تو اُس پر یہ لکھا دیکھا، "اپنے پرانے انسان کو اُس کے پرانے چال چلن سمیت اُتار دینا"[a]

[a] افسیوں 22:4؛ رومیوں 6:6؛ کُل 9:3

مومن: پھر کیا ہوا؟

وفادار: مَیں تو سخت گھبرا گیا، اور یہ بات میرے ذہن میں بیٹھ گیا کہ جو بھی وہ کہے اور کتنی ہی خوشامد کیوں نہ کرے جب وہ مجھے گھر لے گیا تو ضرور غلامی میں فروخت کر ڈالے گا۔ اِس لئے مَیں نے کہا، "بس معاف کیجئے۔ مَیں آپ کے ہاں نہیں جاؤں گا۔" تب اُس نے گالیاں دینی شروع کیں اور کہنے لگا، "آگے بڑھ تو سہی۔ مَیں تیرے پیچھے ایک ایسا آدمی بھیجتا ہوں جو راہ میں تیری زندگی تلخ کر ڈالے گا۔"

مَیں اُس کی طرف سے پھرا، لیکن آگے بڑھتے ہی اُس نے میرے بدن کو پکڑ کر پیچھے سے ایسا مروڑا جیسے اُس نے میرے بدن کا ٹکڑا کاٹ لیا ہو، یہاں تک کہ مَیں بے اختیار چلا اُٹھا، "ہائے، میری حالت کتنی بُری ہے!"[a]

اُس وقت مَیں پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ آدھی راہ پر کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی میرے پیچھے ہَوا کی سی تیزی سے دوڑا آ رہا ہے۔ مسافروں کی آرام گاہ تک پہنچتے پہنچتے اُس نے مجھے آ لیا۔

---

[a] رومیوں 24:7؛ گل 17:5

مومن: اُسی جگہ مَیں تو آرام کرنے بیٹھ کر سو گیا تھا، اور سوتے سوتے راہ کا پروانہ گر گیا تھا۔

وفادار: بھائی پہلے میری تو سن لو۔ اُس نے آتے ہی اُس نے مجھے یوں زمین پر پٹخ دیا کہ مَیں مُردہ سا پڑا رہا۔ جب ذرا ہوش آیا تو مَیں نے اُس سے پوچھا، "کیوں صاحب، اپنے بندے سے ایسی بدسلوکی؟" اُس نے کہا، "تیرا دل بابو آدمِ اوّل کی طرف مائل ہے۔" یہ کہتے ہی اُس نے میرے سینے پر ایک اَور ضرب لگائی، یوں کہ مَیں پیٹھ کے بل گر پڑا اور دوبارہ مردہ سا پڑا رہا۔ جب پھر ہوش آیا تو منت کی، "صاحب، مجھ پر رحم کیجئے۔" لیکن اُس نے کہا، "مَیں رحم کرنا جانتا ہی نہیں۔" پھر مجھے مار کر زمین پر پٹخ دیا۔ بلاشبہ وہ مجھے مار ہی ڈالتا، لیکن کسی اَور نے آ کر اُسے روک دیا۔

مومن: وہ کون تھا جس نے اُسے روک دیا؟

وفادار: پہلے تو مَیں نے اُسے نہ پہچانا، لیکن جب وہ میرے پاس سے گزرا تو مَیں نے اُس کے ہاتھوں اور پہلو کے سوراخ کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ تو میرا خداوند ہے۔ تب کچھ سنبھل کر مَیں چڑھتا ہوا آگے بڑھا۔

مومن: وہ آدمی جس نے تمہارا پیچھا کر کے تمہیں آپکڑا موسیٰ ہی تھا۔ وہ کسی کو نہیں چھوڑتا۔ جو اُس کی شریعت کی خلاف ورزی کریں اُن پر وہ رحم کرنا نہیں جانتا۔

وفادار: آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ جب مَیں اب بربادنگر میں رہتا تھا تو اُسی نے آ کر مجھے کہا کہ یہاں سے نہ نکلا تو تمہارے گھر بار کو جلا کر راکھ میں ملا دوں گا۔

مومن: جس پہاڑ پر موسیٰ ملا کیا تم نے اُس کی چوٹی پر کوئی مکان نہ دیکھا؟

وفادار: ہاں اور شیروں کو بھی، لیکن شاید وہ سوئے ہوئے تھے، کیونکہ قریباً دوپہر کا وقت تھا۔ دن ابھی بہت باقی تھا، اِس لئے مَیں نہ ٹھہرا بلکہ پہاڑ سے نیچے اُتر آیا۔

مومن: ہاں، چوکیدار نے مجھے بتایا کہ اُس نے تمہیں جاتے دیکھا۔ کاش تم وہاں ٹھہرے ہوتے، کیونکہ وہاں تم ایسی ایسی چیزیں دیکھتے جو مرتے دم تک بھولنے کی نہیں۔ خیر، کیا تمہیں فروتنی کی وادی میں کوئی ملا؟

وفادار: ہاں، ناخوش نامی ایک آدمی نے مجھے واپس جانے کی بڑی کوشش کی۔ وہ بولا کہ یہاں عزت بالکل نہیں ملتی۔ اُس نے یہ بھی کہا، "وہاں جانے سے تم اپنے سب دوستوں مثلاً فخر، گھمنڈ، خودپسندی اور دُنیاوی جلال کو ناراض کرو گے۔ دوسرے جان پہچان بھی وادی میں سے گزرنے کی یہ بے وقوفی سن کر تم سے بہت ناراض ہو جائیں گے۔"

مومن: تم نے کیا جواب دیا؟

وفادار: مَیں نے کہا، "وہ میری دوستی کا دعویٰ کر تو سکتے ہیں، کیونکہ وہ ضرور میرے جسمانی رشتے دار ہیں۔ لیکن سفر پر روانہ ہوتے وقت اُنہوں نے رشتہ توڑ دیا، اور مَیں نے بھی اُنہیں رد کیا ہے۔ اِس وجہ سے اب تو اُن کا میرے ساتھ تعلق پردیسیوں جیسا ہے۔ جہاں وادی کی بات ہے، تم نے اُلٹی سیدھی باتیں کی ہیں۔ کیونکہ 'تباہ ہونے سے پہلے انسان کا دل مغرور ہو جاتا ہے، عزت ملنے سے پہلے لازم ہے کہ وہ فروتن ہو جائے۔'[a] اِسی لئے مجھے اُن چیزوں کی پروا نہیں جو تجھے پسند ہیں بلکہ فروتنی کی وادی میں سے گزر کر عزت پانا چاہتا ہوں۔"

---

[a] امثال 12:18

مومن: کیا تمہیں وادی میں کوئی اَور بھی ملا؟

وفادار: ہاں شرم نامی ایک آدمی ملا۔لیکن اگر کسی کو الٹ نام دیا گیا تو اُسی کو۔ اُس کا زیادہ مناسب نام بے شرم ہوتا۔

مومن: کیوں، اُس نے تم سے کیا کہا؟

وفادار: وہ تو مذہب ہی کے خلاف ہے۔ وہ کہتا ہے کہ دین کی باتوں کا خیال بزدل اور ذلیل لوگ رکھتے ہیں۔ حساس ضمیر نامردی کا نشان ہے۔ جو اپنے اچھے چال چلن پر زور دے کر جدید دَور کے نخروں کو جگہ نہیں دیتا وہ ایسی سخت زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے کہ اُس کی ساری دلیری، گرم جوشی اور آزادی جاتی رہتی ہے۔ اِس سے وہ پوری دُنیا کے لئے مذاق کا نشانہ بن جاتا ہے۔

اُس نے یہ بھی اعتراض کیا کہ دُنیا کے بہت کم بزرگ، سائنس دان اور امیر تمہارے ہم خیال ہیں۔[a] جن کو مسافر بننے کی دعوت دی جاتی ہے اُن میں سے کم ہی کسی مشکوک فائدے کے لئے سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ مسافر زندگی کا معیار کم رکھنے پر راضی ہوتے ہیں۔ سائنس کے بارے میں بھی اُنہیں کوئی عِلم حاصل نہیں ہوتا۔

اُس نے اَور بہت سی باتیں کیں۔ وہ بولا کہ کیا یہ شرم کی بات نہیں جب کوئی روحانی نصیحتیں سنتے وقت کراہے اور پھر آہ و نالہ کرتے

---

[a] 1 کرنتھیوں 26:1؛ 18:3؛ فلپیوں 3:7-9؛ یوحنا 48:7

ہوئے اپنے گھر واپس لَوٹے؟ کیا یہ شرم کی بات نہیں جب کوئی ذرا سی غلطی پر پڑوسی سے معافی مانگے؟ کیا یہ شرم کی بات نہیں جب کوئی اپنی چرائی ہوئی چیز مالک کو واپس دے؟ دین کے باعث انسان بڑوں کے سامنے عجیب و غریب حرکتیں کرنے لگتا ہے، کیونکہ وہ حد سے زیادہ سنجیدگی سے ہر چھوٹی موٹی غلطی پر دھیان دینے لگتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ مذہبی برادری کی وجہ سے کمینوں سے محبت رکھنے لگتا ہے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں؟

مومن: اورتم نے اُس کو کیا جواب دیا؟

وفادار: پہلے تو مَیں ایسا حیرت زدہ سا ہو گیا کہ مجھ سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اُس نے مجھے یہاں تک تنگ کیا کہ مجھے شرم آنے لگی، ہاں شکست کا احساس ہونے لگا۔ مَیں بڑی اُلجھن میں پڑ گیا۔لیکن پھر مجھے یاد آیا کہ لوگ جس چیز کی بہت قدر کرتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔[a] یہ بندہ مجھے آدمیوں کے بارے میں تو بہت کچھ مگر خدا اور اُس کے کلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتا رہا۔ مَیں نے یہ بھی سوچا کہ

[a] لوقا 15:16

عدالت کے دن ہم جدید دَور کے نخروں کی بنا پر زندگی یا موت نہیں پائیں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے قانون اور دانائی کے مطابق۔

اِس لئے جو کچھ خدا کہتا ہے وہ سب سے اچھا ہے، گو ساری دُنیا اِس کے خلاف کیوں نہ ہو۔ "اب دیکھو اے شرم بابو، خدا کی مرضی ہے کہ ہم حساس ضمیر رکھیں۔ وہی فرماتا ہے کہ جو آسمان کی بادشاہی کے لئے نادان ٹھہرتے ہیں وہی دانا ہیں۔ جو غریب آدمی مسیح کو پیار کرتا ہے وہ دُنیا کے ہر اُس دولت مند سے امیر ہے جو مسیح سے نفرت رکھتا ہو۔ اِس لئے اے شرم بابو، دُور ہو جا! تُو تو میری نجات کا دشمن ہے۔ مَیں کس طرح اپنے مالک اور اُس کے خادموں کو چھوڑ کر تجھے قبول کروں! ایسا کیا تو اُسے کیونکر منہ دکھاؤں گا جب آئے گا۔[a] اگر مَیں اب اُس کی راہ اور اُس کے خادموں سے شرماؤں تو برکت کی اُمید کیسے رکھ سکتا ہوں؟"

لیکن یہ شرم بڑا شیطان تھا۔ مَیں نے مشکل سے اُس سے پیچھا چھڑایا، کیونکہ وہ میرے پیچھے کھسکتے کھسکتے مذہب کے خلاف باتیں

---

[a] مرقس 38:8

میرے کانوں میں پُھسپُھساتا ہی رہا۔ مگر آخرکار مَیں نے اُسے کہہ دیا، "تمہاری یہ سب کوششیں بے فائدہ ہیں، کیونکہ جن چیزوں کو تم ناچیز سمجھتے ہو میری نظر میں اُن ہی کی قدر ہیں۔" جب وہ مجھ سے جدا ہو گیا تو مَیں نے خوشی سے گیت گایا۔

مومن: بھائی مَیں خوش ہوں کہ تم نے ایسی دلیری سے اُس شیطان کا مقابلہ کیا۔ یہ سچ ہے کہ اُس نے اُلٹا نام پایا ہے۔ ہاں وہ بے باکی سے بازاروں میں ہمارا پیچھا کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے ہمیں شرمندہ کرتا ہے یعنی ہمیں اُن باتوں سے شرمندہ کرانا چاہتا ہے جو نیک ہیں۔ اگر وہ خود شوخ نہ ہوتا تو کبھی ایسی بے شرمی نہ کرتا۔ لازم ہے کہ ہم ہمیشہ اُس کا مقابلہ کرتے رہیں۔ شیخی مارنے کے باوجود وہ اپنی حرکتوں سے صرف یہ دکھاتا ہے کہ وہ خود احمق ہے۔ سلیمان نے فرمایا، "دانش مند میراث میں عزت پائیں گے جبکہ احمق کے نصیب میں شرمندگی ہو گی۔"[a]

وفادار: ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ کام یابی سے شرم بابو کا مقابلہ کرسکیں تاکہ ہم دنیا میں دلیری سے سچائی پر قائم رہیں۔

---

[a] امثال 35:3

مومن: سچ کہتے ہو۔ اب بتاؤ، کیا کوئی اَور وادی میں ملا؟

وفادار: نہیں، مَیں دن ہی کے وقت اُس وادی سے نکل آیا۔ تاریک ترین وادی سے بھی میرا گزر دن کے وقت ہوا۔

مومن: تو اچھا رہا۔ فروتن کی وادی میں قدم رکھتے ہی میرا اُس پلید شیطان ہلاکو سے سامنا ہوا۔ بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔بس لڑتے لڑاتے مجھے لگا کہ اب میرا انجام قریب ہے۔ کیونکہ اُس نے مجھے اُٹھا کر پٹک دیا اور پاؤں تلے کچلنے لگا گویا مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔ جب میری تلوار بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اُس نے کہا، "اب مَیں تجھ سے نپٹ چکا ہوں۔" لیکن مَیں نے خدا سے فریاد کی اور اُس نے میری سن کر مجھے رہائی بخشی۔

بعد اِس کے مَیں تاریک ترین وادی میں داخل ہوا اور آدھی راہ تک کچھ روشنی نہ پائی۔ وہاں میرے دل میں بار بار خیال آتا رہا کہ میرا کام تمام ہوا چاہتا ہے۔لیکن آخرکار پو پھٹی، دن چڑھا اور باقی راہ آرام سے کٹی۔

باتونی

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ چلتے چلتے ایک آدمی دکھائی دیا جس کا نام باتونی تھا۔ وہ اُن کے ساتھ لیکن راستے کے دوسرے کنارے چل رہا تھا، کیونکہ وہاں راستہ کچھ چوڑا تھا۔ اُس کا قد لمبا تھا، اور دُور سے دیکھا جائے تو شکل و صورت ٹھیک ٹھاک لگ رہی تھی۔

وفادار: بھائی کدھر؟ کیا آسمانی ملک کو جا رہے ہیں؟

باتونی: ہاں، اُدھر ہی کو جا رہا ہوں۔

وفادار: خوب، کیا ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں گے؟

باتونی: بڑی خوشی سے۔

وفادار: آئیں، ہم اکٹھے چلیں اور مفید باتیں کریں۔

باتونی: اچھی باتیں کرنے سے بہت مزہ آتا ہے۔ مَیں خوش ہوں کہ آپ جیسے لوگوں سے میل ہوا جن کا رجحان اِس طرف ہے۔ سچ پوچھیں تو ایسے لوگ بہت کم ملتے ہیں جو سفر میں اپنا وقت یوں گزارتے ہیں۔ اکثر فضول باتیں کرتے ہیں، اور اِس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

وفادار: بے شک یہ افسوس کی بات ہے۔ جب ہم روحانی باتوں پر دھیان دیتے ہیں تو یہ سب سے مفید کام ہوتا ہے۔

باتونی: مجھے آپ کی باتیں بہت پسند ہیں۔ بے شک خدا کی باتوں سے بڑھ کر مفید اور دل کش باتیں کہاں پائی جاتی ہیں! کن باتوں سے ایسی خوشی حاصل ہوسکتی ہے! جو تاریخی یا پوشیدہ باتوں یا معجزات پر

بات کرنے میں دل چسپی رکھتا ہے وہ ایسی من موہنی باتیں اَور کہاں پائے گا!

وفادار: آپ کی بات صحیح ہے لیکن اِن باتوں پر غور کرنے کا پہلا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم اِن سے فائدہ اُٹھائیں۔

باتونی: یہی تو مَیں کہتا ہوں کہ ایسی باتیں کرنے کا بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یوں انسان بہت سی باتوں کا علم حاصل کرتا ہے۔ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی چیزیں باطل اور آسمانی چیزیں فائدے کا باعث ہیں۔ وہ جان لیتا ہے کہ نئے سرے سے پیدا ہونا ضروری ہے، کہ انسان کے اپنے نیک اعمال ناکافی ہیں اور کہ نجات کے لئے مسیح کی راست بازی ضروری ہے۔ ہاں، ایسی باتیں کرنے سے انسان توبہ کرنا، ایمان لانا، دعا مانگنا اور دُکھ سہنا وغیرہ سیکھ لیتا ہے وغیرہ۔

وفادار: یہ سب کچھ سچ ہے۔ مَیں یہ کچھ سن کر بڑا خوش ہوں۔

باتونی: افسوس بہت تھوڑے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیشہ کی زندگی پانے کے لئے ایمان اور دل میں فضل کے کام کی ضرورت

ہے۔ اِس لئے وہ شریعت کے کاموں پر بھروسا رکھتے ہیں حالانکہ اِس سے انسان کسی طرح آسمانی بادشاہی کو پا نہیں سکتا۔

وفادار: لیکن میری بات سنئے۔ ایسا روحانی علم صرف خدا سے ملتا ہے۔ کوئی بھی اپنی ہی محنت یا صرف بات کرنے سے اِنہیں نہیں پا سکتا۔

باتونی: یہ سب کچھ مَیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کوئی بھی جب تک کہ اُسے آسمان سے نہ دیا جائے کچھ نہیں پا سکتا۔ کاموں سے کچھ نہیں بلکہ سب کچھ فضل سے ہے۔ اِس کے ثبوت میں مَیں پاک نوشتوں کے سینکڑوں حوالے دے سکتا ہوں۔

وفادار: اچھا ہم اِس وقت کس مضمون پر بات کریں؟

باتونی: جس پر آپ چاہیں۔ مَیں آسمانی یا زمینی، اخلاقی یا انجیلی، مذہبی یا غیر مذہبی، گزشتہ یا آئندہ، دیسی یا پردیسی، بنیادی یا ثانوی باتوں پر گفتگو کرنے کو تیار ہوں۔ شرط یہ ہے کہ ہمیں اِس سے فائدہ پہنچے۔

وفادار بڑا حیران ہوا اور مومن کے نزدیک جا کر آہستہ سے کہا، "ہم نے کیا اچھا ساتھی پایا ہے! بے شک یہ بڑا اچھا ہم سفر نکلے گا۔

مومن مسکرا کر بولا، "یہ آدمی جو تمہیں اِتنا اچھا لگتا ہے اپنی زبان سے اکثر اُن ہی کو دھوکا دیتا ہے جو اُس سے واقف نہیں ہوتے۔"

وفادار: کیا آپ اُسے جانتے ہیں؟

مومن: جانتا؟ بڑی اچھی طرح سے۔

وفادار: بتاؤ تو سہی یہ کون ہے؟

مومن: اِس کا نام باتونی ہے۔ یہ ہمارے ہی شہر میں رہتا ہے۔ مَیں حیران ہوں کہ تم اُسے نہیں جانتے۔ خیر ہمارا شہر بڑا ہے نا!

وفادار: وہ کس کا بیٹا اور کس محلے میں رہتا ہے؟

مومن: وہ بکواسی کا بیٹا ہے اور بک بک بازار میں رہتا ہے۔ اپنے جان پہچانوں میں وہ بک بک بازار والا باتونی کے نام سے مشہور ہے۔ زبان تو میٹھی ہے لیکن ہے ناکارہ آدمی۔

وفادار: دیکھنے میں تو شریف معلوم ہوتا ہے۔

مومن: ہاں، ناواقف شخص کو تو بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں کچھ اَور ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اَور دکھانے کے اَور۔ اِس کی اصل حالت دیکھنا چاہو تو اُس کے گھر میں جا کر دیکھو۔

وفادار: تمہارے مسکرانے سے تو لگتا ہے کہ صرف مذاق کر رہے ہو۔

مومن: خدا نہ کرے کہ مَیں مذاق کروں یا کسی پر تہمت لگاؤں۔ اُس کے بارے میں مَیں اَور بھی بتاتا ہوں۔سنو، یہ بندہ ہر طرح کے لوگوں سے ملتا ہے اور ہر طرح کی گفتگو کرتا ہے۔ جیسا اب آپ سے باتیں کرتا ہے ویسا ہی شراب خانے میں لوگوں سے کرتا ہے۔ اور جتنی شراب دماغ کو چڑھی ہو گی اُتنی ہی منہ میں اُلٹی سیدھی باتیں بھی ہوں گی۔ مذہب نہ تو اُس کے دل میں ہے نہ اُس کے گھر اور نہ اُس کی بول چال میں۔ بس جو کچھ ہے لفظ ہی لفظ ہیں۔

وفادار: مطلب یہ ہوا کہ مَیں نے اُس سے بڑا دھوکا کھایا ہے۔

مومن: بے شک تم نے دھوکا کھایا۔ وہ کہاوت یاد رکھو کہ "وہ خود اپنی تعلیم کے مطابق زندگی نہیں گزارتے۔" لیکن "اللہ کی بادشاہی خالی

باتوں سے ظاہر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی قدرت سے۔"[a] دعا، توبہ، ایمان اور نئی پیدائش کا ذکر تو وہ اکثر کرتا رہتا ہے، لیکن زبانی اور بس۔ مَیں اُس کے گھر ٹھہر چکا ہوں اور اُسے گھر میں اور باہر بھی دیکھا ہے۔ اِس لئے جو کہتا ہوں بالکل سچ ہے۔ اُس کا گھر دین داری سے ایسا خالی ہے جیسا انڈے کی سفیدی مزے سے۔ وہاں دعا یا گناہ سے توبہ کا نام و نشان تک نہیں ہوتا۔ جانور تو اُس سے کہیں بہتر خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ سچے ایمانداروں کے لئے شرم کا باعث ہے۔[b] جس محلے میں وہ رہتا ہے وہاں کوئی نہیں اُس کی تعریف کرتا ہے۔ جو اُسے جانتے ہیں وہ سب کہتے ہیں، "باہر ولی گھر میں شیطان۔"

اُس کے گھرانے کا بھی یہی تجربہ ہے۔ وہ اِتنا بدمزاج، بدزبان اور ظالم ہے کہ اُس کے نوکر نہیں جانتے کہ کس طرح اُس سے نپٹیں۔ جن لوگوں کا اُس سے لین دین ہے وہ کہتے ہیں کہ اُس کی نسبت کسی ڈاکو

---

[a] متی 3:23؛ 1 کرنتھیوں 20:4

[b] رومیوں 2:24-25

سے خرید و فروخت کرنا کہیں بہتر ہے۔ بلکہ وہ تو ڈاکوؤں کے بھی کان کاٹتا ہے۔

ساتھ ساتھ وہ اپنے بیٹوں کو بھی اپنی کرتوتیں سکھاتا ہے۔ اگر اُن میں خدا کا خوف اور حساس ضمیر کی جھلک نظر آئے تو باتونی اُنہیں بے وقوف، ڈرپوک اور نکما کہہ کر کاروبار سے نکالتا اور دوسروں کے سامنے اُن کی سفارش نہیں کرتا۔ اُس نے اپنی بدچلنی سے بہتوں کو ٹھوکر کھلائی اور راہ سے پھیر دیا ہے، اور اگر خدا نے اُسے نہ روکا تو وہ اَوروں کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو گا۔

وفادار: بھائی مجھے تمہاری باتوں پر یقین ہے، نہ صرف اِس لئے کہ تم اُسے جانتے ہو بلکہ اِس لئے بھی کہ مسیح کی روح میں یہ کچھ بتا رہے ہو۔ بے شک تم بدنیتی سے یہ سب کچھ نہیں کہہ رہے ہو بلکہ اِس لئے کہ یہ باتیں سچ ہیں۔

مومن: اگر مَیں اُس سے واقف نہ ہوتا تو شاید اُس کے بارے میں ویسا ہی خیال کرتا جیسا تم نے کیا۔ اور اگر یہی باتیں اُن لوگوں سے سنتا جو سچی راہ کے دشمن ہیں تو اُن کی باتوں کو تہمت سمجھتا۔ کیونکہ

بُرے لوگ بھلے مانسوں کو اکثر بُرا بھلا ہی کہتے رہتے ہیں۔ لیکن مَیں اَور بھی بہت سی بُری باتیں جانتا ہوں جو اُس سے سرزد ہوئی ہیں۔ شریف لوگ اُس سے پرے رہتے ہیں۔ وہ اُسے نہ تو بھائی کہتے ہیں نہ دوست بلکہ اُس کے نام کے ذکر سے ہی اُنہیں شرم آتی ہے۔

وفادار: بے شک کہنا اَور ہے اور کرنا اَور۔ آئندہ مَیں اِس فرق پر زیادہ دھیان دوں گا۔

مومن: بے شک قول اور فعل میں ایسا ہی فرق ہے جیسا جان اور بدن میں۔ جیسے بدن بغیر جان کے گلی سڑی لاش ہے اُسی طرح کہنا بغیر کرنے کے گلی سڑی لاش جیسا بے جان ہے۔[a] عمل ایمان کی جان ہے۔ "خدا باپ کی نظر میں دین داری کا پاک اور بے داغ اظہار یہ ہے، یتیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال کرنا جب وہ مصیبت میں ہوں اور اپنے آپ کو دنیا کی آلودگی سے بچائے رکھنا۔"[b] باتونی کو اِس کی خبر

---

[a] یعقوب 26:2
[b] یعقوب 27:1

نہیں۔ اُس کا خیال ہے کہ صرف سننے اور کہنے سے ہی آدمی اچھا مومن بن جاتا ہے۔ یوں وہ اپنے دل کو فریب دیتا ہے۔

سننا تو فقط بیج بونے کا عمل ہے۔ اِس سے ثابت نہیں ہوتا کہ دل اور زندگی میں پھل ہے یا نہیں۔ صرف کہنا ہی کافی نہیں۔ آخرت میں لوگوں کی عدالت اُن کے پھلوں کے مطابق ہو گی۔[a] تب یہ نہ پوچھا جائے گا کہ "کیا تم ایمان لائے؟" بلکہ یہ کہ "کیا تم عمل کرنے والے تھے یا صرف کہنے والے؟" اِسی کے مطابق اُن کی عدالت ہو گی۔ آخرت فصل کی طرح ہو گی۔[b] فصل ہوتے وقت پھل ہی پر دھیان دیا جاتا ہے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر سچے کام میں ایمان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مَیں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ عدالت کے دن باتونی کا ایمان کیسا ناچیز اور بے بنیاد ٹھہرے گا۔

اُس جیسے لوگ ٹھنٹھناتا ہوا پیتل اور جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہیں۔[c] یہ چیزیں بجتی تو ہیں، مگر بے جان ہیں۔ مطلب ہے کہ ایسے لوگوں میں نہ

---

[a] متی 23:13
[b] متی 13:36-43
[c] 1 کرنتھیوں 13:1-13

حقیقی ایمان ہے اور نہ انجیل کا فضل۔[a] وہ کبھی بھی آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہوں گے چاہے وہ فرشتوں کی سی من موہنی آواز کیوں نہ نکالیں۔

وفادار: مجھے تو پہلے ہی اُس کی صحبت کا اِتنا شوق نہیں تھا۔ مگر اب تو مَیں اُس سے بالکل اُکتا گیا ہوں۔ اُس سے کیسے چھٹکارا پاؤں؟

مومن: اگر خدا اُس کے دل کو چُھو کر نہ بدلے تو وہ جلد ہی تم سے بھی اُکتا جائے گا۔

وفادار: آپ کی کیا صلاح ہے؟

مومن: ایمان کی قوت کے بارے میں اُس سے بات کرو۔ وہ مان لے گا کہ ایمان میں قوت پائی جاتی ہے۔ تب اُس سے صاف صاف پوچھو، "کیا یہ قوت تمہارے دل، تمہارے گھر اور تمہارے کاروبار میں بھی ظاہر ہوتی ہے؟"

---

[a] 1 کرنتھیوں 7:14

تب وفادار نے ذرا آگے بڑھ کر باتونی سے پوچھا، "دوست، کیا خبر ہے؟"

باتونی: آپ کی دعا۔ میرا تو خیال تھا کہ اَور بہت سی باتیں کریں گے۔

وفادار: خیر اگر آپ چاہیں تو ہم اب شروع کریں۔ اچھا بتائیے، جب خدا کا نجات دینے والا فضل آدمی کے دل میں ہو تو وہ کیونکر ظاہر ہوتا ہے؟

باتونی: مطلب ہے کہ ہم الٰہی باتوں کی قوت پر بحث کریں۔ اچھا سوال ہے۔ مَیں خوشی سے اِس کا جواب دوں گا۔ پہلے، جب کسی کے دل میں خدا کا فضل آئے تو وہ گناہ کے خلاف شور مچانے لگتا ہے۔ دوسرے—

وفادار: ایک منٹ جناب، پہلے تسلی سے یہ بات صاف کریں۔ آپ کو کہنا چاہئے تھا کہ جب فضل کسی کے دل میں آئے تو وہ اپنے ہی گناہ سے گھن کھانے لگتا ہے۔

باتونی: کیوں صاحب، گناہ کے خلاف شور مچانے اور اپنے گناہ سے گھن کھانے میں کیا فرق ہے؟

وفادار: بڑا فرق ہے۔ بہت سارے لوگ گناہ کے خلاف شور مچاتے ہیں، حالانکہ اِس کا اُن کے اپنے گناہوں سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن جب کوئی اپنے ذاتی گناہوں سے گھن کھائے تو یہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔ مَیں نے دین کے بے شمار بزرگوں کو مجلس میں گناہ کے خلاف شور مچاتے سنا ہے حالانکہ اِس سے اُن کی زندگی اور چال چلن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

فوطی فار کی بیوی ایسی چلّائی کہ گویا بڑی پارسا ہے، حالانکہ وہ یوسف کے ساتھ زنا کرنا چاہتی تھی۔[a] بعض اونچی آواز سے گناہ کے خلاف بولتے ہوئے اُسے دل میں عزیز رکھتے ہیں، جیسے ماں بچے کو ایک لمحے تو چلّا چلّا کر بُرا بھلا کہتی ہے جبکہ اگلے ہی لمحے وہ اُسے پیار سے گلے لگا لگا کر چومتی ہے۔

---

[a] پَید 15:39

باتونی: معلوم ہوتا ہے کہ آپ میری باتوں کی صرف نکتہ چینی کرنا چاہتے ہیں۔

وفادار: نہیں، مَیں یہ باتیں صرف صحیح طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ بھلا وہ دوسری بات کیا ہے جس سے آپ کے دل میں فضل کا کام ثابت ہوتا ہے؟

باتونی: انجیلی رازوں کا گہرا علم۔

وفادار: یہ بھی غلط ہے، کیونکہ انجیل کے رازوں کا وسیع علم یہ نہیں ثابت کرتا کہ فضل دل میں کام کر رہا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کو پورا علم ہو اور پھر بھی خدا کا فرزند نہ ہو۔[a] جب مسیح نے شاگردوں سے پوچھا، "کیا تم سمجھتے ہو کہ مَیں نے تمہارے لئے کیا کیا ہے؟ ... اگر تم یہ جانتے ہو تو اِس پر عمل بھی کرو، پھر ہی تم مبارک ہو گے۔"[b] مطلب ہے کہ برکت علم پر مبنی نہیں ہوتی بلکہ خداوند کی باتوں پر عمل کرنے سے۔

---

[a] 1 کرنتھیوں 2:13

[b] یوحنا 13:12-17

غرض، جو علم پر عمل نہیں کرتا وہ خدا سے لاکھوں دُور ہے۔ ایسا شخص اپنے مالک کی مرضی جانتا تو ہے لیکن اُسے پورا نہیں کرتا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کو فرشتوں کا سا علم ہو اور پھر بھی ایمان نہ رکھے۔ اِس لئے تمہاری یہ بات صحیح نہیں۔علم باتونیوں اور شیخی مارنے والوں کو پسند ہے۔ لیکن جو عمل کرتا ہے وہ خدا کو خوش کرتا ہے۔

اِس کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر علم کے دل میں راستی پیدا ہو سکتی ہے، کیونکہ بغیر اِس کے وہ کچھ بھی نہیں۔ لیکن دو قسم کا علم ہوتا ہے: ایک تو وہ علم جو صرف ذہن اور زبان تک محدود رہتا ہے۔ دوسرا وہ جس میں محبت اور ایمان پایا جاتا ہے، جو آدمی کے دل میں خدا کی مرضی پوری کرنے کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ پہلا بولنے والے کے لئے کافی ہے مگر دوسرے کے بغیر سچا مومن مطمئن نہیں ہوتا۔ "مجھے سمجھ عطا کر تا کہ تیری شریعت کے مطابق زندگی گزاروں اور پورے دل سے اُس کے تابع رہوں۔"[a]

---

[a] زبور 119: 34

باتونی: آپ ابھی تک صرف میری بات پکڑنے کے لئے بحث کر رہے ہیں۔ اِس سے تو کچھ فائدہ نہیں۔

وفادار: چلو پھر کوئی اَور نشان بتائیے جس سے دل میں فضل کا کام ظاہر ہوتا ہے۔

باتونی: نہیں جی، کیا فائدہ؟ آپ مجھ سے کبھی اتفاق نہیں کریں گے۔

وفادار: اچھا اگر آپ اِس کا بیان نہیں کریں گے تو کیا مجھے اِسے پیش کرنے کا موقع دیں گے؟

باتونی: ہاں، فرمائیے۔

وفادار: سنئے، جب خدا کا فضل دل میں کام کرنے لگتا ہے تو اُس کا اثر ایک طرف دل کے مالک پر اور دوسری طرف پڑوسیوں پر ظاہر ہو جاتا ہے۔جس کے دل میں فضل ہو اُسے اپنے گناہ کی پہچان ملتی ہے۔ خاص کر اپنی فطرت کا بگاڑ اور بے اعتقادی اُس پر کھل جاتی ہے۔ اِس سے اُسے یقین ہو جاتا ہے کہ اگر مسیح پر ایمان لانے سے خدا کی رحمت مجھ پر نہ ہوئی تو مَیں ضرور ہلاک ہو جاؤں گا۔ اِن باتوں کے احساس سے

اُس کے دل میں گناہ کے باعث شرم اور رنج پیدا ہوتا ہے۔[a] اِس کے علاوہ اُس پر دنیا کا نجات دہندہ ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ یقین کہ اب سے مجھے جیتے جی اُس کی پیروی کرنا ہے۔ تب وہ اُس کا بھوکا پیاسا ہو کر نجات پاتا ہے۔

اب اپنے نجات دہندے پر جتنا پختہ اُس کا ایمان ہو گا اُتنی ہی اُس کی خوشی، اطمینان اور پاکیزگی سے محبت بڑھے گی۔ اور اُتنا ہی اُس کا اپنے نجات دہندے کو زیادہ بہتر جاننے اور اُس کی خدمت کرنے کا شوق بڑھے گا۔ تو بھی وہ مشکل ہی سے کہہ سکتا ہے کہ اُس میں فضل کا کام کس طرح ہو رہا ہے، کیونکہ اُس کی بگڑی ہوئی فطرت اور ناقص ذہن اُسے دھوکا دیتے رہتے ہیں۔ صرف سخت جانچ پڑتال کے بعد ہی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ کسی کی زندگی میں سچ مچ فضل کا کام ہو رہا ہے۔

پڑوسیوں پر فضل کا اثر یوں ظاہر ہوتا ہے: پہلے، دل میں مسیح پر ایمان لانے کے اِقرار سے۔ دوسرے، ایسی زندگی سے جو ایمان کے مطابق ہو یعنی دلی اور خاندانی پاکیزگی اور پاکیزہ چال چلن۔

---

[a] زبور 18:38؛ یرمیاہ 19:31؛ یوحنا 16:8-9؛ رومیوں 24:7؛ مرقس 16:16؛ گل 16:2؛ مکاشفہ 6:21

یوں خدا کا فضل اُسے اُبھارتا ہے کہ اپنے گناہ سے گھن کھائے۔ ہاں، اپنے گناہ کے سبب اپنے آپ سے بھی گھن کھائے۔ اپنے گھرانے سے بھی گناہ کو دُور کرے اور پاکیزگی کو دنیا میں بڑھائے۔ مگر نہ صرف باتوں ہی باتوں میں جیسے منافق اور باتونی کرتے ہیں بلکہ ایمان اور محبت سے کلام پر عمل کرنے سے۔[a]

جناب، جو کچھ مَیں نے فضل کے کام اور اُس کے اثر کے بارے میں بیان کیا اگر آپ کو اُس پر کچھ اعتراض ہو تو فرمائیے۔ ورنہ اجازت دیجئے کہ آپ سے دوسرا سوال پوچھوں۔

باتونی: نہیں، مجھے کچھ اعتراض نہیں۔ اپنا دوسرا سوال پیش کیجئے۔

وفادار: کیا آپ نے خود خدا کے اِس فضل کا تجربہ کیا ہے؟ اور کیا آپ کی زندگی اور چال چلن اِس کی گواہی دیتے ہیں؟ یا کیا آپ کا مذہب عمل اور سچائی پر مبنی نہیں بلکہ صرف زبانی ہے؟ مہربانی سے ایسا جواب دیں کہ خدا اور آپ کا ضمیر بھی آمین کہہ سکے۔ کیونکہ جو اپنے

[a] ایوب 42:5-6؛ زبور 50:23؛ حزقی ایل 20:43؛ متی 5:9؛ یوحنا 14:15؛ رومیوں 10:10؛ فلپیوں 1:27؛ 3:17-20

آپ کو منظور ٹھہراتا ہے وہ منظور نہیں ہوتا بلکہ وہی جسے خدا نے منظور ٹھہرایا۔

اِس پر باتونی پہلے تو شرما سا گیا لیکن پھر سنبھل کر جواب دیا:

باتونی: اب آپ تجربے، ضمیر اور خدا کی طرف آئے اور باتوں کی سچائی پر خدا کو گواہ لائے ہیں۔ مجھے آپ سے ایسی باتوں کی امید نہ تھی، نہ مَیں ایسے سوالوں کا جواب دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مَیں آپ کو اپنا منصف نہ بناؤں گا، چاہے آپ اپنے آپ کو بڑا دینی اُستاد کیوں نہ ٹھہرائیں۔ لیکن یہ تو بتائیے، آپ مجھ سے ایسے سوال کیوں کرتے ہیں؟

وفادار: آپ تو خود بحث مباحثہ کرنا چاہتے تھے۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ آپ اپنی باتوں پر عمل نہیں کرتے! سچ پوچھئے تو مَیں نے آپ کے بارے میں سنا ہے کہ آپ کی دین داری صرف باتوں ہی پر محدود رہتی ہے۔ آپ کی بات چیت سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا دینی اِقرار جھوٹا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ آپ مومنوں کے درمیان ایک داغ ہیں۔ سچا ایمان آپ کی بے ہودہ باتوں کے سبب بدنام ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ آپ کی بدچلنی سے ٹھوکر کھا چکے ہیں جبکہ کئی ایک کو اِس وجہ سے ہلاک ہونے کا خطرہ ہے۔ آپ کا اصلی دین تو یہی ہے: شراب خانہ، لالچ، گالی گلوچ، جھوٹ اور بُرے لوگوں کی صحبت۔ آپ سب مومنوں کے لئے شرم کا باعث ہیں۔

باتونی: واہ رے! تم نے اِدھر اُدھر کی خبریں سن کر کتنی جلدی سے فتویٰ دیا۔ لگتا ہے کہ تم چڑچڑا مزاج اور قنوطی آدمی ہو۔ ایسے شخص سے میرا کیا واسطہ؟ الوداع۔

مومن: (نزدیک آ کر رفیق سے) کیوں بھئی، مَیں نے کہا نہ تھا کہ انجام کیا ہو گا؟ دیکھو تمہاری باتوں اور اُس کی نفسانی خواہشوں میں ملاپ نہ ہو سکا۔ اِس سے پہلے کہ اُسے اپنی چال سدھارنا پڑے اُس نے تمہیں چھوڑ دیا۔ جانے دو، یہ اُس کا اپنا نقصان ہے۔ ورنہ ہمیں

خود اُسے چھوڑنا پڑتا، کیونکہ وہ ہماری صحبت میں داغ ہوتا۔ کلام فرماتا ہے کہ "اُن میں سے نکل آؤ اور اُن سے الگ ہو جاؤ۔"[a]

وفادار: تو بھی مَیں خوش ہوں کہ ہم نے اُس سے کچھ نہ کچھ بحث کی۔ شاید وہ کسی وقت اُن باتوں پر غور کرے۔ کم سے کم مَیں نے اُسے صاف

---

[a] 2 کرنتھیوں 17:6

صاف بات بتائی۔ اب اگر وہ ہلاک ہو تو مَیں اُس کے خون سے بَری ہوں۔

مومن: تم نے اچھا کیا کہ اُس سے یوں کھل کر باتیں کیں۔ آج کل مذہب کا ذکر ہی بہتوں کی ناک میں بدبو پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ جب دین داروں میں ایسے باتونی پائے جاتے ہیں تو دنیا پر غلط اثر پڑتا ہے، ایمان کو داغ لگتا ہے اور راست بازوں کو رنج پہنچتا ہے۔ کاش کہ ایسوں سے سب لوگ تمہاری ہی طرح سلوک کرتے۔ پھر وہ یا تو سُدھر جاتے یا مومنوں کی صحبت اُنہیں اِتنی دوبھر معلوم ہوتی کہ وہ اُسے چھوڑ بھاگتے۔

بُطلان میلا

مبشر کا مشورہ

آپس میں باتیں کرتے کرتے دونوں آگے بڑھے۔ اب وہ ویران سے علاقے میں سے گزر رہے تھے۔ تو بھی وہ اپنی باتوں کے باعث خوش رہے۔ جب وہ اِس ویران علاقے کو تقریباً طے کر چکے تھے تو وفادار نے مڑ کر دیکھا کہ ایک آدمی پیچھے چلا آ رہا ہے۔

وفادار: یہ کون ہے؟

مومن: (اُس کی طرف دیکھ کر) یہ تو میرا مہربان دوست مُبشّر ہے۔

وفادار: ہاں، وہ میرا بھی دوست ہے۔ وہی مجھے اِس راہ میں لایا۔

مُبشّر نے نزدیک پہنچ کر سلام کیا۔

مُبشّر: عزیزو، تم پر سلامتی ہو اور تمہارے مددگاروں پر بھی۔

مومن: خوش آمدید، خوش آمدید۔ آپ کو دیکھتے ہی مجھ پر آپ کی مہربانیاں اور محنتیں یاد آتی ہیں۔

وفادار: ہزار بار خوش آمدید۔ آپ کی صُحبت ہم ضرورت مندوں کے لئے کتنی برکت کا باعث ہے!

مُبشّر: میرے دوستو، ہماری پچھلی ملاقات کے بعد تم پر کیا کچھ گزرا؟ کس کس سے ملاقات ہوئی اور تمہارا سلوک کیسا رہا؟

تب مومن اور وفادار نے اُسے بتایا کہ وہ کن کن تکلیفوں سے گزر کر یہاں تک پہنچے۔

مُبشّر: مَیں نہایت خوش ہوں۔ اِس لئے نہیں کہ تم بہت سے امتحانوں میں پڑے بلکہ اِس لئے کہ تم غالب آئے اور بہت سی کمزوریوں کے باوجود اِس راہ میں آج تک قائم رہے۔ مَیں نے بویا اور تم نے کاٹا۔ اور وہ دن آنے والا ہے کہ "بیج بونے والا اور کٹائی کرنے والا دونوں مل کر خوشی منا سکیں۔"[a] شرط یہ ہے کہ تم قائم رہو۔ " کیونکہ ہم مقررہ وقت پر ضرور فصل کی کٹائی کریں گے۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہم ہتھیار نہ ڈالیں۔"[b]

اب وہ تاج جو لازوال ہے تمہارے سامنے دھرا ہے۔ اِس لئے ایسے دوڑو کہ تم ہی جیتو۔[c] بعض اُس تاج کے لئے دوڑتے دوڑتے دُور

---

[a] یوحنا 36:4

[b] گل 9:6

[c] 1 کرنتھیوں 24:9-27

تک نکل چکے ہیں لیکن پھر کوئی دوسرا آ کر اُسے اُن سے چھین لیتا ہے۔ اِس لئے جو کچھ تمہارے پاس ہے اُسے مضبوطی سے تھامے رکھو تاکہ کوئی تم سے تمہارا تاج چھین نہ لے۔[a]

تم اب تک میدانِ جنگ میں چل رہے ہو۔ اب بھی شیطان تمہیں اپنی گولیوں سے مار ڈال سکتا ہے۔ ابھی تک تمہیں خون بہانے تک گناہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ آسمانی بادشاہی کو ہمیشہ نظروں میں رکھو، اور اَن دیکھی چیزوں پر مضبوط ایمان لاؤ۔ اِس دنیا کی کسی چیز کو اپنے دل میں گھر کرنے نہ دو۔ خاص کر اپنے دل اور اُس کی شہوتوں کی خوب نگہبانی کرو، کیونکہ دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز ہے۔ ہاں، وہ نہایت فاسد ہے۔ لازم ہے کہ تم اپنا چہرہ چقماق کے پتھر جیسا سخت کر دو۔ آسمان اور زمین کی ساری قوتیں تمہارے حق میں ہیں۔

مومن: (شکریہ ادا کرکے) مہربانی سے مزید سکھائیے جو اِس باقی راہ میں ہمارے لئے مفید ہو۔ آپ تو نبی ہیں۔ جو کچھ ہم پر ہونے والا ہے اُس کی آپ خبر دے سکتے ہیں تاکہ ہم اُس پر غالب آئیں۔

---

[a] مکاشفہ 11:3

مُبشّر: میرے بچو، تم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ لازم ہے کہ ہم بہت سی مصیبتوں میں سے گزر کر اللہ کی بادشاہی میں داخل ہوں۔[a] ہر شہر میں قید اور مصیبت تمہارے لئے تیار ہے۔[b] تمہیں بھی کسی نہ کسی صورت میں اُن کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کچھ نہ کچھ تو یہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے، لیکن جلد ہی تم پر مزید مصیبتیں آئیں گی۔

اب تم اِس ویران علاقے کو پار کرنے کو ہو۔ جلد ہی تم ایک شہر میں پہنچو گے جہاں دشمن تمہیں گھیر کر یہاں تک تنگ کرے گا کہ تمہیں مار ڈالنے پر اُتر آئے گا۔ تم میں سے کم سے کم ایک کو اپنے خون سے اپنے ایمان پر مُہر کرنی ہو گی۔ لیکن موت تک وفادار رہو تو بادشاہ تجھے زندگی کا تاج دے گا۔[c]

جسے وہاں مار ڈالا جائے اُس کا حال دوسرے سے بہتر ہو گا چاہے اُسے کتنا دکھ کیوں نہ سہنا پڑے۔ نہ صرف اِس لئے کہ وہ آسمانی شہر میں جلد پہنچ جائے گا، بلکہ اِس لئے بھی کہ وہ اُن تمام مصیبتوں سے بچا

---

[a] اعمال 22:14
[b] اعمال 23:20
[c] مکاشفہ 10:2

رہے گا جو دوسرے کو اپنے باقی سفر میں سہنی پڑیں گی۔ لیکن جب تم اُس شہر میں پہنچ کر میری باتیں سچ پاؤ تو اپنے دوست کو یاد کرنا، جواں مردی دکھانا اور اپنی جانوں کو وفادار خالق کے سپرد کرنا۔[a]

[a] 1 پطرس 19:4

میلے میں

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ویران علاقہ چھوڑتے ہی اُنہوں نے اپنے سامنے ایک شہر دیکھا جس کا نام بطلان تھا۔ وہاں ایک میلا لگتا ہے جسے بطلان میلا کہتے ہیں۔ یہ میلا سال بھر لگا رہتا ہے۔ وہ بطلان ہی بطلان ہے۔[a] وہاں کی بِکنے والی چیزیں گاہکوں سمیت سب بطلان ہی ہیں۔[b] یہ میلا قدیم سے چلا آتا ہے۔ مَیں اِس کے قائم ہونے کا کچھ حال بتاتا ہوں:

قدیم زمانے میں بھی مسافر آسمانی شہر کو جایا کرتے تھے۔ جب بعل زبول، ہلاکو اورلشکر نامی دشمنوں کو پتہ چلا کہ مسافروں کی راہ اِس شہر سے ہو کر چلتی ہے تو اُنہوں نے ایک میلا قائم کیا جس میں سال بھر ہر قسم کا بطلان بیچا جائے۔ اِس میلے میں مکان، زمینیں، کاروبار، عہدے، سربلندیاں، عزت، مملکتیں، سلطنتیں، شہوتیں اور ہر قسم کی عشرتیں بِکتی ہیں مثلاً کسبیاں، شوہر، بال بچے، مالک، نوکر چاکر، زندگیاں، خون، بدن، جانیں، چاندی، سونا، موتی اور جواہر وغیرہ وغیرہ۔

---

[a] واعظ 2:1

[b] واعظ 8:11؛ 2:1-14؛ 2:11-17؛ یسعیاہ 17:40

اِس میلے میں ہر وقت جعل سازیاں، دغابازیاں، قماربازیاں، کھیل اور تماشے ہوتے رہتے ہیں۔ ہر قسم کے احمق، بھانڈ، لُچے اور شُہدے پائے جاتے ہیں۔ یہاں چوری، قتل، زنا، جھوٹی قَسم کھانے والوں اور ہر قسم کی زیادتی کا تماشا دیکھا جاتا ہے۔

عام میلوں کی طرح یہاں بھی ایسے بازار اور چوک ہوتے ہیں جن میں خاص خاص چیزیں بِکتی ہیں، مثلاً انگریزی چوک، فرانسیسی چوک، اتالوی چوک، ہندوستانی چوک، ایرانی چوک وغیرہ۔ اُن میں قِسم قِسم کی بطلان بِکتی ہے۔

آسمانی شہر کی راہ اِسی شہر سے ہو کر جاتی ہے۔ جو بھی آسمانی شہر کو جاتا ہے اُسے یہاں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ورنہ لازم ہوتا کہ وہ دنیا ہی سے کوچ کر جائے۔[a]

شہزادوں کا شہزادہ بھی تو یہیں سے ہو کر اپنے ملک کو گیا۔ اُسے دیکھ کر میلے کے مالک بعل زبول نے اُسے بطلان کی ہر چیز پیش کی بلکہ اُسے میلے کا مالک بنانے کو تیار تھا اگر وہ اُس کے تابع ہو

---

[a] 1 کرنتھیوں 10:5

جائے۔ بعل زبول نے اُسے گلی گلی گھماتے ہوئے دُنیا کی ساری سلطنتیں دکھائیں۔ مقصد یہ تھا کہ بطلان کی اِن چیزوں میں سے کچھ خریدنے سے اُس کی بے عزتی ہو جائے۔ لیکن اُس نے انکار کیا۔ اُس نے وہاں ایک پھوٹی کَوڑی تک خرچ نہ کی بلکہ میلے میں سے گزر کر آگے نکلا۔[a] یہ میلا لمبے عرصے سے ہوتا آیا ہے، اور اِس پر بڑا جمگھٹا لگا رہتا ہے۔

ہمارے دو مسافروں کو بھی اِس میلے میں سے گزرنا ضرور تھا۔ اب وہ داخل ہونے ہی والے تھے کہ ہل چل سی مچ گئی۔ لوگوں نے اُنہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اِس کے کئی سبب تھے۔ پہلے، اُن کے کپڑے بالکل مختلف تھے، اِس لئے لوگ اُنہیں گھور گھور کر دیکھتے رہے۔ کچھ کا کہنا تھا کہ یہ گنوار ہیں، کچھ کا کہ یہ دیوانے ہیں۔ اَوروں نے اُنہیں پردیسی ٹھہرایا۔[b]

---

[a] متی 4:8-10؛ لوقا 4:5-8

[b] ایوب 12:4؛ 1 کرنتھیوں 9:4

دوسرے، اُن کی بولی بھی فرق تھی اور کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ وہ کلام کی روحانی بولی بولتے تھے۔ میلے والے تو دنیاوی تھے، اِس لئے دونوں مسافرسب کو جاہل لگتے تھے۔[a]

تیسرے، سوداگروں کو اِس بات سے بڑی ہنسی آئی کہ مسافروں نے اُن کے تام سودے کو ایسا حقیر جانا کہ اُن کی طرف دیکھا بھی

---

[a] 1 کرنتھیوں 2:7-8

نہیں۔ جب وہ اُنہیں کچھ خریدنے کی دعوت دیتے تو وہ کانوں میں اُنگلیاں ڈال کر چلاتے کہ "میری آنکھوں کو باطل چیزوں سے پھیر لے۔"[a] اور اوپر کو دیکھتے گویا کہ ہمارا بیوپار آسمان سے ہی ہے۔[b]

ایک آدمی اُنہیں دیکھ کر مذاق سے پوچھنے لگا، "تم کیا خریدنا چاہتے ہو؟"

---

[a] زبور 37:119

[b] فلپیوں 3:20-21

اُنہوں نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا، "ہم سچائی خریدنا چاہتے ہیں۔"[a]

ہنگامہ

اِس سے لوگوں کو اُن کی ہنسی اُڑانے کا اَور بھی موقع مل گیا۔ کچھ تو ٹھٹھا کرتے، کچھ طعنہ دیتے اور کچھ عوام کو اُنہیں مارنے کو کہتے تھے۔ آخر ہُلڑ مچ گیا۔ میلے کے سردار کو خبر پہنچی تو وہ سنتے ہی دوڑا چلا آیا اور اپنے چند

[a] امثال 23:23

افسروں کو مسافروں کی تفتیش کرنے کو بھیجا۔ وہ اُن کا حال پتہ کرنے کو بیٹھ گئے اور اُن سے پوچھا، "کہاں سے آئے ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ اور ایسے کپڑے پہنے تم یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"

اُنہوں نے جواب دیا، "ہم دنیا میں مسافر اور پردیسی ہیں اور اپنے ملک آسمانی یروشلم کو جا رہے ہیں۔[a] ہم نے یہاں کے لوگوں کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچایا کہ وہ ہمیں اِس طرح پکڑ کر سفر سے روکیں۔ ہاں، جب ایک آدمی نے ہم سے پوچھا کہ تم کیا خریدنا چاہتے ہو تو ہم نے کہا 'سچائی۔' اِس کے سوا ہم نے کچھ نہیں کہا۔"

لیکن تحقیقات کرنے والوں نے اُن کی نہ مانی بلکہ کہنے لگے کہ یا تو یہ پاگل ہیں یا میلے کو بگاڑنے آئے ہیں۔ اُنہوں نے اُنہیں خوب پٹوا کر کُوڑے کچرے سے لت پت کیا، پھر پنجرے میں بند کر کے بازار میں رکھا کہ میلے والوں کے لئے تماشا بنیں۔ وہ کچھ دیر یوں ہی پنجرے میں مذاق کا نشانہ بنے رہے، یہاں تک کہ میلے کا سردار بھی اُن کی تکلیف پر ہنستا رہا۔

---

[a] عبرانیوں 11:13-16

مگر یہ دونوں بڑے صبر سے گالی کے بدلے گالی نہ دیتے بلکہ برکت کے کلمے کہتے تھے۔ اور اِن کے ظلم اور ذلت کے جواب میں وہ اُن سے مہربانی سے پیش آتے تھے۔

یہ دیکھ کر کچھ سمجھ دار لوگ اِن کمینوں کو سمجھانے لگے، "اِن بھلے مانسوں کی خواہ مخواہ بے عزتی کیوں کرتے ہو؟ اُنہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟"

مگر وہ ناراض ہو کر اُنہیں الٹی سنانے لگے، "تم بھی اِن قیدیوں کی طرح بدذات ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم اُن کی بدکرداریوں میں شریک ہو اور ایسی ہی سزا کے حق دار ہو۔"

اُنہوں نے جواب دیا، "ہمارے نزدیک یہ آدمی بڑے حلیم ہیں۔ اِنہوں نے کسی کا کچھ نقصان نہیں کیا، بلکہ اِس میلے میں بہتیرے ایسے لوگ ہیں جو اِن مسافروں کی نسبت کہیں زیادہ پنجرے میں جانے کے لائق ہیں۔"

یوں ہی بات بڑھتے بڑھتے ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ پھر بے چارے قیدیوں کو دوبارہ ججوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ اُنہوں نے اُن پر بلوے

کا الزام لگا کر بے رحمی سے پٹوا دیا۔ اُن کے گلے میں طوق، ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر اُنہیں میلے میں چاروں طرف پھرایا تاکہ لوگوں کو خوف و عبرت ہو اور کوئی اُن کے حق میں نہ تو سفارش کرے نہ اُن سے کسی قسم کا تعلق رکھے۔

لیکن مومن اور وفادار نے اُس ذلّت اورمصیبت کو ایسی فروتنی اور صبر سے برداشت کیا کہ میلے کے کئی لوگ اُن کی طرف مائل ہو گئے۔ یہ دیکھ کر مخالفوں کا غصہ ایسا بھڑکا کہ اُنہوں نے سزائے موت کا تقاضا کیا۔ پھر اُنہوں نے طرح طرح کی دھمکیاں دیں اور پاؤں میں زنجیریں پہنا کر اُنہیں جیل میں ڈال دیا۔

اب اُن بے چاروں کو مُبشّر کی باتیں یاد آئیں جن سے مصیبتیں برداشت کرنے میں اُنہیں بڑی ہمت ملی۔ وہ ایک دوسرے کو تسلی دے کر یہ کہنے لگے، "جسے دُکھ اُٹھانا ہو گا اُسے زیادہ خوشی حاصل ہو گی۔" ہر ایک کی دلی آرزو یہی تھی کہ کاش شہید ہونے کا حق میرے ہی نصیب میں ہوا لیکن اپنے آپ کو قادرِمطلق خدا کے ہاتھوں کے سپرد کرکے وہ بڑی خوشی سے اِسی حالت میں رہے۔

عدالت میں

پھر وہ نواب دُشمن نیکی کی عدالت میں پیش ہوئے۔ الزام یہ تھا کہ "یہ ہمارے بیوپار کے دُشمن اور اُس کے خراب کرنے والے ہیں۔ اُنہوں

نے شہر میں ہل چل اور لوگوں میں جھگڑا ڈال دیا ہے۔ یوں اُنہوں نے کتنوں کو ہمارے سردار کے قانون سے پھرا کر اپنی طرف پھیر لیا ہے۔"

تب وفادار نے کہا، "مَیں صرف اُس بات کا مخالف ہوں جو بادشاہوں کے بادشاہ کے خلاف ہے۔ اور ہل چل کے بارے میں جو جرم لگایا گیا ہے مَیں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ اِس کے علاوہ جو

لوگ ہماری طرف ہوئے ہیں وہ ہماری راستی اور سچائی سے متاثر ہو کر بدی سے پھرے اور بھلائی کی طرف آ گئے ہیں۔ اَور کچھ نہیں ہوا۔ اور جس سردار کا ذکر ہوا یعنی بعل زبول، وہ تو ہمارے خداوند کا دشمن ہے۔ اِس لئے ہمیں اُس کی اور اُس کے شیاطین کی کچھ بھی پروا نہیں۔"

پھر اعلان کیا گیا کہ جو کوئی ملزم کے خلاف گواہی دینا چاہے وہ حاضر ہو۔ تین گواہ حسد، توہم پرستی اور امربیل حاضر ہوئے۔ جج نے اُن سے پوچھا، "تم اِس قیدی کے بارے میں کیا جانتے ہو اور سرکار کی طرف سے اُس کے خلاف کیا شہادت دے سکتے ہو؟"

حسد: حضور، مَیں اِس کو بہت دنوں سے جانتا ہوں اور عدالت کے سامنے قَسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ ...

جج: ٹھہرو۔ اِس سے حلف لو۔

حسد: (حلف لے کر) حضور، اِس کا نام بے وفا ہونا چاہئے۔ یہ ہمارے ملک میں سب سے کمینہ اور بدکردار ہے۔ وہ تو ہمارے شہزادے اور اُس کی رعایا، قانون اور دستوروں کو حقیر جانتا ہے۔ نہ

صرف یہ بلکہ جہاں تک ممکن ہو وہ دوسروں کو بھی یہ باغی خیال اپنانے کو ورغلاتا ہے۔ اور ہاں، وہ کہتا ہے کہ اُس کے خیالوں کی بنیاد ایمان اور پاکیزگی ہے۔ مَیں نے خود اُسے ایک مرتبہ کہتے سنا کہ آسمانی شہر اور اِس شہر کے دستوروں میں اِتنا فرق ہے کہ اُن میں کسی صورت بھی

موافقت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اِس سے وہ نہ صرف ہمارے سب اچھے اچھے کاموں کو بلکہ ہمیں بھی قصور وار ٹھہراتا ہے۔

جج: کیا تمہیں کچھ اور بھی کہنا ہے؟

حسد: کہنا تو بہت کچھ ہے، لیکن عدالت کے قیمتی وقت کا خیال ہے۔ تو بھی جب دیگر گواہ اپنی گواہی دے چکے اگر کوئی کمی رہی تو مَیں اَور بیان دینے کے لئے حاضر ہوں۔

اُسے کہا گیا کہ ایک طرف کھڑا ہو جائے۔ پھر توہم پرستی کو طلب کیا گیا۔

جج: کیا اِس قیدی کو پہچانتے ہو؟ سرکار کی طرف سے اِس کے خلاف کیا گواہی دے سکتے ہو؟

توہم پرستی: (حلف اُٹھا کر) حضور، میری اِس سے کوئی بڑی جان پہچان نہیں ہے اور نہ ہی مَیں اُسے زیادہ جاننا چاہتا ہوں۔ البتہ جلد ہی مَیں نے جان لیا کہ یہ بڑا فسادی ہے۔ کیونکہ مَیں نے اُسے یہ کہتے سنا، "تمہارا مذہب بے کار ہے۔ اُس سے انسان خدا کو راضی نہیں

کر سکتا۔" اب حضور غور فرمائیں کہ اِس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ یہی نا، کہ ہماری پرستش اب تک بے فائدہ رہی۔ اب تک ہم اپنے گناہوں میں پڑے ہیں اور ہمیں جہنم نصیب ہے۔ سیدھی سی بات ہے۔

امربیل: (حلف اُٹھا کر) حضور، مَیں اِسے بہت دنوں سے جانتا ہوں، اور مَیں نے اِسے ایسی ایسی باتیں کہتے سنا ہے جن کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں۔ اِس نے ہمارے جج بعل زبول کو بُرا بھلا کہا اور اُس کے وزیروں جناب نواب پرانا انسان، نواب جسمانی خوشی، نواب عشرت الدولت خان صاحب، نواب باطل جلال، راجا شہوت پرست، رائے بہادر حریص چند اور باقی سب رئیسوں کو حقیر جانا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ یہ بھی کہتا ہے، "اگر سب میرے ہم خیال ہوتے تو اِن میں سے ایک بھی شہر میں نہ رہ سکتا۔" وہ حضور کو بھی گالیاں دینے سے نہ جھجکا۔ اُس نے آپ کو بے دین، بدمعاش اور دیگر بُری باتیں کہی ہیں۔ اِس طرح شہر کے دوسرے شریف لوگوں کی بھی بے عزتی ہوئی ہے۔

جب امربیل اپنی گواہی دے چکا تو جج نے قیدی سے مخاطب ہو کر کہا، ”او برگشتہ بدعتی چور! کیا تُو نے اِن شریفوں کی گواہی سنی؟“

وفادار: حکم ہو تو مَیں اپنے دفاع میں عرض کروں؟

جج: تُو تو زندہ ہی رہنے کے لائق نہیں بلکہ اِس قابل ہے کہ ابھی ابھی مار ڈالا جائے۔ تو بھی ہم تجھ بدبخت کو اجازت دیتے ہیں تاکہ سب کو ہماری رحم دلی دِکھے۔

وفادار: میاں حسد کے جواب میں یہ عرض ہے کہ مَیں نے اِتنا سا کہا: جو بھی قانون، شریعت، دستور یا لوگ خدا کے کلام کے خلاف ہیں وہ سچے ایمان کے مخالف ہیں۔ اگر میرا خیال غلط ہو تو ثابت کیجئے تاکہ مَیں اپنی رائے بدل لوں۔

دوسرے، توہم پرستی کے جواب میں عرض ہے کہ مَیں نے اِتنا سا کہا: خدا تعالیٰ کی سچی پرستش کے لئے سچا ایمان درکار ہے۔ لیکن سچے ایمان کے لئے خدا کی مرضی درکار ہے جو اُس کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ اِس لئے خدا کی عبادت میں جو کچھ کلام کے خلاف ہے اُس سے ہمیشہ کی زندگی نہیں پائی جا سکتی۔

اور جو کچھ میاں امربیل نے کہا، مَیں اِتنا سا کہتا ہوں کہ اِس شہر کا سردار اور اُس کے تمام وزیر اور رئیس اِس شہر میں رہنے کی نسبت جہنم میں ڈالے جانے کے زیادہ لائق ہیں۔ اب خداوند مجھ پر رحم کرے۔

جج: (جیوری سے مخاطب ہو کر) صاحبانِ جیوری! آپ اِس شخص کو دیکھتے ہیں جس کے بارے میں اِس شہر میں ایسا بڑا ہنگامہ مچ رہا ہے۔ آپ نے اُن شریفوں کی گواہی بھی سنی ہے اور اِس کا جواب اور اقرار بھی۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ اِسے پھانسی دلائیں یا اِس کی جان بخشی کریں۔ تو بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کو ملک کا قانون یاد دلاؤں۔

ہمارے شاہزادے کے بندے فرعونِ اعظم کے دنوں میں اِس خیال سے کہ کہیں مذہب کے مخالف زیادہ نہ بڑھ جائیں، ایک قانون نافذ ہوا کہ اُن کے سب لڑکے دریا میں ڈبو دیئے جائیں۔[a] پھر ہمارے شاہزادے کے ایک دوسرے بندے نبوکدنضرِ اعظم کے زمانے میں ایک آئین جاری ہوا کہ جو کوئی اُس کے سنہلے بت کے حضور نہ جھکے وہ آگ کی بھٹی میں ڈالا جائے۔[b]

---

[a] خروج 22:1
[b] دانیال 6:3

پھر دارا کے دنوں میں بھی ایک آئین جاری ہوا کہ جو کوئی سوائے اُس کے کسی اَور سے دعا مانگے وہ شیروں کی ماند میں ڈالا جائے۔[a] اِس بدبخت نے اِن قانونوں کو نہ فقط خیالاً بلکہ قولاً اور فعلاً توڑا ہے اِس لئے اِس کا قصور نہایت بھاری ہے۔

فرعون کے قانون پر غور کیجئے۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ فسادی کو پھیلنے سے پہلے ہی روک دے۔لیکن یہاں تو یہ فسادی سرزد ہو چکی ہے۔ دوسرے اور تیسرے قانون کے بارے میں بات صاف ہے کہ وہ ہمارے مذہب کا دشمن ہے۔ اپنی بغاوت کو اُس نے تسلیم کیا ہے اور یوں وہ واجب القتل ہے۔

تب جیوری باہر چلی گئی۔ ممبران کے نام یہ تھے: ماسٹر نابینا خان، مُنشی نیکی ندارد، لالہ کینہ پرشاد، مرزا عشق بہائمی، میاں آزاد گزران، پنڈت جلدباز، بابو گھمنڈ، قاضی دشمنی، گیانی دروغ گو، سیٹھ بے رحمرائے، شیخ دشمنِ نور اور سردار کٹھور سنگھ۔ ہر ایک نے اُس کے خلاف رائے دی اور سب نے ہم آواز ہو کر اُسے مجرم ٹھہرایا۔

---

[a] دانیال 12:6

ماسٹر نابینا خان: جناب، صاف ہے کہ یہ پکّا بدعتی ہے۔

مُنشی نیکی ندارد: اِس بدذات کو دفع کرو۔

لالہ کینہ پرشاد: مجھے تو اِس کے نام سے ہی نفرت ہے۔

مرزا عشق بہائمی: مَیں تو ایک دم کے لئے بھی اِسے برداشت نہیں کرسکتا۔

میاں آزاد گزران: آپ نے ٹھیک کہا۔ اگر زندہ رہتا تو یہ ہمیشہ میرے چال چلن کی نُکتہ چینی کرتا۔

پنڈت جلدباز: اُسے پھانسی دو، پھانسی۔

بابو گھمنڈ: سچ مچ بڑا پاجی ہے۔

قاضی دشمنی: اُسے دیکھ کر بڑا غصہ آتا ہے۔

گیانی دروغ گو: بڑا بدمعاش ہے۔

سیٹھ بے رحم رائے: اِس کو پھانسی دینا بھی کم سزا ہے۔

شیخ دشمنِ نور: آؤ اِس سے ابھی نپٹ لیں۔

سردار کٹھور سنگھ: اگر مجھے تمام دُنیا مل جاتی تو بھی اِس سے کبھی صلح نہ کرتا۔ آؤ اِس پر موت کا فتویٰ لگائیں۔

اُنہوں نے جج کو اپنا فیصلہ بتایا تو اُس نے فرمایا کہ اُسے سزائے موت دی جائے۔ اِس پر وہ اُسے شہر سے نکال لائے۔ پہلے تو اُنہوں نے اُسے کوڑے لگائے، پھر طمانچے مارے، پھر چھریوں سے اُس کے بدن کو زخمی کیا۔ اِس کے بعد پتھراؤ کیا اور آخرکار اُسے آگ میں جلا کر راکھ کر دیا۔ یوں وفادار اپنی آخرت کو سِدھارا۔

اَب مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اِس جماعت کے پیچھے دو گھوڑوں والا ایک رتھ وفادار کے انتظار میں تیار کھڑا ہے۔ جب اُس کے دشمنوں نے اُس سے نپٹ لیا تو وہ رتھ پر سوار ہوا اور بادلوں میں سے ہو کر نرسنگے کی آواز کے ساتھ سیدھے سے آسمانی پھاٹک پر جا پہنچا۔

اِتنے میں مومن سے کیا سلوک ہوا؟ اُسے کچھ مہلت ملی اور پھر جیل میں بھیجا گیا۔ کئی دن وہ وہاں پڑا رہا۔مگر انسان کی غلط حرکتیں بھی صرف رحیم خدا کی اجازت سے ہوتی ہیں۔ اُس نے آخر میں ہونے دیا کہ مومن اُن کے قابو سے چھوٹ کر اپنی راہ چل نکلا۔

چاندی کی کان

اب مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مومن وہاں سے تنہا نہ گیا بلکہ اُس کے ساتھ ایک اَور آدمی ہو لیا جس کا نام پُرامید تھا۔ پُرامید، مومن اور وفادار کی باتیں سن کر بہت متاثر ہوا تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ وہ مصیبتوں کو کس طرح برداشت کر رہے ہیں تو وہ ایمان لایا اور مومن سے

کہنے لگا، "مَیں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔" یوں ایک تو سچائی کی گواہی دینے کی خاطر مارا گیا جبکہ دوسرا گویا اُس کے دُکھ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ پُرامید نے مومن سے یہ بھی کہا، "اِس شہر میں اَور بھی بہت سے آدمی ہیں جو موقع پا کر ہمارے پیچھے آئیں گے۔"

ابن الوقت

تھوڑی دیر بعد اُنہوں نے ایک شخص کو جا لیا جس کا نام ابن الوقت تھا۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھا، "جناب، آپ کس ملک کے ہیں؟ اِس راہ میں آپ کہاں تک جائیں گے؟"

اُس نے جواب دیا، "مَیں قصبے شیریں کلامی سے آیا اور آسمانی شہر کو جا رہا ہوں۔" لیکن اُس نے اپنا نام نہ بتایا۔

مومن: کیا اچھے بھلے لوگ شیریں کلامی میں رہتے ہیں؟[a]

ابن الوقت: ہاں، اُمید تو ہے۔

مومن: جناب کا اسمِ شریف؟

---

[a] امثال 26:24-25

ابن الوقت: مَیں تمہارے نزدیک پردیسی ہوں اور تم میرے نزدیک۔ اگر تم اِس راہ سے جاؤ گے تو مَیں بھی خوشی سے تمہارے ساتھ چلوں گا، ورنہ خیر۔

مومن: مَیں نے شیریں کلامی کے بارے میں سنا ہے کہ وہاں بڑی دولت ہے۔

ابن الوقت: یقین کیجئے، وہ ایسی ہی جگہ ہے۔ وہاں میرے بہت سے دولت مند دوست ہیں۔

مومن: آپ کے دوست وہاں کون ہیں؟

ابن الوقت: قریباً سارا شہر۔ لیکن خاص کر نواب نمک حرام، شہزادہ زمانہ ساز اور خان بہادر شیریں کلام جن کے آبا و اجداد سے قصبے نے اپنا نام پایا۔ اِس کے علاوہ شیخ چرب زبان، منشی دورُخا، میاں موقع پرست اور ہمارے محلے کا امام دوزبان جو میرا ماموں ہے۔ سچ پوچھو تو میری بہت ترقی ہوئی ہے، گو میرا پردادا صرف کشتی بان تھا جو ایک طرف دیکھتا ہوا دوسری طرف چپو مارتا تھا۔ مَیں نے بھی زیادہ تر دولت اِسی پیشے سے کمائی ہے۔

مومن: کیا تمہاری شادی ہوئی ہے؟

ابن الوقت: ضرور۔ میری اہلیہ بڑی دین دار ہے۔ وہ لیڈی بہروپیا کی بیٹی ہے۔ وہ بڑے خاندان سے آئی اور علم و ادب میں اِتنی ماہر ہے کہ اُس کا سلوک بے داغ رہتا ہے، چاہے شہزادوں کے ساتھ، چاہے گنوار کے ساتھ۔ یہ تو سچ ہے کہ دینی باتوں میں ہم میں اور کٹر

دین داروں میں تھوڑا بہت فرق ہے۔ لیکن صرف دو چھوٹی سی باتوں میں۔ پہلے تو ہم آندھی اور جوار بھاٹے کا سامنا نہیں کرتے۔ دوسرے، جب مذہب سنہری جوتے پہنے چلتا ہے تب ہی ہم جوش سے اُس کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ جب سورج نکلتا ہے اور لوگ تالیاں بجاتے ہیں تب ہی ہم مذہب کو بہت پسند کرتے ہیں۔

یہ سن کر مومن نے ذرا الگ ہو کر پُرامید سے کہا، "مجھے لگتا ہے کہ یہ آدمی شیریں کلامی کا ابن الوقت ہے۔ یہ تو ایک ایسا بدمعاش ہے جیسا کہ اِس ملک میں مشکل سے ملتا ہے۔"

پُرامید نے کہا، "آؤ، اُس سے پوچھیں کہ وہ اپنا نام بتانے سے کیوں شرماتا ہے۔"

مومن نے اُس کے پاس پھر آ کر کہا، "میاں، تم تو ایسی باتیں کرتے ہو کہ گویا تمام جہان سے زیادہ جانتے ہو۔ تمہارا نام شیریں کلامی کا ابن الوقت تو نہیں؟"

ابن الوقت: میرا نام تو یہ نہیں، البتہ کچھ لوگوں نے مجھے یہ نام دے رکھا ہے جن کے پہلو میں مَیں کانٹا سا کھٹکتا ہوں۔ مجھے اِس کی برداشت ایسے کرنی پڑتی ہے جیسے شریف بھلے مانس گالیاں سن کر چپ ہو رہتے اور اینٹ کا جواب پتھر والی بات نہیں کرتے۔

مومن: کیا تم نے کبھی لوگوں کو موقع دیا کہ تمہیں یہ نام دیں؟

ابن الوقت: کبھی بھی نہیں! بس صرف ایک ہی چھوٹی سی بات ہے جس وجہ سے کچھ مجھے اِس نام سے پکارتے ہیں: مَیں وقت کی

ضرورت پہچان کر اپنا رنگ ڈھنگ رکھ سکتا ہوں۔ جیسا وقت دیکھا ویسی چال اختیار کر لی کہ زیادہ فائدہ ملا۔ لیکن اگر لوگ میرے حق میں بُرا بھلا کہیں تو مَیں اِسے برکت اور فخر کا باعث سمجھتا ہوں۔

مومن: بے شک تم وہی ہو جس کی مَیں نے خبر سنی تھی۔ سچ پوچھو تو یہ نام ٹھیک ہی لگتا ہے۔

ابن الوقت: تمہاری مرضی۔ تو بھی مجھے اپنی صحبت میں لو تو اچھا ساتھی پاؤ گے۔

مومن: اگر تم ہمارے ساتھ چلو تو تمہیں آندھی اور جوار بھاٹے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر تمہیں ایمان کی ہر حالت منظور کرنی ہو گی، چاہے وہ سنہری جوتوں میں چلے، چاہے چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے۔ پھر تم نہ صرف اُن مسافروں کے ساتھ چلو گے جن کے سامنے تالیاں بجتی ہیں بلکہ اُن کے ساتھ بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

ابن الوقت: نہ مجھ پر زور ڈالو اور نہ میرے ایمان میں دخل دو۔ مجھے میری آزادی پر چھوڑ دو اور اپنے ساتھ چلنے دو۔

مومن: جب تک تم ہمارے کہنے کے مطابق نہ کرو مَیں تمہیں ایک قدم بھی اپنے ساتھ بڑھنے نہ دوں گا۔

ابن الوقت: مَیں تو اپنے پرانے اصول نہیں چھوڑنے کا۔ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے اور مفید بھی ہیں۔ خیر اگر تم مجھے اپنے ساتھ نہ رہنے دو تو مَیں اکیلا جاؤں گا، جب تک کہ مجھے کوئی ایسا نہ ملے جو میرے ساتھ چلنے کو خوش ہو۔

دنیا گرفت، زردوست اور کنجوس

مومن اور پُرامید اُسے چھوڑ کر آگے بڑھے۔ اب مَیں نے خواب میں دیکھا کہ تین لوگ ابن الوقت کے پیچھے چلے آ رہے ہیں۔ جوں ہی وہ

اُس کے برابر پہنچے اُس نے جُھک کر بڑے ادب سے اُنہیں سلام کیا۔ اُنہوں نے بھی جوش سے اُس کا حال چال پوچھا۔ اُن مَردوں کے نام یہ تھے: دنیا گرفت، زردوست اور کنجوس۔ اُن سے اِبن الوقت کی پہلے ہی جان پہچان تھی۔ کیونکہ لڑکپن میں اُنہوں نے ایک ہی سکول میں شہر پرست شمالی ضلع لالچ میں اُستاد کھسوٹ سے تعلیم پائی تھی۔ اُس اُستاد نے اُنہیں تشدد، دھوکابازی، خوشامد کرنے، جھوٹ بولنے اور دین داری کا روپ دھار کر پیسے بٹورنے کا فن سکھایا تھا۔ چاروں اِس میں اِتنے ماہر ہو گئے تھے کہ ہر ایک اگر چاہتا تو خود کوئی ایسا سکول کھول سکتا تھا۔ جب وہ ایک دوسرے کو سلام کر چکے تو زردوست نے اِبن الوقت سے پوچھا، "یہاں ہمارے آگے آگے کون جا رہے ہیں؟"

ابن الوقت: یہ دُور کے ہم وطن ہیں جو اپنے خیال میں سفر کر رہے ہیں۔

زَردوست : افسوس وہ کیوں نہ ٹھہر گئے کہ ہمارا اُن کا ساتھ ہو جاتا؟ وہ اور ہم اور شاید آپ بھی ایک ہی ملک کو جا رہے ہوں گے۔

ابن الوقت: ہاں، ایسا ہی ہے۔مگر یہ آدمی اکڑے اور اپنے خیالوں میں مگن ہیں۔ یہ دوسروں کی رائے کو ناچیز ٹھہراتے ہیں۔ بندہ کیسا ہی دین دار کیوں نہ ہو اگر اُن کی ہر بات نہ مانے تو اُسے اپنی صحبت سے دُور کر دیتے ہیں۔

کنجوس : یہ تو بہت بُری بات ہے۔ لیکن سننے میں آیا ہے کہ کچھ لوگ حد سے زیادہ راست باز ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اِتنے اکڑے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے سوا سب کو مجرم ٹھہراتے ہیں۔ اچھا، بتائیے تو سہی کہ آپ میں اور اُن میں کن کن باتوں کا فرق ہے؟

ابن الوقت: اپنی ضد میں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہر موسم میں اپنے سفر میں لگے رہنا ہے۔ مَیں تو کہتا ہوں کہ صحیح موسم اور جوار بھاٹے کا انتظار کرنا چاہیئے۔ وہ تھوڑی سی بات پر اپنا سب کچھ خدا کی خاطر خطرے میں ڈالنے کو تیار ہیں۔ مَیں تو اپنی جان و مال کے بچاؤ کے لئے ہر طرح کا راستہ نکالنے کو تیار ہوں۔ وہ اپنے خیالوں کو مضبوطی سے تھامے رہتے ہیں چاہے تمام لوگ اُن کے خلاف کیوں نہ ہوں۔ مَیں تو دین داری کو وہاں تک قبول کرتا ہوں جہاں تک میری سلامتی ہو۔ وہ چیتھڑوں میں

بھی اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ اِس کے مقابلے میں مَیں اُن ہی کے ساتھ چلنا پسند کرتا ہوں جو سنہری جوتے پہنے وہاں چلتے جہاں تالیاں بجتی ہیں۔

دنیاگرفت: ابن الوقت صاحب! ذرا میری بات سنیں۔ میرے نزدیک وہ شخص احمق ہے جو اپنے مال کو خواہ مخواہ گنوا دے۔ چاہیئے کہ ہم سانپوں کی طرح ہوشیار ہوں، کہ بہتے دریا میں چُلّو بھر لیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ شہد کی مکھی جاڑے کے موسم میں کیسی چپ چاپ پڑی رہتی ہے۔ وہ تب ہی کام کرنے کو اُٹھتی ہے جب اچھے موسم سے فائدہ اٹھا سکے۔ خدا کبھی تو برسات بھیجتا ہے اور کبھی دھوپ۔ اگر وہ نادان آندھی میں سفر کرنا چاہیں تو کریں، لیکن ہمیں تو اچھے موسم میں ہی سفر کرنا چاہیئے۔

میرے نزدیک وہی مذہب سب سے فائدہ مند ہے جو ہمارے لئے خدا کی اچھی برکتوں کا ضامن ہو۔ اگر خدا نے ہماری زندگی کو اپنی برکتوں سے مالا مال کیا ہے تو سوائے پاگل کے کون اُنہیں چھوڑے گا؟ دیکھو ابراہیم اور سلیمان مذہب ہی سے دولت مند ہوئے۔ ایوب نے بھی

کہا کہ نیک آدمی سونے کو دھول کی مانند جمع کرے گا۔ مطلب ہے کہ وہ اُن مَردوں کی طرح نہیں تھا جو ہمارے آگے جا رہے ہیں۔

کنجوس : یہ باتیں ہم سب مانتے ہیں، اِس لئے کچھ اَور کہنے کی ضرورت نہیں۔

زَردوست : بے شک، کیونکہ جو نہ پاک نوشتوں کو مانتا ہے، نہ عقل کو وہ نہ اپنی آزادی کی قدر کرتا ہے، نہ ہی اُسے اپنی سلامتی کی پروا ہے۔

ابن الوقت: بھائیو، ہم سب کے سب آسمانی شہر کا سفر کر رہے ہیں اِس لئے بے ہودہ باتوں سے دل پھیرنے کے لئے اجازت ہو تو ایک سوال آپ کے سامنے پیش کروں۔ فرض کرو کہ امام یا سوداگر اِس شرط پر ترقی پائے کہ وہ دین میں زیادہ جوش دکھائے۔ کیا اِس میں کوئی ہرج ہے؟

زَردوست : مَیں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ اجازت ہو تو جواب دوں؟ فرض کرو کہ ایک قابل امام ایک چھوٹی سی جماعت کا نگہبان ہو۔ اب وہ دیکھتا ہے کہ قریب ایک بڑی دولت مند جماعت ہے جو ایک امام کو مقرر کرنا چاہتی ہے۔ لیکن اُسے وہاں کی نگہبانی کرنے کا موقع صرف

اُس وقت ملے گا جب وہ زیادہ سرگرمی دکھائے، منادی زیادہ کرے اور اپنے کئی اصول بدل ڈالے تاکہ لوگ اُس سے خوش ہو جائیں۔ میرے نزدیک تو اِس میں کوئی ہرج نہیں، اگر اُسے بلاہٹ ہو اور وہ دیانت دار ہو۔ کیونکہ

- اُس کی زیادہ تنخواہ پانے کی خواہش بالکل جائز ہے۔ یہ بات خدا کی مرضی سے اُس کے سامنے رکھی گئی ہے۔ اِس لئے وہ ضمیر کا خیال کیے بغیر اُسے حاصل کرسکتا ہے۔
- اُس کی یہ خواہش اُسے خدمت میں زیادہ سرگرم بناتی ہے، اور وہ اَور زیادہ قابل بن جاتا ہے۔ یہ تو خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔
- اُس کا اپنے بعض اصولوں کو ترک کرنا اِس امر کی دلیل ہے کہ وہ خودانکار، نیک اور اِس لئے دینی خدمت کے زیادہ لائق ہے۔
- غرض، جو امام چھوٹی جماعت چھوڑ کر بڑی جماعت کی خدمت اِختیار کرے وہ لالچی نہیں بلکہ قابلِ تعریف ہے۔

اب سوداگر کی مثال لو۔ فرض کرو کہ سوداگر کا کاروبار ٹھیک نہیں چلتا، لیکن دین میں زیادہ جوش دکھانے سے وہ اپنے کام کو ترقی دے

سکتا ہے۔ شاید دولت مند رشتہ پانے سے کاروبار میں ترقی ہو جائے۔ میرے نزدیک یہ کوئی ناجائز بات نہیں، کیونکہ

- دین میں جوش دکھانا ہرصورت میں اچھا ہے، جو بھی مقصد اِس کے پیچھے ہو۔
- دولت مند عورت سے شادی کرکے کاروبار میں ترقی کرنا ناجائز نہیں۔
- اچھی چیزیں اچھے وسیلے سے مل کر وہ خود اچھا ہو گیا۔ دیکھو، اچھی بیوی، اچھے گاہک اور زیادہ فائدہ یہ سب دین سے ہوا۔ غرض، یہ سب چیزیں حاصل کرنے کے لئے دین میں جوش دکھانا اچھا اور مفید ہے۔

یہ جواب سن کر سب نے تالیاں بجائیں۔ بات اُنہیں اِتنی صاف لگی کہ اُنہوں نے مومن اور پُرامید کو پکار کر روک لیا۔ چونکہ ابن الوقت سے اُن کی کچھ اَن بن ہو گئی تھی اِس لئے دنیا گرفت نے ابن الوقت سے پوچھا: فرض کرو کہ مثلاً امام یا سوداگر اِس شرط پر ترقی پائے کہ وہ دین میں زیادہ جوش دکھائے۔ کیا اِس میں کوئی ہرج ہے؟

مومن: روحانی بچہ بھی اِس قسم کے ہزاروں سوالوں کا جواب دے سکتا ہے۔ مسیح نے یہ منع کیا کہ لوگ روٹی ملنے کے باعث اُس کی پیروی کریں۔ تو اُسے کتنی گھن آتی ہو گی جب لوگ اُسے اور اُس پر ایمان کو دنیا کی سہولتیں پانے کا وسیلہ بناتے ہیں۔[a] یہ طریقہ غیرایمان دار، ریاکار، شیطان اور جادوگر ہی اپناتے ہیں۔

---

[a] یوحنا 26:6

غیرایمان داروں کی مثال لو۔ حمور اورسکم نے اپنا ختنہ کروایا تاکہ یعقوب کی بیٹی اور مال مویشی حاصل کریں۔ اُنہوں نے دین کو تو صرف ایک وسیلہ بنایا تھا۔[a]

فریسیوں کا ریاکار فرقہ بھی اِسی دین کا تھا۔ لمبی چوڑی دعائیں اُن کا صرف بہانا تھا۔ اُن کا اصل مقصد بیواؤں کے گھر لُوٹنا تھا۔ اِس لئے خدا کی طرف سے اُن پر بڑی لعنت پڑی۔[b]

یہوداہ اسکریوتی بھی اِسی دین کا تھا۔ یہ شیطان بارہ رسولوں کے پیسوں کا لالچ کرتا تھا، لیکن خدا نے اُسے رد کر دیا اور وہ تباہ ہوا۔

شمعون جادوگر بھی اِسی مذہب کا تھا۔ اُس نے روح القدس کو استعمال کرنا چاہا کہ اُس کے وسیلے سے روپیہ کمائے۔ اِسی لئے پطرس نے اُسے جھڑکی دی۔[c]

جو آدمی دُنیا کی خاطر دین کو قبول کرتا ہے وہ اِسے دُنیا کی خاطر چھوڑ بھی سکتا ہے۔ یہوداہ نے دُنیا کی خاطر دین داری اِختیار کی اور دُنیا

---

[a] پَیدائش 34:20-23
[b] لوقا 20:46-47
[c] اعمال 8:19-22

ہی کی خاطر اپنے دین اور آقا کو فروخت کر ڈالا۔ اِس سوال کا جواب اثبات میں دینا جیسا تم نے دیا ہے کفر، منافقت اور شیطانی خیالات کا اظہار ہے۔تمہارا اجر تمہارے اعمال کے مطابق ہو گا۔

یہ سن کر وہ ایک دوسرے کو تاکتے کھڑے رہ گئے۔ اب اُنہیں مومن کو جواب دینے کی جرأت نہ رہی۔ پُرامید کو مومن کا جواب بہت پسند آیا۔ کچھ دیر تک سب کے سب چپ رہے۔ پھر ابن الوقت اور اُس کے ساتھی جان بوجھ کر پیچھے ہٹنے لگے تاکہ مومن اور پُرامید اُن سے آگے بڑھ جائیں۔

تب مومن نے اپنے ساتھی سے کہا، "یہ تو انسان کی بات کا سامنا نہیں کر سکتے۔ پھر خدا کے سامنے کیا کریں گے؟ مٹی سے بنے لوگوں سے نپٹ نہیں سکتے تو بھسم کرنے والی آگ سے جھڑکی پا کر کیا کریں گے؟"

دیماس

مومن اور پُرامید آگے بڑھ کر ایک صاف ستھرے میدان میں پہنچے جس کا نام آرام تھا۔ یہاں وہ بڑی خوشی سے چلے۔لیکن وہ چھوٹا تھا، اِس لئے جلدی اُس کے پار ہو گئے۔

اِس میدان کی پرلی طرف ایک چھوٹا سا ٹیلا تھا جس کا نام پلیسے پیار پہاڑی تھا۔ اُس کے اندر چاندی کی ایک کان تھی۔ کبھی کبھی مسافر اُسے دیکھنے کو راہ سے پھر جاتے ہیں۔لیکن اُس کے نزدیک پہنچتے ہی مٹی کھسک جاتی اور وہ اُس میں گر پڑتے ہیں۔ کچھ تو دب مرتے اور کچھ کو ایسی چوٹیں لگتی ہیں جو مرتے دم تک نہیں بھرتیں۔

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ راہ سے تھوڑی دُور چاندی کی کان کے سامنے ایک آدمی کھڑا مسافروں کو بلا رہا تھا، "یہاں آ کر دیکھو۔" دیکھنے میں وہ شریف لگ رہا تھا۔ اُس کا نام دیماس تھا۔ اب مومن اور اُس کے ساتھی کو دیکھ کر اُس نے اُنہیں بھی پکارا، "اِدھر آؤ تو مَیں آپ کو ایک بڑی عجیب چیز دکھاتا ہوں۔"

مومن: وہ ایسی کون سی چیز ہے جسے دیکھنے کو ہم راہ سے پھر جائیں؟

دیماس: یہاں چاندی کی ایک کان ہے۔ اِسی وقت کچھ لوگ دولت پانے کے لئے اِسے کھود رہے ہیں۔ اگر یہاں آؤ تو تھوڑی سی محنت سے بڑے دولت مند ہو جاؤ گے۔

پُرامید : آؤ دیکھیں تو سہی۔

مومن: مَیں نہیں جانے کا۔ اِس جگہ کے بارے میں مَیں نے سنا ہے کہ کتنے ہی یہاں مارے گئے ہیں۔ در اصل یہ خزانہ ڈھونڈنے والوں کے لئے ایک پھندا ہے تاکہ وہ پھنس کر آگے نہ نکلیں۔

تب مومن نے دیماس کو پکار کر کہا، "کیا یہ جگہ خطرناک نہیں؟ کیا اُس نے بہتوں کو سفر سے روک نہیں رکھا؟[a]

دیماس: بہت خطرناک تو نہیں اگر احتیاط برتا جائے (یہ کہتے ہوئے شرما سا گیا)۔

مومن: (پُرامید سے) ہم اِس طرف ایک قدم بھی نہ اُٹھائیں بلکہ اپنی ہی راہ پر قائم رہیں۔

پُرامید: اگر ابن الوقت کو یوں بلایا جائے تو وہ اُسے دیکھنے کو ضرور پھر جائے گا۔

مومن: بے شک۔ اُس کے اصول ہی اُسے وہاں لے جائیں گے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ وہیں ہلاک ہو جائے گا۔

---

[a] ہوسیع 4:16-19

دیماس: (پھر پکار کر) کیا تم دیکھنے نہ آؤ گے؟

مومن: دیماس بھئی، تم صحیح راہ پر چلنے والوں کا دشمن ہے۔ خود تمہیں اِس راہ سے پھر جانے کے سبب مجرم ٹھہرایا جا چکا ہے۔ اب تم ہمیں بھی اِس جرم میں کیوں پھنسانا چاہتے ہو؟[a] اگر ہم اِس راہ سے ذرا بھی مڑ جائیں تو ہمارا مالک ضرور اِس کی خبر پائے گا اور ہم اُس کے حضور شرمندہ ہو جائیں گے۔

دیماس: (پھر چلّا کر) مَیں بھی تمہاری برادری کا ہوں۔ ذرا ٹھہرنا، مَیں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

مومن: تمہارا نام کیا ہے؟ کیا وہی نہیں جو مَیں نے ابھی لیا ہے؟

دیماس: ہاں میرا نام دیماس ہے۔ دیکھو، مَیں تو ابراہیم کا بیٹا ہوں۔

مومن: مَیں جانتا ہوں کہ جیحازی تمہارا پرنانا اور یہوداہ تمہارا باپ ہے۔ تم اُن ہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے یہ شیطانی کام کرتے ہو۔ تمہارا باپ تو باغی تھا اور اُسے پھانسی دی گئی۔ تم بھی اُس سے کم سزا

---

[a] 2تیم 10:4

کے لائق نہیں۔[a] یقین جانو جب ہم اپنے بادشاہ کے حضور پہنچیں گے تو تمہارے چلنے کی اُسے خبر دیں گے۔

یہ کہتے ہوئے وہ اپنی راہ چل دیئے۔ اِتنے میں ابن الوقت اور اُس کے ساتھی نظر آئے۔ دیماس کے پہلے ہی اشارے پر وہ اُس کی طرف ہو گئے۔ اب نہ معلوم وہ اُس غار کے منہ پر کھڑے ہوتے ہی اُس میں گر پڑے یا اُس کے اندر جا کر کھودنے لگے اور اُس زہریلی گیس سے مر گئے جو وہاں سے نکل آیا کرتی ہے۔ بہر حال اِتنا ضرور معلوم ہوا کہ وہ پھر اُس راہ میں کبھی دکھائی نہ دیئے۔

ایک عجیب ستون

اب مَیں نے دیکھا کہ اُس میدان کی دوسری طرف وہ ایک پرانی یادگار کے پاس پہنچے جو سڑک کے کنارے نصب تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ کوئی عورت ہے جو بدل کر ستون ہو گئی ہے۔ وہ کھڑے اُسے دیکھتے رہے لیکن اُن کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

---

[a] 2 سلاطین 5:20-27؛ متی 26:14-15؛ 27:3-5

آخرکار پُرامید نے اُس کی پیشانی پر کچھ لکھا دیکھا۔ لیکن وہ تو اِتنا پڑھا لکھا نہیں تھا، اِس لئے اُس نے مومن کو بلایا کہ اُس کے معنی نکالے۔ مومن نے پڑھا، "لوط کی اہلیہ کو یاد کرو۔" تب دونوں نے سمجھ لیا کہ یہ لوط کی بیوی ہے جو نمک کا ستون بن گئی جب اُس نے سدوم سے فرار ہوتے وقت پیچھے مڑ کر دیکھا۔[a]

مومن: آہ میرے بھائی! یہ تو ہمیں عین موقع پر نظر آیا یعنی پیسے پیار پہاڑی کے بعد۔ شکر ہے کہ ہم دیماس کے کہنے پر وہاں نہ گئے۔ ورنہ ہم بھی اِس عورت کی طرح دوسروں کے لئے تماشا اور عبرت کا مقام ہوتے۔

پُرامید : افسوس کہ اُس وقت مَیں اِتنا نادان تھا۔ مَیں بھی لوط کی بیوی کی طرح ستون بننے کے لائق ہوں۔ کیونکہ اُس کے اور میرے گناہ میں بھلا کیا فرق ہے؟ اُس نے تو صرف پیچھے پھر کر دیکھا جبکہ مَیں نے وہاں جانے کی خواہش کی۔ خدا کے فضل کی تعریف ہو اور مجھے شرم کہ ایسی بات میرے دل میں آئی۔

---

[a] پَید 26:19

مومن: سوچ لو، یہ عورت سدوم کی عدالت سے بچ تو گئی لیکن پھر بھی ہلاک ہوگئی۔

پُرامید : ہمیں چوکس رہنے کی ضرورت ہے تاکہ اُس کے گناہ سے دُور رہیں، ورنہ ہم پر بھی غضب نازل ہو گا۔ جو کچھ قورح، داتن اور ابیرام کے ساتھ ہوا جو 250 آدمیوں سمیت اپنے گناہ کے سبب تباہ ہو گئے وہ بھی ہمیں چوکس رہنا سکھاتا ہے۔[a]

ویسے مَیں حیران ہوں کہ دیماس اور اُس کے ساتھی کتنی بے شرمی سے دوسروں کو ورغلاتے ہیں حالانکہ یہ عورت صرف پیچھے پھر کر دیکھنے کے سبب سے ہی نمک کا ستون بن گئی۔ خاص کر جب یہ ستون کان کے قریب ہی پڑا ہے۔ اگر وہ اپنی آنکھوں کو اُٹھاتے تو وہ اُنہیں دکھائی دیتا۔

مومن: اِس سے ظاہر ہے کہ وہ کتنے بگڑ گئے ہیں۔ وہ اُن لوگوں کی طرح ہیں جو منصف کے روبرو جیب کترتے یا سولی کے سائے میں بٹوے چھین لیتے ہیں۔

---

[a] گنتی 16:21-32؛ 26:9-10

سدوم کے لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خداوند کے حضور سخت گناہ گار تھے۔ شروع میں سدوم کی زمین باغِ عدن کی مانند تھی۔[a] لیکن بعد میں خدا نے آسمان پر سے آگ برسائی۔ مطلب ہے کہ جو عبرت کے باوجود سیدھے نہیں ہوتے وہ زیادہ سزا پائیں گے۔

پُرامید : بے شک تم نے سچ کہا۔ لیکن یہ خدا کا کیسا فضل ہے کہ نہ تم اور نہ مَیں عبرت کا مقام بنے۔ ہمیں یاد دلائی جاتی ہے کہ خدا کا شکر کریں، اُس سے ڈرتے رہیں اور لوط کی بیوی کو ہمیشہ یاد رکھیں۔

[a] پَیدائش 13:10-13

شکی قلعہ

امن کی وادی

پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ اپنی راہ چلتے چلتے ایک خوش گوار دریا پر پہنچے جسے داؤد "اللہ کی ندی" اور یوحنا "زندگی کے بانی کا دریا" کہتا ہے۔[a] اُن کی راہ دریا کے کنارے کنارے جاتی تھی، اِس لئے وہ بڑی خوشی سے چلتے گئے۔ میٹھا پانی پینے سے اُن کی جان میں جان آ گئی۔ دریا کی دونوں طرف ہر قسم کے پھلدار سبز پیڑ لگے تھے۔ اُن کی پتیاں مختلف بیماریوں کی شفا دیتی تھیں۔

پیڑوں کے پھل کھانے سے اُنہیں بڑا مزہ آیا۔ اُنہوں نے پتیوں کو بھی کھایا تاکہ پیٹوپن اور اُن بیماریوں سے بچے رہیں جو سفر کی گرم مزاجی سے پیدا ہوتے ہیں۔

---

[a] زبور 9:65؛ مکاشفہ 1:22؛ حزقی ایل 1:47-9

وہاں کا سبزہ زار سوسن کے پھولوں سے سال بھر مہکتا رہتا تھا۔ اُس میں وہ لیٹ کر سو گئے، کیونکہ کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔[a] جب جاگے تو اُنہوں نے پھر اِن پیڑوں کا پھل کھایا اور پانی پیا۔ اِس کے بعد لیٹ کر دوبارہ سو گئے۔ کئی دن رات وہ یوں ہی کرتے رہے۔

لیکن کافی سفر باقی تھا، اِس لئے جب وہ تر و تازہ تھے تو ایک آخری بار کھا پی کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ ابھی وہ دُور نہ گئے تھے کہ سڑک سے مختلف راستے نکلنے لگے۔ یہ دیکھ کر وہ ناخوش ہوئے۔ ڈر تھا کہ وہ

[a] زبور 2:23؛ یسعیاہ 30:14

سیدھی راہ سے دُور ہو جائیں۔ وہ سوچنے لگے کہ کاش، آسان راستہ مل جائے! اب سیدھی راہ دریا سے جدا ہو کر کچھ زیادہ پتھریلی اور مشکل ہوتی گئی۔ اُن کے پاؤں تو لمبے سفر کے باعث پہلے سے دکھتے تھے۔ نتیجے میں وہ بہت بے دل ہوئے۔[a]

سرسبز راستہ

چلتے چلتے اُن کے دلوں میں بہتر راستے کی شدید خواہش ابھرنے لگی۔ تھوڑی دُور آگے بڑھ کر سڑک کے بائیں ہاتھ ایک سبزہ زار ملا جس کی باڑ کو پار کرنے کے لئے ایک جگہ کی اونچائی کچھ کم تھی۔ اُس کا نام متبادل راستہ تھا۔ مومن نے اپنے ساتھی سے کہا، "اگر یہ سبزہ زار ہماری راہ کے کنارے کنارے ہے تو آؤ، باڑ کو پار کر کے اُس پر چلیں۔" تب اُس نے دیکھا کہ راستے کے ساتھ ساتھ باڑ کے دوسری طرف ایک پگڈنڈی جاتی ہے۔

مومن: یہ راستہ ٹھیک لگتا ہے۔ آؤ، اِسی پر چلتے ہیں۔

پُرامید : اگر اِس پگڈنڈی نے ہمیں شاہی راہ سے دُور کر دیا تو پھر؟

---

[a] گنتی 4:21

مومن: اُمید تو نہیں۔ دیکھو کیا یہ راہ کے کنارے کنارے برابر نہیں چلتی؟

تب پُرامید نے اُس کے پیچھے پیچھے باڑ کو پار کیا۔ جب وہ اُس پگڈنڈی پر آ گئے تو بڑا ہموار اور عمدہ راستہ پایا۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ باطل اعتماد نامی ایک آدمی اُن کے آگے آگے چلا جا رہا ہے۔ اُنہوں نے پکار کر پوچھا، "یہ راہ کہاں جاتی ہے؟"

اُس نے جواب دیا، "آسمانی پھاٹک کو۔"

مومن نے کہا، "دیکھو، کیا مَیں نے نہیں کہا تھا؟ مطلب ہے کہ ہم صحیح راہ پر ہیں۔"

باطل اعتماد آگے آگے اور یہ اُس کے پیچھے چلتے گئے۔ لیکن چلتے چلتے دن ڈھل گیا اور بڑا اندھیرا چھا گیا، یہاں تک کہ وہ اپنے سامنے والے کو نہ دیکھ سکے۔ باطل اعتماد کو اندھیرے میں راہ نہ سُجھی۔ اچانک وہ ایک گڑھے میں گر پڑا جو زمین کے سردار نے اِسی مقصد سے

بنایا تھا کہ نادان شیخی باز اُس میں گر کر پاش پاش ہو جائیں۔[a] مومن اور پُرامید نے اُس کے گرنے کی آواز سن کر اُسے آواز دی مگر جواب نہ ملا۔ صرف کراہنے کی آواز اُن تک پہنچی۔

تب پُرامید نے کہا، "اب ہم کہاں ہیں؟"

مگر اُس کا ساتھی خاموش رہا، کیونکہ وہ بھانپ گیا تھا کہ مَیں نے پُرامید کو گمراہ کر دیا ہے۔ اب اچانک بادل گرجے، بجلیاں چمکیں اور پانی زور سے برسنے لگا۔ جلد ہی پانی راستے پر بھی چڑھ آیا۔

پُرامید : (آہیں مار مار کر) کاش مَیں سیدھی راہ میں رہتا!

مومن: کسے گمان تھا کہ یہ پگڈنڈی ہمیں گمراہ کر دے گی؟

پُرامید : مَیں تو پہلے ہی ڈرتا تھا اور مَیں نے تمہیں نرمی سے جتا بھی دیا۔ مَیں تو صاف کہہ دیتا، لیکن تم مجھ سے بڑے ہو، اِس لئے چپ رہا۔

مومن: بھائی، ناراض نہ ہو۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ مَیں نے تمہیں بہکا کر ایسے خطرے میں ڈال دیا۔ مہربانی کرکے مجھے معاف کر دو۔ مَیں نے یہ کام بُری نیت سے نہیں کیا۔

---

[a] یسعیاہ 16:9

پُرامید : بھائی، خاطر جمع رکھ، مَیں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اور ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ مصیبت ہماری بھلائی کا باعث بنے گی۔[a]

مومن: مَیں خوش ہوں کہ میرا ہم سفر اِتنا رحم دل ہے۔لیکن یوں ہی کھڑے رہنا اچھا نہیں۔ آؤ، ہم صحیح راستے پر واپس آنے کی کوشش کریں۔

پُرامید : بھائی، مجھے آگے چلنے دو۔

مومن: نہیں، مجھے آگے چلنے دو تاکہ اگر کوئی خطرہ ہو تو مَیں ہی پہلے اُس میں پڑوں۔ کیونکہ مَیں ہی بھٹکنے کا سبب ہوں۔

پُرامید : نہیں، تم آگے نہ چلو۔تمہارا دل گھبرایا ہوا ہے۔ شاید پھر راہ سے بہک جاؤ۔

تب اُنہوں نے کسی کی آواز یہ کہتے سنی، "اُس پکی سڑک پر دھیان دے جس پر تُو نے سفر کیا ہے۔ ہاں، واپس آ!"[b] اِس سے اُن کا حوصلہ بڑھ گیا، لیکن اِتنے میں پانی یہاں تک چڑھ آیا کہ واپس جانا

---

[a] رومیوں 28:8

[b] یرمیاہ 21:31

مشکل ہوا (تب مجھے خیال آیا کہ راہ سے بھٹک جانا واپس آنے سے کہیں زیادہ آسان ہے)۔ تو بھی اُنہوں نے واپس جانے کی ہمت کی۔ لیکن تاریکی اِتنی گہری اور سیلاب ایسے زور شور پر تھا کہ دونوں دس مرتبہ ڈوبتے ڈوبتے بچے۔

اُس رات وہ صحیح راہ پر واپس نہ پہنچ سکے۔ آخر وہ ہار کر بارش سے تھوڑی بہت محفوظ جگہ میں ٹک گئے اور پو پھٹنے تک بیٹھے رہے۔ لیکن تھکاوٹ کے باعث اُن کی آنکھ لگ گئی۔

دیو کے قبضے میں

اب قریب قریب شکی نامی ایک قلعہ تھا۔ مالک کا نام نااُمید دیو تھا۔ یہ اُسی کی زمین تھی۔ اُس دن وہ صبح سویرے اُٹھ کر اپنے کھیتوں میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا کہ مومن اور پُرامید کو اپنی زمین پر سوتے پایا۔

اُس نے کرخت آواز سے اُنہیں جگا کر پوچھا، "تم کہاں سے آئے اور میری زمین پر کیا کر رہے ہو؟"

اُنہوں نے جواب دیا، "ہم مسافر ہیں اور راستہ بھول گئے ہیں۔"

دیو گرجا، ”تم نے آج میری زمین میں گھس کر اُس پر سو رہنے سے میرا گناہ کیا ہے، اِس لئے میرے ساتھ چلو۔“ اُنہیں جانا ہی پڑا، کیونکہ بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ وہ اپنے حق میں کچھ کہہ بھی نہ سکے، کیونکہ وہ

جانتے تھے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے۔ دیو اُنہیں اپنے آگے آگے ہانکتا لے گیا اور اپنے قلعے کے ایک تاریک، گندے اور بدبودار کمرے میں بند کر دیا۔

یہاں وہ بدھ کی صبح سے ہفتے کی شام تک پڑے رہے۔ اُنہیں نہ کچھ کھانے پینے کو ملا، نہ روشنی کی ایک کرن تک اُن پر پڑی۔ اُن کا حال پوچھنے والا کوئی نہ آیا، اور ویسے تمام جاننے والے دُور ہی دُور تھے۔[a] اب مومن کا غم دُگنا ہوا، کیونکہ وہ اُسی کی بے سوچ جلدبازی سے اِس مصیبت میں پڑ گئے تھے۔

بیوی کا نام بدگمان تھا۔ دیو نے سوتے وقت اُس سے کہا، "مَیں نے دو مجرم پکڑ کر اُنہیں اپنی زمین میں آنے کے سبب قید میں ڈالا ہے۔ اُن سے کیا سلوک کیا جائے؟"

عورت نے پوچھا، "وہ کون ہیں؟ کہاں سے آئے اور کدھر جانا ہے؟" جب دیو نے اُسے بتایا تو وہ بولی، "صبح کو اُنہیں بے رحمی سے خوب مارو۔"

---

[a] زبور 18:88

صبح اُٹھ کر دیو ایک موٹی لاٹھی لے کر قید خانے میں گیا۔ پہنچتے ہی وہ اُن پر ٹوٹ پڑا، یوں جیسے وہ کتے ہی ہوں حالانکہ اُنہوں نے کوئی بے جا بات نہیں کی تھی۔ اُن کی اِتنی بے دردی سے پٹائی ہوئی کہ وہ ہل نہ سکے۔ پھر دیو اُنہیں روتا چھوڑ گیا۔ شام تک وہ آہ و نالہ کرتے رہے۔

جب رات ہوئی تو بدگُمان بی بی نے پھر اُن کا حال پوچھا۔ جب سنا کہ وہ اب تک زندہ ہیں تو اُس نے کہا، "اُنہیں سمجھاؤ کہ اپنے آپ کو مار ڈالیں۔"

صبح ہوئی تو دیو بڑی بدمزاجی سے اُن کے پاس گیا۔ دونوں بڑے درد میں تھے تو دیو بولا، "دیکھو، تم لوگ اِس جگہ سے کبھی بھی نکل نہیں پاؤ گے۔ بہتر یہ ہے کہ فوراً خودکشی کر لو۔ جب تمہاری زندگی ایسی بُری کٹتی ہے تو تم جینا کیوں پسند کرتے ہو؟"

مگر اُنہوں نے اُس کی منت کی کہ ہمیں چھوڑ دو۔ اِس پر وہ اُنہیں غضب ناک نظروں سے تاکنے لگا۔ بلکہ وہ اُسی وقت جھپٹ کر اُن کا کام تمام کرتا اگر اُسے اچانک غش نہ آتا (کبھی کبھی اُسے دھوپ نکلتے وقت ایسا غش آ جایا کرتا تھا کہ وہ کچھ دیر کے لئے اپنے ہاتھ تک

نہیں ہلا سکتا تھا)۔ اِس لئے وہ اُنہیں اپنی فکروں میں ڈوبا چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر قیدی آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ دیو کی صلاح ماننا بہتر ہے یا نہیں۔

مومن: بھائی کیا کریں؟ یہ زندگی بڑی مصیبت کی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یوں جینا بہتر ہے یا مرنا۔ میری جان پھانسی چاہتی اور موت کو اِس زندگی سے بہتر جانتی ہے۔ اِس کوٹھڑی سے قبر اچھی ہے۔[a] ہم اِس دیو کے پنجے میں کیوں رہیں؟

پُرامید : بے شک ہماری حالت خراب ہے اور ایسی زندگی سے موت اچھی ہے۔ لیکن خداوند کے فرمان پر دھیان دو کہ "قتل نہ کرنا۔"[b] بھلا جب دوسرے کا خون کرنا منع ہے تو کس قدر زیادہ دیو کی صلاح سے اپنا خون کرنا منع ہو گا۔

ویسے بھی جو کسی کو قتل کرے وہ صرف اُس کے جسم کا خون کرتا ہے۔ لیکن جو اپنے آپ کو قتل کرے وہ اپنی روح اور بدن دونوں کو

---

[a] ایوب 15:7
[b] خروج 13:20

ہلاک کرتا ہے۔ بھائی، تمہیں قبر میں آرام پانے کا خیال ہے۔لیکن کیا جہنم کو بھول گئے جہاں خونی جائیں گے؟ خونی کو تو ہمیشہ کی زندگی نہیں ملے گی۔

اور پھر سوچ لو۔ سارا اختیار تو نااُمید دیو کے ہاتھ میں نہیں۔ ہماری طرح اُس نے بہتوں کو پکڑا ہے۔ پھر بھی کئی ایک اُس کے پنجے سے چھوٹ نکلے۔ کون جانے کہ نااُمید دیو مر جائے یا کسی وقت کوٹھڑی کا دروازہ بند کرنا بھول جائے۔ یا شاید اُسے پھر غش آ جائے اور وہ ہمیشہ کے لئے ہاتھ پاؤں ہلانے سے رہ جائے۔ اگر پھر کبھی ایسا ہوا تو مَیں نے ٹھان لیا ہے کہ جرأت کر کے اُس کے پنجے سے چُھوٹنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مَیں سچ مچ بڑا احمق تھا کہ پہلے ایسی کوشش نہ کی۔ خیر ہم صبر کریں اور تھوڑی دیر اَور برداشت کریں۔ شاید وہ وقت آئے جب ہم چھٹکارا پائیں۔ لیکن خبردار، ہم اپنے خونی آپ نہ بنیں۔

ایسی تسلی بخش باتوں سے پُرامید نے اپنے بھائی کے دل کو مضبوط کیا اور اُسے ہمت دلائی۔ وہ اُس دن بھی اِسی غم ناک حالت میں

اپنی تاریک کوٹھڑی میں پڑے رہے۔ شام کے وقت دیو کوٹھڑی میں پھر گیا کہ دیکھے کہ قیدیوں نے اُس کی صلاح مانی ہے۔ لیکن بے کار۔ وہ زندہ تھے، گو بس نام کے تھے۔ کیونکہ روٹی پانی کے نہ ملنے اور زخموں کے باعث وہ مشکل سے دم لے سکتے تھے۔ دیو نے سخت طیش میں آ کر پوچھا، "تم نے میری صلاح کیوں نہ مانی؟ اب مَیں تمہارے ساتھ وہ کروں گا کہ تمہارے لئے بہتر ہوتا کہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے۔"

مارے دہشت کے اُن پر لرزہ طاری ہو گیا اور مجھے ایسا لگا کہ مومن کو غش آ گیا۔ مگر پھر ہوش میں آ کر وہ اپنے رفیق سے کہنے لگا، "کیا اب بھی دیو کی صلاح ماننا بہتر نہیں؟" بے چارہ مومن تو آپ مر جانے پر تیار تھا، لیکن پُرامید نے اُسے پھر سمجھایا۔

پُرامید : بھائی، کیا بھول گئے ہو کہ اب تک تم کیسے بہادر بنے رہے؟ ہلاکو تُم پر غلبہ نہ پا سکا اور نہ تم نے تاریک ترین وادی میں ہمت ہاری۔ تم کیسی کیسی سختیوں اور دشوار مقاموں میں سے سلامت گزر آئے۔ اور اب تم پر سرتاپا دہشت چھائی ہے۔ دیکھو، مَیں جو تم سے

کمزور ہوں، مَیں بھی تمہارے ساتھ قید میں ہوں۔ دیو نے مجھے بھی زخمی کیا اور بھوکوں مارا ہے۔ مَیں بھی تمہارے ہمراہ تاریکی میں پڑا رو رہا ہوں۔ آؤ، تھوڑا اَور صبر کریں۔ یاد رکھو کہ بطلان میلے میں تُم نے کیسی جواں مردی دکھائی کہ نہ تو زنجیروں سے، نہ پنجرے اور نہ موت سے ڈرے۔ چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے صبر سے برداشت کریں۔

اب رات پھر آئی اور دیو اپنی بیوی کے پاس گیا تو اُس نے قیدیوں کے بارے میں پوچھا، "کیا اُنہوں نے تمہاری صلاح مانی؟"

اُس نے جواب دیا، "وہ ایسے بدبخت ہیں کہ سختی اُٹھانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔"

تب اُس نے کہا، "کل اُنہیں قلعے کے صحن میں لے جا کر اُن لوگوں کی ہڈیاں اور کھوپڑیاں دکھانا جنہیں تم نے قتل کیا ہے۔ اُنہیں جتا دینا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر آپ اُن کی بوٹی بوٹی بھی نوچ لیں گے۔"

جب صبح ہوئی تو دیو نے ایسا ہی کیا۔ اُنہیں قلعے کے صحن میں لے جا کر اُس نے سب کچھ دکھایا اور کہا، "یہ بھی کسی وقت تم جیسے مسافر

تھے۔ یہ بھی تمہاری طرح میری زمین میں گھس آئے تھے۔ جب مَیں نے مناسب جانا تو اُن کی بوٹی بوٹی نوچ لی۔ جان لو کہ دس دن کے اندر اندر تمہارا بھی یہی حال کروں گا۔ اب اپنی کوٹھڑی میں چلے جاؤ۔" یہ

کہہ کر وہ اُنہیں ہانکتا ہوا ساری راہ مارتا گیا۔ وہ ہفتے کے دن پھر پہلے کی طرح اَدھ موئے پڑے رہے۔

رہائی

جب رات ہوئی تو بدگُمان بی بی اور اُس کا شوہر لیٹ گئے۔ قیدیوں کا پھر ذِکر چھڑا۔ دیو حیران تھا، "مَیں مارنے پیٹنے اور سمجھانے سے اُنہیں ہلاک نہیں کر سکتا۔"

اُس کی گھر والی نے کہا، "کیا وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی اُنہیں چھڑانے کو آئے گا؟ یا کیا اُن کے پاس تالا کھولنے کے اوزار ہیں جن کے باعث اُنہیں بچنے کی اُمید ہے؟"

دیو بولا، "اگر تمہارا یہ خیال ہے تو مَیں صبح ہی اُن کی تلاشی لوں گا۔"

ہفتے کی آدھی رات دونوں مظلوم دعا مانگنے لگے اور پو پھٹنے تک مانگتے رہے۔ سورج نکلنے سے ذرا پہلے مومن حیرانی سے بول اٹھا، "ہائے، مَیں کیسا احمق ہوں کہ اِس گندی کوٹھڑی میں پڑا رہا جبکہ آزادی سے چل پھر سکتا تھا! میری جیب میں وعدہ نامی ایک چابی ہے جس سے مجھے یقین ہے کہ شکی قلعے کا ہر ایک تالا کھل جائے گا۔"

پُرامید چونک اُٹھا اور بولا، ”کمال ہے، اِسے جیب سے تو نکالو۔“ مومن نے اُسے نکال کر تالے میں لگایا۔ بس چابی کا گھمانا تھا کہ دروازہ آرام سے کھل گیا۔ مومن اور پُرامید دونوں باہر نکل آئے۔ وہ باہر ایک دروازے کے پاس پہنچے جو قلعے کے صحن میں کھلتا تھا۔ اپنی چابی سے مومن نے اِس دروازے کو بھی کھولا۔ پھر وہ لوہے کے پھاٹک پر

پہنچے۔ اُسے بھی کھولنا ضروری تھا۔ اُس کا بھاری تالا بڑی مشکل سے کھلتا تھا۔ تو بھی چابی گھماتے ہی وہ بھی کھل گیا۔ لیکن اُس کے کھلنے سے ایک ایسی کڑکنے کی آواز نکلی کہ نااُمید دیو جاگ اٹھا۔لیکن جب وہ جلدی سے قیدیوں کا پیچھا کرنے اُٹھا تو اُسے پھرغش آ گیا۔ اُس کے ہاتھ پاؤں ایسے بے حِس ہو گئے کہ وہ ہل نہ سکے۔ یوں دونوں مسافر بھاگتے بھاگتے صحیح سلامت شاہی راہ پر آ پہنچے۔ وہاں وہ دیو کی گرفت سے باہر تھے۔

جب وہ اُس جگہ پر پہنچے جہاں وہ نااُمید دیو کے علاقے میں داخل ہوئے تھے تو سوچنے لگے کہ جو ہمارے پیچھے آئیں گے اُنہیں خبردار کرنا چاہیئے۔ اُنہوں نے ایک ستون کھڑا کرکے اُس پر یہ الفاظ کندہ کیے، "یہ شکی قلعے کا راستہ ہے۔ قلعے کا مالک نااُمید دیو ہے جو آسمانی شہر کے بادشاہ سے نفرت رکھتا ہے اور مقدّس مسافروں کو ہلاک کرنے کی تلاش میں رہتا ہے۔" بہتیرے جو اُن کے پیچھے آئے اِس کتبے کو پڑھ کر بچ گئے۔

خوش نما پہاڑ

دونوں مسافر چلتے چلتے آخر خوش نما پہاڑوں کے پاس آ پہنچے۔ خوب صورت محل کا مالک اِس پہاڑی علاقے کا مالک بھی تھا۔ علاقے کے پیارے باغیچے، پھل دار پیڑ اور انگور کے باغ دیکھ کر دونوں بہت خوش ہوئے۔ وہ صاف شفاف چشموں کا پانی پی کر نہائے اور خوب پھل بھی کھایا۔ جب راہ چڑھتے چڑھتے چوٹیوں پر پہنچی تو وہاں گڈریے اپنے گلے چراتے ہوئے راہ کے کنارے ہی کھڑے تھے۔ مسافر اپنی لاٹھیوں پر تکیہ کرکے اُن سے پوچھنے لگے، ”یہ علاقہ کس کا ہے، اور یہ بھیڑیں جو یہاں چرتی ہیں کس کی ہیں؟“

گڈریے: یہ پہاڑی علاقہ عمانوایل کا ملک ہے۔ یہاں سے اُس کا شہر نظر آتا ہے۔ یہ بھیڑیں بھی اُسی کی ہیں، اور اِن ہی کے لئے اُس نے اپنی جان دی۔

مومن: کیا آسمانی شہر کی یہی راہ ہے؟

گڈریے: تم ٹھیک اُسی راہ پر ہو۔

مومن: یہاں سے شہر کتنی دُور ہے؟

گڈریے: سب کے لئے تو دُور ہے سوائے اُن کے جو حقیقت میں وہاں پہنچ جائیں گے۔

مومن: کیا راہ میں خطرے ہیں؟

گڈریے: خدا کے بندوں کے لئے تو بے خطر ہے، لیکن نافرمان اُس میں گر جائیں گے۔[a]

مومن: کیا تھکے ماندے مسافروں کے لئے یہاں کوئی آرام کی جگہ بھی ہے؟

گڈریے: اِن پہاڑوں کے مالک نے ہمیں حکم دیا ہے کہ مسافروں کی مہمان نوازی کریں۔ جو کچھ یہاں پایا جاتا ہے سب آپ کی نذر ہے۔[b]

مَیں نے خواب میں دیکھا کہ جب گڈریوں کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ مسافر ہیں تو اُن سے کئی سوال پوچھے مثلاً "تم کہاں سے آئے ہو؟ کس طرح راہ پر آئے؟ تم کن کن وسیلوں سے یہاں تک پہنچے؟" کیونکہ

---

[a] ہوسیع 9:14
[b] عبرانیوں 2:13

جو سفر کے لئے نکلتے ہیں اُن میں سے کم ہی اِن پہاڑوں تک پہنچتے ہیں۔ لیکن جب گڈریوں نے اُن کے جواب سنے تو خوش ہو کر اُنہیں محبت بھری نگاہوں سے دیکھنے اور کہنے لگے، "خوش نما پہاڑوں میں تمہارا آنا مبارک ہو۔"

گڈریوں کے نام علم، تجربہ، ہوشیار اور صادق تھے۔ اب وہ مسافروں کے ہاتھ پکڑ کر اُنہیں اپنے ڈیرے میں لے آئے اور اُن کے آگے کھانا رکھا۔ اُنہوں نے کہا، "کچھ دن یہاں ٹھہر کر ہم سے واقف ہو جاؤ۔ اِس سے زیادہ ہم چاہتے ہیں کہ تم خوش نما پہاڑوں کی صحت بخش چیزوں سے فائدہ اُٹھاؤ۔" دونوں مسافروں نے اِس دعوت کو خوشی سے قبول کیا اور رات کو وہیں آرام کیا۔

کوہِ خطا

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ صبح کو گڈریے مومن اور پُرامید کو اپنے ساتھ پہاڑوں پر لے گئے۔ چاروں طرف کا نظارہ من موہن تھا۔ پھر گڈریوں نے ایک دوسرے سے کہا، ”کیا اب اِن مسافروں کو کچھ اچنبھے دکھائیں؟“ تب اُنہیں پہلے ایک پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے جس کا نام کوہِ خطا تھا۔ پرلی طرف ایک اونچی چٹان تھی۔ جب مومن اور پُرامید نے نیچے جھانکا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑ

کے نیچے بہت سے آدمی پڑے ہیں، جو چوٹی سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں۔

مومن: اِس کے کیا معنی ہیں؟

گڈریے: کیا تم نے اُن کے بارے میں نہیں سنا جنہوں نے ہمنیُس [a] اور فلیتس [b] کی سن کر انکار کیا کہ مُردے جی اُٹھیں گے؟ [c]

مسافر: ہاں، سنا ہے۔

گڈریے: جنہیں تم اِس پہاڑ کے نیچے ٹکڑے ٹکڑے دیکھتے ہو یہ وہی ہیں جو آج تک دفن بھی نہیں کیے گئے۔مقصد یہ ہے کہ اُن سے اَوروں کو عبرت ہو کہ حد سے زیادہ چڑھنا یا چٹان کے کنارے کے قریب آنا نہایت ہی خطرناک ہے۔

کوہِ احتیاط

پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ اُنہیں ایک دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے جس کا نام کوہِ احتیاط تھا اور اُنہیں کہا، "دُور تک نظر دوڑاؤ۔" اُنہوں نے

---

[a] Hymenaeus
[b] Philetus
[c] 2 تیم 2:16-18

دیکھا کہ کئی آدمی وہاں قبروں کے درمیان پھر رہے ہیں۔ لگتا تھا کہ وہ اندھے ہیں، کیونکہ قبروں سے ٹھوکر کھاتے کھاتے وہ اُس جگہ سے نکل نہ سکتے تھے۔

مومن: اِس کے کیا معنی ہیں؟

گڈریے: کیا تم نے اِن پہاڑوں کے نیچے ایک راستہ بائیں طرف میدان کو جاتے نہ دیکھا؟

مسافر: ہاں، دیکھا۔

گڈریے: وہاں سے ایک راہ سیدھے شکی قلعے کو نکلتی ہے جس کا مالک نااُمید دیو ہے۔ یہ آدمی جنہیں تم قبروں میں بھٹکتے دیکھتے ہو سفر میں اُسی راستے سے چلے آئے اور دہنے ہاتھ کی راہ کو مشکل پا کر میدان کی راہ لی۔ وہاں نااُمید دیو نے اُنہیں پکڑ کر شکی قلعے میں بند کر دیا۔ چند روز اُنہیں قید رکھا اور پھر ان کی آنکھیں نکال کر اُنہیں قبروں کے درمیان ہانک کر چھوڑ دیا تاکہ کلام پورا ہو کہ "جو سمجھ کی راہ سے بھٹک جائے وہ ایک دن مُردوں کی جماعت میں آرام کرے گا۔"[a]

[a] امثال 16:21

تب مومن اور پُرامید نے آنسو بہا کر ایک دوسرے پر نگاہ کی لیکن گڈریوں سے کچھ نہ کہا۔

ہول ناک دروازہ

پھر مَیں نے خواب میں دیکھا کہ گڈریے اُنہیں ایک اَور جگہ پر لے گئے جہاں ایک پہاڑ کے دامن میں دروازہ لگا تھا۔ دروازہ کھول کر اُنہوں نے کہا، "اندر دیکھو۔" اُنہوں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر بڑا ہی اندھیرا اور دُھواں ہے۔ آگ کی سی ہڑبڑاہٹ اور بعضوں کے رونے پیٹنے کی آواز آ رہی ہے۔ اُنہوں نے گندھک کی سی بو سونگھی۔

مومن: اِس کے کیا معنی ہیں؟

گڈریے: یہ جہنم کا ایک راستہ ہے۔ اِسی راہ سے منافق جہنم میں جاتے ہیں یعنی ایسے لوگ جو اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق عیسو کی طرح بیچتے ہیں؛ وہ جو یہوداہ اسکریوتی کی طرح اپنے استاد کو فروخت کر دیتے ہیں؛ وہ جو سکندر کی طرح انجیل کے حق میں کفر بکتے؛ اور وہ جو حنیاہ اور

اُس کی بیوی سفیرہ کی طرح جھوٹ بولتے ہوئے صحیح حالات چھپاتے ہیں۔

پُرامید : لگتا ہے کہ کسی نہ کسی وقت اُن میں سے ہر ایک ہماری طرح مسافر تھا۔

گڈریے: ہاں بلکہ وہ کافی دُور تک سفر کرنے میں کام یاب بھی تھے۔

پُرامید : یہ مسافر کتنی دُور تک جا پہنچے؟

گڈریے: بعض تو دُور نکل گئے اور بعض اِن پہاڑوں تک بھی نہ پہنچے۔

مسافر:(ایک دوسرے سے) ہمیں قادرِ مطلق کی منت کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ ہمیں طاقت بخش دے۔

گڈریے: بے شک، اور جب قوت ملی تو اُسے کام میں لانے کی بھی ضرورت ہو گی۔

اب مسافر آگے جانا چاہتے تھے، تو گڈریے مان گئے۔ وہ وہاں تک اکٹھے آگے بڑھے جہاں پہاڑوں کا سلسلہ ختم ہوا۔ جاتے جاتے گڈریے آپس میں کہنے لگے، "دیکھتے ہیں کہ یہ مسافر ہماری دوربین سے دیکھنے کے قابل ہوں۔ اگر قابل ہوں تو اُنہیں آسمانی شہر کے پھاٹک دکھا سکتے

ہیں۔" وہ اُنہیں ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے جس کا نام شفاف تھا۔ وہاں اُنہوں نے اُنہیں اپنی دُور بین دی۔

اُنہوں نے دیکھنے کی کوشش تو کی، مگر پچھلے منظر کی یاد سے اُن کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے۔ اُنہیں کچھ صاف صاف تو نظر نہ آیا، لیکن اُنہوں نے پھاٹک سا کچھ دیکھا۔ مکان کا جلال بھی کچھ کچھ نظر آیا۔ تب وہ خوشی سے گیت گانے لگا۔

جب وہ روانہ ہونے کو تھے تو ایک گڈریے نے اُنہیں ایک کاغذ دیا جس میں راستے کا بیان کیا گیا تھا۔

دوسرے نے کہا، "چاپلوس سے ہوشیار رہنا۔"

تیسرے نے کہا، "خبردار، جادو کے میدان میں نہ سونا۔"

چوتھے نے کہا، "خداوند تعالیٰ کی برکت تم پر ہو۔"

اِتنے میں مَیں بھی اپنی نیند سے جاگ اُٹھا۔

پھر میدان میں

جہالت

پھر مَیں نے دوبارہ سو کر خواب میں دیکھا کہ دونوں مسافر پہاڑوں سے اُتر کر شہر کو سیدھے چلے جا رہے ہیں۔ اُن پہاڑوں سے تھوڑی دُور آگے بڑھ کر بائیں ہاتھ خود پسندی نامی مُلک ہے۔ اُس مُلک میں سے ایک چھوٹی سی ٹیڑھی پگڈنڈی اِس راہ میں آ ملی ہے۔ یہاں اُنہیں جہالت نامی ایک بڑا چست آدمی ملا جو اُسی ملک سے آ رہا تھا۔ مومن نے اُس سے پوچھا، "تم کہاں سے آئے اور کدھر جا رہے ہو؟"

جہالت: صاحب، میری پیدائش اُس ملک کی ہے جو بائیں ہاتھ پر ہے، اور مَیں آسمانی شہر کو جا رہا ہوں۔

مومن: تمہیں وہاں داخل ہونے کی کیسے اُمید ہے؟ کیا مشکل نہیں ہو گا؟

جہالت: اَور نیک لوگوں کی طرح مَیں بھی دخل پاؤں گا۔

مومن: تمہارے پاس پھاٹک پر دکھانے کا کون سا اجازت نامہ ہے کہ تمہیں اندر جانے دیں؟

جہالت: مَیں اپنے خداوند کی مرضی جانتا ہوں۔ مَیں نے نیکی کر کے زندگی بسر کی ہے۔ مَیں ہر ایک آدمی کو اُس کا حق ادا کرتا، دعا مانگتا،

روزہ رکھتا اور خیرات دیتا ہوں۔ ہاں، اب مَیں نے اُس جگہ کی خاطر اپنا ملک بھی چھوڑ دیا ہے۔

مومن: سچ، لیکن تم تنگ دروازے سے جو راہ کے شروع میں ہے نہیں آئے بلکہ اُس ٹیڑھی پگڈنڈی سے۔ اِس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ عدالت کے دن تم شہر میں دخل نہیں پاؤ گے بلکہ تمہیں چور اور ڈاکو ٹھہرایا جائے گا۔

جہالت: صاحبو! آپ تو بالکل پردیسی ہیں۔ مَیں آپ کو نہیں جانتا۔ بہتر ہے کہ آپ اپنے ملک کے مذہب کی پیروی کریں اور مَیں اپنے ملک کی۔ اُمید ہے کہ انجام بخیر ہو گا۔ جہاں دروازے کی بات ہے، تمام دُنیا جانتی ہے کہ وہ ہمارے ملک سے بہت دُور ہے۔ ہمارے سارے ملک میں شاید ہی کوئی ہو جسے اِس راہ کی خبر ہو۔ اور خبر رکھنے کی ضرورت بھی نہیں، کیونکہ ہماری پگڈنڈی اچھی خاصی اور نزدیک کی راہ سے نکل آئی ہے۔

جب مومن نے دیکھا کہ یہ آدمی اپنے آپ کو دانش مند سمجھتا ہے تو اُس نے پُرامید کے کان میں کہا، "اُس کی نسبت احمق کے سدھرنے کی زیادہ اُمید ہے۔[a] راستے پر چلتے وقت بھی احمق سمجھ سے خالی ہے، جس سے بھی ملے اُسے بتاتا ہے کہ وہ بے وقوف ہے۔[b] اب ہم کیا کریں؟ اِسے چھوڑ دیں تاکہ جو کچھ ہم نے اُسے بتایا ہے اُس پر دھیان دے؟ پھر ہم اِس کے بعد ٹھہر کر دیکھیں کہ اُسے دھیرے دھیرے سمجھانے سے فائدہ ہو رہا ہے کہ نہیں۔"

پُرامید نے کہا، "میری دانست میں اچھا نہیں کہ اِسے سیدھے ہر بات بتائیں۔ تو ٹھیک ہے، اُس سے تھوڑی دیر کے لئے الگ ہو جائیں اور جب وہ باتیں سمجھنے کے قابل ہو جائے تو اُس سے پھر گفتگو کریں۔

---

[a] امثال 12:26
[b] واعظ 3:10

گُمراہ

دونوں آگے بڑھے جبکہ جہالت اُن کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ تھوڑی دُور آگے ایک اندھیری گلی میں سے گزرنا پڑا۔ وہاں اُنہیں ایک آدمی ملا جسے سات شیطان سات مضبوط رسوں سے باندھے تھے۔ وہ اُسے جہنم والے اُس دروازے کی طرف لے جا رہے تھے جو پہاڑ کے دامن میں پڑا تھا۔[a]

یہ دیکھ کر مومن اور پُرامید کانپ اُٹھے۔ مومن کی نظر اُس پر پڑی تو خیال آیا کہ شاید یہ گمراہ ہے جو ترکِ ایمان نامی شہر میں رہتا ہے۔ لیکن

[a] متی 45:12؛ امثال 22:5

وہ اُسے اچھی طرح نہ دیکھ پایا، کیونکہ وہ اپنے سر کو پکڑے ہوئے چور کی طرح نیچے جھکائے چل رہا تھا۔ پُرامید نے اُس کی پُشت پر نظر کی تو یہ لکھا تھا: باہر سے مومن، اندر سے عیاش۔ ایمان کو چھوڑنے سے ملعون۔

کم ایمان کی داستان

تب مومن نے اپنے ساتھی سے کہا، "اب مجھے ایک بات یاد آئی جو اِسی مقام پر ایک آدمی پر گزری۔ اُس کا نام کم ایمان تھا۔ وہ اچھا آدمی تھا اور کھرا نامی شہر میں رہتا تھا۔ بات یہ ہے کہ چوڑی راہ کے دروازے سے ایک پگڈنڈی یہاں آ ملتی ہے جو قتل و غارت کی پگڈنڈی کہلاتا ہے۔ یہ نام اِس لئے رکھا گیا کہ وہاں اکثر خون ہوا کرتا ہے۔

کم ایمان ہماری طرح مسافر تھا۔ یہاں پہنچ کر وہ بیٹھ کر سو گیا۔ اُسی وقت تین ٹھگ چوڑے دروازے سے آئے۔ اُن کے نام کم جرأت، شبہ اور احساسِ جرم تھے۔ یہ تین بھائی کم ایمان کو دیکھتے ہی اُس کے پاس آ پہنچے۔ یہ بے چارہ ابھی نیند سے جاگا ہی تھا اور اپنی راہ چلنے کے لئے اُٹھ رہا تھا کہ اُنہوں نے اُسے ڈرا دھمکا کر حکم دیا، "رک

جاؤ۔" کم ایمان کا رنگ اُڑ گیا۔ اُسے نہ تو لڑنے کی ہمت رہی، نہ بھاگنے کی۔ تب کم جرأت نے کہا، "اپنی تھیلی ہمیں دے دے۔"

جب وہ کچھ جھجکنے لگا تو شبہ نے لپک کر اُس کی جیب سے روپوں کی تھیلی نکال لی۔ کم ایمان نے "چور چور" پکارا، لیکن احساسِ جرم نے اُس کے سر کو ڈنڈے سے ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر کر رہ گیا۔ اُس کی چوٹوں سے اِتنا خون بہنے لگا کہ مرنے کا خطرہ تھا۔

ڈاکو کافی دیر تک لاپروا اُس کے پاس کھڑے رہے۔ لیکن اچانک سڑک پر کسی کے آنے کی آواز سنائی دی۔ قریب ہی شہر پُر بھروسا

واقع تھا، اور وہاں ایک پہلوان بنام فضلِ اعظم رہتا تھا۔ اب ڈاکوؤں کو اندیشہ ہوا کہ یہ آرہا ہے، اِس لئے اُٹھ بھاگے۔ کچھ دیر بعد کم ایمان نے ہوش سنبھالا اور گرتے سنبھلتے اپنی راہ لی۔"

پُرامید : کیا اُنہوں نے اُس کا سب کچھ لے لیا؟

مومن: نہیں، اُس کے زیور بچے رہے۔ لیکن سنا ہے کہ اُسے بڑا صدمہ ہوا۔ ڈاکوؤں نے سفر خرچ کے تقریباً تمام روپئے اُس سے چھین لئے۔ زیور اور کچھ تھوڑے سے پیسے بچ تو گئے، مگر وہ کافی نہ تھے۔ مَیں نے تو یہاں تک سنا کہ اُسے راہ میں بھیک مانگنی پڑی۔ اپنے زیورات وہ بیچنا نہیں چاہتا تھا۔ کہیں بھیک مانگنا اور کہیں محنت مزدوری کرنا پڑا۔ پھر بھی وہ سفر کے آخر تک اکثر بھوکے بھوکے پھرتا رہا۔[a]

پُرامید : کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ اُنہوں نے اُس کے پروانے کو نہ لیا جس سے وہ آسمانی پھاٹک میں دخل پانے کو تھا؟

---

[a] لوقا 16:15

مومن: ہاں، یہ تعجب کی بات تو ہے۔ لیکن اِس میں اُس کی کوئی تعریف نہیں۔ یہ اُس کی حکمت سے نہ ہوا، کیونکہ وہ اُن کے آتے ہی ہمت ہار بیٹھا۔ اُسے نہ کوئی چیز چھپانے کی طاقت تھی اور نہ اپنے آپ کو بچانے کا خیال۔ یہ خدا کی نیک مرضی سے ہوا کہ ڈاکو یہ اچھی چیز لینے میں چُوک گئے۔[a]

پُرامید: اِس سے اُسے تسلی تو ہوئی ہو گی کہ اُنہوں نے میرے زیور تو چھوڑ دیئے۔

مومن: ہاں، اگر وہ یوں سوچتا۔ لیکن وہ اپنے روپوں کے چھن جانے سے اِتنا مایوس ہو گیا تھا کہ اکثر بُھول جاتا تھا کہ میرے پاس زیور ہیں۔ اور جب کبھی یاد آتا تو نقصان کا خیال پھر تازہ ہو جاتا تھا۔

پُرامید: بے چارے کو بڑا غم ہوا ہو گا۔

مومن: ہاں، یہ تو ہے۔ اگر ہم بھی اجنبی جگہ میں لُوٹے اور زخمی کیے جاتے تو کیا ہمارا بھی یہی حال نہ ہوتا؟ بلکہ تعجب یہ ہے کہ وہ غم سے مرا نہیں۔ مَیں نے سنا کہ باقی تمام راہ میں آہ و نالے کے سِوا اُس کا

---

[a] 2 تیم 1:12-14؛ 1 پطرس 1:5-9

کچھ اَور کام نہ تھا۔ راہ میں جس سے بھی ملتا اُسے بتاتا کہ مَیں کہاں اور کیونکر لُوٹا گیا؛ وہ کون تھے جنہوں نے مجھے لُوٹا؛ مَیں نے کیا کیا گنوایا، کیسے زخمی ہوا اور کس مشکل سے بچا۔

پُرامید : مَیں حیران ہوں کہ اُس نے سفر خرچ کے لئے اپنے زیور میں سے نہ کچھ بیچ ڈالا نہ رہن رکھا۔

مومن: تُم ایسے باتیں کر رہے ہو جیسے آج تک تمہاری سمجھ میں کچھ نہ آیا ہو۔ بھلا وہ کس چیز کے لئے اُنہیں گروی رکھتا؟ یا کس کے ہاتھ اُنہیں بیچ دیتا؟ اُس تمام ملک میں جہاں وہ لُوٹا گیا اُس کے زیوروں کی کچھ قدر نہ تھی۔ اور جو مدد اُسے وہاں سے مل سکتی تھی اُسے وہ لینا نہیں چاہتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اگر اُس کے زیور آسمانی شہر کے پھاٹک پر نہ پائے جاتے تو وہاں اپنی میراث سے خارج کیا جاتا۔ یہ تو اُس کے لئے دس ہزار ڈاکوؤں اور اُن کی ڈکیتی سے زیادہ بُرا ہوتا۔

پُرامید : بھائی کیوں اِتنی سختی کر رہے ہو؟ عیسو نے دال کے سالن کے واسطے اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا[a] جو اُس کا سب سے بڑا زیور تھا۔ اگر وہ یہ کرسکتا تھا تو کم ایمان ایسا کیوں نہ کرسکا؟

مومن: بے شک عیسو نے اپنے پہلوٹھے کا حق بیچ ڈالا۔ بہتیرے اَور بھی ایسا ہی کرتے ہوئے اپنے آپ کو بڑی بڑی برکتوں سے محروم کر لیتے ہیں۔ لیکن عیسو اورکم ایمان اور اُن کی روحانی حالت میں بہت فرق ہے۔ عیسو کے پہلوٹھا ہونے کا حق معمولی سا تھا لیکن کم ایمان کے زیور ایسے نہ تھے۔ عیسو کا پیٹ اُس کا خدا تھا جبکہ کم ایمان کا پیٹ ایسا نہ تھا۔ عیسو صرف اپنی جسمانی خواہشیں پوری کرنا چاہتا تھا جبکہ کم ایمان کی سوچ فرق تھی۔ عیسو کو اپنی ہَوس پوری کرنے کے سوا کچھ اَور خیال نہ تھا، یعنی اُس نے کہا کہ "مَیں تو بھوک سے مر رہا ہوں، پہلوٹھے کا حق میرے کس کام کا؟"[b] کم ایمان کا ایمان کم ہی تھا، لیکن اپنے تھوڑے سے ایمان کے سبب وہ ایسی بے وقوفی سے بچا رہا۔

---

[a] عبرانیوں 16:12

[b] پَیدائش 32:25

عیسو نے اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا، مگر کم ایمان نے اپنے زیوروں کی قدر کی۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ عیسو ایمان رکھتا تھا۔ ایمان کا ایک ذرہ بھی نہیں۔

یہ تو حیرانی کی بات نہیں کہ جہاں صرف نفس حکومت کرتا ہو وہاں کوئی اپنے پہلوٹھے کا حق، اپنی جان، اپنا سب کچھ، ہاں اپنے آپ کو جہنم اور شیطان کے ہاتھوں بیچ ڈالے۔ ایسا شخص "ریگستان میں رہنے کی عادی گدھی ہی ہے جو شہوت کے مارے ہانپتی ہے۔ مستی کے اِس عالم میں کون اُس پر قابو پا سکتا ہے؟"[a] جب ایسے لوگوں کی شہوت کسی چیز کی طرف مائل ہو جائے تو چاہے اُس کی قیمت کتنی کیوں نہ ہو وہ اُس کے پیچھے دوڑے چلے جاتے ہیں۔ لیکن کم ایمان اَور ہی مزاج کا آدمی تھا۔ اُس کا دل آسمانی چیزوں پر لگا تھا، اور اُس کی زندگی اُن چیزوں پر مبنی تھی جو روحانی اور آسمانی ہیں۔

اِس لئے ایسا آدمی اپنے دل کو ناچیز اشیا سے بھرنے کے لئے کیوں اپنے زیور بیچے گا؟ کیا کوئی سوکھی گھاس سے اپنا پیٹ بھرنے کو ایک

---

[a] یرمیاہ 24:2

پیسہ بھی دے گا؟ کیا فاختہ کوے کی طرح مُردار کھا سکتی ہے؟ ہو سکتا ہے کہ ایمان سے خالی لوگ جسمانی شہوتوں کے لئے اپنے تمام مال و متاع اور شاید اپنے آپ کو بھی رہن ڈال دیں یا بیچ ڈالیں۔ پھر بھی جو ایمان رکھتے ہیں وہ ایسا نہیں کر سکتے، چاہے اُن کا ایمان کیسا ہی کم کیوں نہ ہو۔ اِس میں بھائی تمہارا خیال غلط ہے۔

پُرامید : یہ تو سب ٹھیک ہی ہے۔ لیکن تمہاری سخت کلامی سے مجھے کچھ غصہ آیا۔

مومن: مَیں نے تو صرف اِس معاملے کی تنقید کی کہ تم نے بے سوچے سمجھے بات کی تھی۔ خیر، اِس خیال کو چھوڑ کر اصل مضمون پر دھیان دیں۔

پُرامید : بھائی، مجھے یقین ہے یہ تینوں ڈاکو بڑے ڈرپوک تھے، ورنہ کیا وہ ایک ہی آدمی کی آواز سن کر بھاگ اُٹھتے؟ کم ایمان نے کیوں جی سنبھال کر دلیری نہ دکھائی؟ کم ازکم اُسے اپنے دفاع میں کچھ نہ کچھ کوشش کرنی تھی۔یعنی صرف اُس وقت شکست تسلیم کرنی تھی جب بچنے کا ہر وسیلہ بے کار رہ جاتا۔

مومن: ہاں، بہتوں کا خیال ہے کہ یہ ڈاکو ڈرپوک ہیں۔لیکن آزمائش کے وقت یہ ایسے نہیں لگتے۔ آپ نے دلیری کا ذکر کیا، مگر کم ایمان کے دل میں دلیری تھی ہی نہیں۔ اور بھائی، مجھے لگتا ہے کہ اگر تمہارا ڈاکوؤں سے آمنا سامنا ہو جاتا تو تم بھی جلد ہی ہمت ہار بیٹھتے۔ ابھی تو وہ ہم سے دُور ہیں، لیکن اگر قریب آ کر تم پر حملہ کریں تو تمہارا خیال کچھ اَور ہی ہو گا۔

پھر خیال کرنا چاہیئے کہ یہ دراصل اتھاہ گڑھے کے بادشاہ کی خدمت کرتے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو وہ آپ اُن کی مدد کے لئے آئے گا، اور اُس کی آواز گرجتے ہوئے شیر ببر کی سی ہے۔[a] ایک بار مَیں خود کم ایمان کی طرح ایسے مقابلے میں پڑ گیا تو مَیں نے اِسے ایک ہولناک کام پایا۔ یہ تینوں ٹھگ مجھ پر حملہ کرنے لگے۔ مَیں نے اچھے مومن کی طرح اُن کا مقابلہ کیا تو اُنہوں نے آواز دی اور اُن کا آقا فوراً آ پہنچا۔ میری جان لبوں پر آ گئی۔ لیکن خدا کی مرضی سے میرے ہتھیار بہت مضبوط تھے۔ تو

[a] 1 پطرس 8:5

بھی مَیں نے اِس لڑائی کو بہت مشکل پایا۔ اِس لڑائی کا اندازہ وہی کر سکتے ہیں جو خود اِس کا تجربہ کر چکے ہیں۔

پُرامید : لیکن فضلِ اعظم کے آنے کے اندیشے سے ہی وہ بھاگ نکلے۔

مومن: سچ ہے کہ جب کبھی فضلِ اعظم دکھائی دیتا تو وہ اور اُن کا آقا دونوں اکثر بھاگ جاتے ہیں۔ اور یہ حیرانی کی بات نہیں، کیونکہ وہ ہمارے بادشاہ کا پہلوان ہے۔ لیکن تمہیں کم ایمان اور بادشاہ کے پہلوان کے درمیان کچھ فرق کرنا چاہیئے۔ بادشاہ کے سب بندے پہلوان نہیں ہوتے۔ جب آزمائے جائیں تو وہ پہلوان کا سا کرتب نہیں دکھا سکتے۔ کیا یہ سوچنا ٹھیک ہے کہ چھوٹا بچہ داؤد کی طرح جالوت دیو کا مقابلہ کر سکتا ہے؟ یا کیا چڑیا میں بَیل کی سی طاقت ہے؟ بعض مضبوط ہیں، بعض کمزور؛ بعض کا ایمان بہت ہوتا ہے اور بعض کا تھوڑا۔ یہ آدمی کمزور تھا اِس لئے زخمی ہو کر رہ گیا۔

پُرامید : کاش کہ فضلِ اعظم اُس کی مدد کرنے کو آ پہنچتا!

مومن: اگر وہ آتا تو ممکن ہے کہ اُس کے لئے بھی مشکل ہوتی۔ بے شک فضلِ اعظم بڑا پہلوان ہے۔ جب تک اُس کی تلوار تیز ہی رہے وہ خوب مقابلہ کرسکتا ہے۔ لیکن اگر کم جرأت، شبہ اور احساسِ جرم اُس کے زرہ بکتر کو چھیدسکیں تو کام بڑا مشکل ہو جاتا ہے اور شاید وہ گر بھی جائے۔ اور جب کوئی نیچے گر پڑے تو وہ کیا کرسکتا ہے؟

جو کوئی فضلِ اعظم کے چہرے پر دھیان دے وہ زخموں کے بہت نشان دیکھے گا۔ ایک مرتبہ مَیں نے اُسے لڑائی کے وقت یہ کہتے سنا، "ہم جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔"[a] اِن ٹھگوں اور اُن کے ساتھیوں نے داؤد کو بھی کتنی مصیبت میں ڈال دیا۔ ہیمان[b] اور حزقیاہ بھی دونوں پہلوان تھے، لیکن جب اُنہیں گھیرا گیا تو کیسی مشکلوں میں پڑ گئے اور کتنی بُری طرح مارے گئے! پطرس بھی جوش میں آ کر اُن کا سامنا کرنے کو تیار ہوا۔لیکن اُنہوں نے اُس کا بھی ایسا مقابلہ کیا کہ آخر وہ ایک لونڈی سے ڈرنے لگا۔

---

[a] 2 کرنتھیوں 1:8-10

[b] زبور 88

یہ بھی بات ہے کہ اُن کا بادشاہ اُن کی سیٹی کی آواز سنتے ہی آموجود ہوتا ہے۔ وہ کبھی اِتنی دُور نہیں رہتا کہ اُن کی آواز نہ سنے۔ اُس کے بارے میں یوں کہا گیا ہے کہ "ہتھیاروں کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوتا، خواہ کوئی تلوار، نیزے، برچھی یا تیر سے اُس پر حملہ کیوں نہ کرے۔ وہ لوہے کو بھوسا اور پیتل کو گلی سڑی لکڑی سمجھتا ہے۔ تیر اُسے نہیں بھگا سکتے، اور اگر غلیل کے پتھر اُس پر چلاؤ تو اُن کا اثر بھوسے کے برابر ہے۔ ڈنڈا اُسے تنکا سا لگتا ہے، اور وہ شمشیر کا شورشرابہ سن کر ہنس اُٹھتا ہے۔"[a] ایسی حالت میں مسافر کیا کرے؟

بے شک اگر کسی کے پاس ایوب کا گھوڑا ہو تو وہ بڑے بڑے کام کر سکتا ہے۔ جس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ٹڈی کی طرح پھلانگتا ہے۔ "جب وہ زور سے اپنے نتھنوں کو پُھلا کر آواز نکالتا ہے تو کتنا رُعب دار لگتا ہے! وہ وادی میں سُم مار مار کر اپنی طاقت کی خوشی مناتا، پھر بھاگ کر میدانِ جنگ میں آ جاتا ہے۔ وہ خوف کا مذاق اُڑاتا اور کسی سے بھی نہیں ڈرتا، تلوار کے رُوبرُو بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ اُس کے

[a] ایوب 39:26-29

اوپر ترکش کھڑکھڑاتا، نیزہ اور شمشیر چمکتی ہے۔ وہ بڑا شور مچا کر اِتنی تیزی اور جوش و خروش سے دشمن پر حملہ کرتا ہے کہ بِگل بجتے وقت بھی روکا نہیں جاتا۔ جب بھی بِگل بجے وہ زور سے ہنہناتا اور دُور ہی سے میدانِ جنگ، کمانڈروں کا شور اور جنگ کے نعرے سونگھ لیتا ہے۔"[a]

لیکن میرے اور تم جیسے پیادوں کو دشمن کے ملنے کی خواہش کبھی نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور جب دوسروں کی شکست کا حال سنیں تو شیخی نہیں مارنا چاہیئے کہ ہم ہوتے تو ایسا کچھ کرتے۔ ہم اپنی جواں مردی پر ناز نہ کریں، کیونکہ ایسے لوگ آزماتے وقت اکثر نکمے ثابت ہوتے ہیں۔ پطرس نے شیخی مار کر کہا کہ "مَیں اپنے اُستاد کی حفاظت کروں گا، چاہے دوسرے سب اُسے چھوڑیں۔" لیکن اُسی نے شکست کھا کر اپنے آقا کو چھوڑ دیا۔

غرض، جب ہم بادشاہ کی شاہراہ پر ایسے ڈاکوؤں کی خبر سنیں تو ہمیں دو کام کرنے چاہئیں۔ پہلے، آؤ ہم ہمیشہ ہتھیار باندھ کر چلیں۔ ڈھال ضرور پاس رکھیں۔ کیونکہ اِن کے بغیر شیطان ہم سے کبھی نہیں ڈرے

[a] ایوب 39:19-25

گا۔ ایک بڑے تجربہ کار نے کہا ہے کہ "ایمان کی ڈھال بھی اُٹھائے رکھیں، کیونکہ اِس سے آپ ابلیس کے جلتے ہوئے تیر بجھا سکتے ہیں۔"[a]

دوسرے، آؤ، ہم بادشاہ سے مِنت کریں کہ وہ ہمیں چرواہے بھیجے جو ہماری راہنمائی کریں۔ ساتھ ساتھ وہ آپ ہی ہمارے ساتھ چلے۔ اِس وجہ سے داؤد تاریک ترین وادی میں بھی خوش تھا۔ اور موسیٰ نے فرمایا کہ "اگر تُو خود ساتھ نہیں چلے گا تو پھر ہمیں یہاں سے روانہ نہ کرنا۔"[b]

میرے بھائی، اگر وہ ہمارے ساتھ چلے تو پھر ہمیں کیا ڈر اگر دس ہزار بھی ہمارے خلاف کھڑے ہو جائیں؟[c] لیکن اُس کے بغیر انسان گر کر ہلاک ہو جاتا ہے۔[d]

جہاں میرا تعلق ہے، مجھے بہت سی لڑائیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن یہ اُسی کی مہربانی ہے کہ مَیں زندہ ہوں، خود مَیں اپنی مردانگی پر فخر

---

[a] افسیوں 16:6
[b] خروج 15:33
[c] زبور 3:5-8؛ 27:1-3
[d] یسعیاہ 4:10

نہیں کر سکتا۔ خدا کرے، کوئی ایسی دہشت راہ میں نہ ملے۔ اور اگر ملے بھی تو اُمید ہے کہ خدا ہم کو اگلے دشمنوں سے بھی رہائی بخشے گا۔

چاپلوس اور اُس کا جال

اب تک وہ آگے بڑھ رہے تھے جبکہ جہالت اُن کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ چلتے چلتے ایک ایسی جگہ آئی جہاں اُن کی راہ میں ایک اَور راہ آ ملی جو اُس راہ جیسی سیدھی لگتی تھی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ کسے اختیار کریں، کیونکہ دونوں سیدھی نظر آتی تھیں۔ وہ رُک کر سوچنے لگے۔ وہ یوں جھجک رہے تھے کہ ایک آدمی اُن کے پاس آیا جو سفید سے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اُس نے پوچھا، "تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟"

اُنہوں نے جواب دیا، "ہم آسمانی شہر کو جا رہے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ اِن راہوں میں سے کس کو اختیار کریں۔"

وہ بولا، "میرے پیچھے چلے آؤ۔ مَیں بھی وہیں جا رہا ہوں۔"

دونوں اُس کے پیچھے ہو لئے۔ لیکن تھوڑی دُور جا کر راہ دوسری طرف پھر گئی، ایسا کہ آسمانی شہر اُن کے پیچھے تھا۔ لیکن اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کریں اُن کا راہنما اُن کو ایک دام میں یوں گھیر لایا کہ وہ پھنس گئے

اور نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں۔ اُس وقت سفید کپڑا اُس آدمی کی پیٹھ سے گر پڑا اور پتہ چلا کہ وہ مسافر نہیں ہے۔ وہ کچھ دیر وہاں پڑے چلّاتے رہے، کیونکہ وہ نکل نہیں سکتے تھے۔

تب مومن نے اپنے ساتھی سے کہا، "اب مَیں اپنی غلطی پہچانتا ہوں۔ کیا گڈریوں نے نہیں کہا تھا کہ چاپلوس سے خبر دار رہنا؟ ہم نے

آج وہ قول سچا پایا کہ جو اپنے پڑوسی کی چاپلوسی کرے وہ اُس کے قدموں کے آگے جال بچھاتا ہے۔[a]

پُرامید : اُنہوں نے راہ کے لئے ہمیں ایک ہدایت نامہ بھی تو دیا تھا۔ لیکن ہم اُسے پڑھنا بھول گئے اِس لئے ہلاک کرنے والے کی راہ سے باز نہ رہے۔ داؤد ہم سے ہوشیار نکلا، کیونکہ وہ فرماتا ہے، "جو کچھ بھی دوسرے کرتے ہیں مَیں نے خود تیرے منہ کے فرمان کے تابع رہ کر اپنے آپ کو ظالموں کی راہوں سے دُور رکھا ہے۔"[b]

یوں وہ آہیں بھرتے پڑے رہے۔ آخر اُنہوں نے دُور سے دیکھا کہ ایک نورانی آدمی اُن کی طرف چلا آ رہا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں چھوٹی رسیوں کا ایک کوڑا ہے۔ جب وہ پہنچا تو اُس نے اُن سے پوچھا، "تم کہاں سے آئے اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"

---

[a] امثال 5:29
[b] زبور 4:17

اُنہوں نے جواب دیا، "ہم غریب مسافر ہیں۔ کوہِ صیون کو جا رہے تھے، لیکن ایک آدمی نے جو سفید کپڑے پہنے تھا ہمیں راہ سے بہکا دیا۔"

تب اُس نے کوڑا ہلاتے ہوئے کہا، "وہ چاپلوس ہے اور ایک جھوٹا رسول جس نے اپنے آپ کو نورانی فرشتے کا ہم شکل بنا لیا ہے۔"[a] یہ کہتے ہی اُس نے جال پھاڑ کر اُنہیں نکالا اور کہا، "میرے پیچھے چلے آؤ کہ تمہیں پھر صحیح راہ میں لے جاؤں۔" چنانچہ وہ اُنہیں واپس موڑ کر اُس راہ پر لے گیا جو اُنہوں نے چاپلوس کی پیروی کرنے سے چھوڑ دی تھی۔

پھر اُس نے اُن سے پوچھا، "تم آج رات کہاں سوئے تھے؟"

مومن: خوش نما پہاڑوں پر گڈریوں کے ہاں۔

نوری: کیا تم نے اِس راہ کے لئے ہدایت نامہ نہیں پایا؟

مومن: پایا ہے۔

نوری: جب تم سوچنے کو کھڑے ہو گئے تھے تو تم نے اِس ہدایت نامے کو نہ پڑھا؟

مومن: نہیں۔

---

[a] دانیال 11:32؛ 2 کرنتھیوں 11:13-14

نوری: کیوں نہیں؟

مومن: ہم بھول گئے تھے۔

نوری: کیا گڈریوں نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ چاپلوس سے ہوشیار رہنا؟

مومن: ہاں، اُنہوں نے کہا تو تھا۔ لیکن ہمیں گمان بھی نہ ہوا کہ یہ شخص جو ایسی میٹھی میٹھی باتیں کر رہا ہے چاپلوس ہو سکتا ہے۔[a]

پھر مَیں نے دیکھا کہ اُس نے اُنہیں حکم دیا، "لیٹ جاؤ۔" جب وہ لیٹ گئے تو اُس نے اُنہیں سخت مار ماری تاکہ اُنہیں عبرت ہو کہ کس راہ پر اُنہیں چلنا مناسب ہے۔[b] سزا دیتے وقت اُس نے اُنہیں بتایا، "جن کو مَیں پیار کرتا ہوں اُن کی مَیں سزا دے کر تربیت کرتا ہوں۔ اب سنجیدہ ہو جاؤ اور توبہ کرو۔"[c] پھر اُنہیں کہا، "اُٹھو، اپنی راہ لو

---

[a] رومیوں 16:17-18
[b] استثنا 25:1-2؛ 2 تواریخ 6:27
[c] مکاشفہ 3:19

اور گڈریوں کی دوسری ہدایات کو یاد رکھو۔" اُنہوں نے اُس کی سب مہربانیوں کا شکریہ ادا کیا اور گیت گاتے ہوئے راہ پر ہو لئے۔

کافر

تھوڑی دیر بعد اُنہوں نے دُور سے ایک آدمی کو آتے دیکھا۔ تب مومن نے اپنے ساتھی سے کہا، "سامنے سے کوئی ہم سے ملنے آ رہا ہے جس کی پیٹھ کوہِ صیون کی طرف ہے۔"

پُرامید : خبردار! کہیں یہ بھی چاپلوس جیسا نہ ہو۔ وہ آتے آتے اُن کے پاس آ پہنچا۔ اُس کا نام کافر تھا۔

وہ اُن سے کہنے لگا، "کہاں جا رہے ہو؟"

مومن: ہم کوہِ صیون کو جا رہے ہیں۔

اِس پر کافر نے بڑے زور سے قہقہہ مارا۔

مومن: کیوں صاحب، یہ کیا ہے؟

کافر: مجھے تمہاری نادانی پر ہنسی آتی ہے۔ تم نے ایسا سفر اختیار کیا ہے جہاں سوائے تکلیف کے اور کچھ نہ پاؤ گے۔

مومن: کیوں؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم منظور نہیں ہوں گے؟

کافر: منظور؟ دنیا بھر میں کوئی ایسی جگہ ہی نہیں جس کا تم خواب دیکھ رہے ہو۔

مومن: لیکن آنے والی دُنیا میں تو ہے۔

کافر: اپنے وطن میں مَیں نے بھی یہی سنا تھا اور اُسی کو دیکھنے پردیس میں آیا۔ بیس برس سے مَیں اُس شہر کی تلاش میں ہوں مگر ابھی تک کوئی نہیں پایا۔[a]

مومن: ہم دونوں نے سنا ہے اور ایمان بھی رکھتے ہیں کہ ایسی جگہ ضرور موجود ہے۔

کافر: اگر مَیں بھی یقین نہ کرتا تو اِتنی دُور اُس کی تلاش میں نہ آیا ہوتا۔ لیکن مَیں نے کچھ نہ پایا، اور مجھے پانا چاہیئے تھا، کیونکہ مَیں تم سے بھی

[a] واعظ 15:10

آگے ہو آیا ہوں۔ اب مَیں واپس جا رہا ہوں تاکہ اُن چیزوں سے اپنا دل بہلاؤں جن کو مَیں نے بے فائدہ چھوڑ دیا تھا۔

مومن: (پُرامید سے) کیا یہ آدمی سچ کہتا ہے؟

پُرامید : خبردار! یہ خوشامد کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ یاد رکھو کہ ایسے لوگوں کی سننے سے ہم پر کیا گزر چکا ہے۔ کیا ہم نے خوش نما پہاڑوں

پر سے اُس شہر کے پھاٹک کو نہ دیکھا تھا؟ اور کیا اب ہم ایمان پر نہیں چلتے؟[a] آؤ، آگے بڑھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوڑے والا ہمیں پھر پکڑ لے۔

تمہیں تو مجھے یہ بتانا تھا کہ "میرے بیٹے، تربیت پر دھیان دینے سے باز نہ آ، ورنہ تُو علم و عرفان کی راہ سے بھٹک جائے گا۔"[b] میرے بھائی، اِس کی مت سننا بلکہ آؤ، ہم ایمان رکھ کر نجات پائیں۔[c]

مومن: بھائی، مَیں نے یہ سوال اِس لئے نہیں کیا کہ مجھے اپنے ایمان کی سچائی پر شک ہے۔ مَیں تمہیں آزما کر تمہارے دل کی دیانت داری جانچنا چاہتا تھا۔ اِس آدمی کے بارے میں مَیں جانتا ہوں کہ اِس دُنیا کے سردار نے اُسے اندھا کر رکھا ہے۔ آؤ، آگے بڑھیں۔ کیونکہ ہم سچائی جانتے ہیں، اور کوئی بھی جھوٹ سچائی کی طرف سے نہیں آ سکتا۔[d]

پُرامید : اب مَیں خدا کے جلال کی اُمید میں خوش ہوں۔

---

[a] 2 کرنتھیوں 7:5
[b] امثال 27:19
[c] عبرانیوں 39:10
[d] 1یوحنا 21:2

چنانچہ وہ کافر کی طرف سے پھر گئے جبکہ وہ اُن پر ہنستا اپنی راہ چلا گیا۔

جادو کا میدان

پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ جاتے جاتے ایک ملک میں پہنچے جس کی ہَوا ایسی تھی کہ جب کوئی اجنبی وہاں جاتا تو اُسے سُلا دیتی تھی۔ اچانک پُرامید بہت ہی سُست اور نیند سے مغلوب ہو گیا۔ وہ مومن سے کہنے لگا، "مجھے تو ایسی نیند آ رہی ہے کہ مشکل سے اپنی آنکھیں کھلی رکھ سکتا ہوں۔ آؤ، یہاں ذرا لیٹ کر آنکھ لگا لیں۔"

مومن: کبھی نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سو جائیں اور پھر کبھی جاگیں ہی نہ۔

پُرامید : کیوں بھائی؟ نیند تو مزدور کا حق ہے۔ اگر ایک جھپکی لے لیں تو پھر تازہ دم ہو جائیں گے۔

مومن: کیا تمہیں یاد نہیں کہ گڈریوں میں سے ایک نے ہم سے کہا تھا کہ جادو کے میدان سے خبردار رہنا؟ اُس کا مطلب یہی تھا کہ ہم سونے

سے بچے رہیں۔ آؤ، ہم دوسروں کی مانند نہ ہوں جو سوئے ہوئے ہیں بلکہ جاگتے رہیں، ہوش مند رہیں۔[a]

پُرامید : بے شک مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ اگر مَیں یہاں اکیلا ہوتا تو اب سو رہنے سے موت کے خطرے میں پڑ جاتا۔ بے شک وہ قول سچ ہے کہ "دو ایک سے بہتر ہیں۔"[b] اب تک تمہاری رفاقت میرے لئے برکت کا باعث ہوئی ہے۔ تم اپنی محنت کا اَجر پاؤ گے۔

مومن: آؤ، ہم اچھی اچھی باتیں کرتے رہیں تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے۔

پُرامید : خوشی سے۔

مومن: کہاں سے شروع کریں؟

پُرامید : جہاں سے خدا نے اپنے فضل کا کام ہم میں شروع کیا۔ مہربانی سے تم ہی شروع کرو۔

---

[a] 1 تھس 6:5

[b] واعظ 9:4

میلے پر پُرامید کی توبہ

مومن: مَیں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔تمہارے دل میں سفر کا خیال کیسے پیدا ہوا؟

پُرامید : تمہارا یہ مطلب ہے کہ مجھے اپنی روح کی فکر کس طرح ہوئی؟

مومن: ہاں، میرا یہی مطلب ہے۔

پُرامید : کافی دیر تک تو مَیں اُن چیزوں سے خوش رہا جو ہمارے میلے میں بِکتی تھیں۔ اب تو مجھے معلوم ہے کہ یہ چیزیں انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں۔

مومن: وہ کون سی چیزیں ہیں؟

پُرامید : میری خوشی کا سامان دُنیا کی دولت و عزت، عیش و عشرت، کھیل تماشے، شراب، لذیذ کھانے، گالیاں بَکنا، جھوٹ بولنا اور بدی کرنا تھا۔ اِن کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا جو مجھے ہلاکت کی طرف لے جاتا تھا۔لیکن مَیں اُن الٰہی باتوں پر دھیان دینے لگا جو مَیں نے تُم سے اور وفادار سے سنی تھیں۔ تب مَیں نے پہچان لیا کہ اِن سب چیزوں کا انجام

تو موت ہے۔[a] اِن ہی گناہوں کے سبب سے نافرمانوں پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔[b]

مومن: کیا تمہیں فوراً اپنے گناہوں کا بوجھ محسوس ہوا؟

پُرامید : نہیں، گناہ کی بُرائی اور اُس کی سزا ماننے میں کافی دیر ہوئی۔ جب میرا دل کلام سننے سے کانپنے لگا تو مَیں نے اپنی آنکھیں اُس کی روشنی سے بند کرنے کی کوشش کی۔

مومن: تم نے خدا کے پاک روح سے یوں ضد کیوں کی؟

پُرامید : مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ مَیں نے کبھی خیال نہ کیا کہ خدا گناہ کا احساس دلانے سے گناہ گار کے دل کو تبدیل کرنے لگتا ہے۔ دوسرے، گناہ مجھے میٹھا لگتا تھا، اور مَیں اُسے چھوڑنا نہ چاہتا تھا۔ تیسرے، مجھے اپنے قدیم دوستوں کی رفاقت ایسی پسند تھی کہ نہیں جانتا تھا اُن سے کیسے جُدا ہوں۔ چوتھے، جب کبھی مجھے گناہ کا بوجھ محسوس ہوتا تو مجھ پر ایسا غم اور دہشت سی چھا جاتی کہ مَیں اُسے برداشت نہ کرسکتا تھا۔ اُس کی یاد بھی مجھے تنگ کرتی تھی۔

---

[a] رومیوں 6:21-23

[b] افسیوں 5:6

مومن: لگتا ہے کہ کبھی کبھی تم اپنی دقّت سے رہائی بھی پا سکتے تھے؟

پُرامید : بے شک۔لیکن پھر اُس کا خیال میرے دل میں دوبارہ آتا اور میرا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا تھا۔

مومن: کیا کیا تمہارے گناہ پھر یاد دلاتا تھا؟

پُرامید : بہت سی باتیں۔ مثلاً

- جب کبھی مجھے کوئی نیک آدمی مل جاتا۔
- جب مَیں کسی کو کلام پڑھتے دیکھتا۔
- جب میرے سر میں درد ہونے لگتا۔
- جب مجھے کسی پڑوسی کی بیماری کی خبر ملتی۔
- جب مَیں کسی کے مرنے کی خبر سنتا۔
- جب مَیں اپنے مرنے کا خیال کرتا۔
- جب مَیں دوسروں پر ناگہانی موت آ جانے کی خبر سنتا۔
- لیکن خاص کر جب مَیں خیال کرتا کہ ایک دن الٰہی عدالت میں پیش کیا جاؤں گا۔

مومن: جب تمہارا گناہ تمہیں یوں یاد آتا تو کیا تمہیں گناہ کے احساس سے کبھی آرام بھی ملتا تھا؟

پُرامید : نہیں، کبھی بھی نہیں۔ بلکہ جتنا مَیں آرام پانے کی کوشش کرتا اُتنا ہی یہ باتیں میرے ضمیر کو زیادہ مضبوطی سے پکڑ لیتی تھیں۔ جب مَیں گناہ کی طرف لَوٹ جانے کا خیال کرتا (گو میرا دل اِس کے خلاف تھا) تو مجھے دُگنی تکلیف ہوتی تھی۔

مومن: اُس وقت تم کیا کرتے تھے؟

پُرامید : مَیں خیال کرتا کہ مجھے اپنی زندگی کو سدھارنا چاہیئے، ورنہ الٰہی عدالت مجھے ہلاک کر دے گی۔

مومن: کیا تم نے سُدھرنے کی کوشش کی؟

پُرامید : ہاں، مَیں نہ صرف گناہ بلکہ گناہ گاروں کی صحبت سے بھی فرار ہو کر ایمان کے فرائض ادا کرنے لگا۔ مثلاً دعا مانگنے، پاک نوشتوں کا مطالعہ کرنے، اپنے گناہوں پر رونے اور پڑوسیوں سے سچ بولنے لگا۔ اِن کے علاوہ مَیں نے اِتنے کام کیے کہ مَیں یہاں اُن کا بیان نہیں کر سکتا۔

مومن: کیا تمہیں اپنی حالت سے اطمینان ہوا؟

پُرامید : جی ہاں، کچھ عرصے تک۔ لیکن آخر کو وہی میری مصیبت باوجود میری کوششوں کے مجھ پر آ گئی یہاں تک کہ میرے سدھرے سدھرائے حالات پھر بگڑتے گئے۔

مومن: یہ کیسے ہو سکتا تھا جب تم نے سدھرنے کی اِتنی کوشش کی تھی؟

پُرامید : بہت سی باتوں سے۔ خاص کر یہ جاننے سے کہ "ہمارے تمام نام نہاد راست کام گندے چیتھڑوں کی مانند ہیں۔"[a] اور کہ انسان کو شریعت کی پیروی کرنے سے راست باز نہیں ٹھہرایا جاتا۔[b] "جب تم سب کچھ جو تمہیں کرنے کو کہا گیا ہے کر چکو تب تم کو یہ کہنا چاہئے، 'ہم نالائق نوکر ہیں۔ ہم نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے'"[c] ایسی بہت سی باتیں تھیں۔

مَیں اپنے دل میں سوچنے لگا، "اچھا، میرے راست کام گندے چیتھڑوں کی مانند ہیں؛ مَیں شریعت پر عمل کرنے سے راست باز

---

[a] یسعیاہ 6:64

[b] گل 16:2

[c] لوقا 10:17

نہیں ٹھہر سکتا۔ ہاں، سب حکموں کو پورا کرنے کے بعد بھی ہم نالائق نوکر ہیں۔ اِس کا مطلب ہے کہ شریعت کے ذریعے آسمانی شہر میں پہنچنا ناممکن ہے۔ مجھے ایک اَور خیال بھی آیا۔ فرض کرو کہ کوئی آدمی کسی دکان دار کا قرض دار ہو۔ لیکن اب جو کچھ خریدتا ہے اُس کے پیسے ادا کرتا ہے۔ پھر بھی اُس کا پرانا قرض رہ گیا ہے، اِس لئے دکاندار اُس پر مقدمہ کرکے اُسے جیل میں ڈلوا سکتا ہے۔

مومن: یہ بات تم پر کیسے صادق آتی ہے؟

پُرامید : دیکھو، میرے بہت سے گناہ خدا کی کتاب میں درج ہیں۔ اگر آج ہی سدھر گیا تو بھی یہ باتیں نہیں مٹنے کی۔ تو بھی مَیں اُس لعنت سے جو مَیں اپنے پرانے گناہوں سے اپنے اوپر لایا ہوں نہیں بچ سکتا۔

مومن: بہت اچھا۔

پُرامید : ایک دوسری بات نے مجھے پریشان کیے رکھا۔ سدھر جانے کے بعد بھی میرے اچھے سے اچھے کام ناقص رہے ہیں۔ گناہ میرے ہر اچھے کام کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ مجھے یہ نتیجہ نکالنا پڑا کہ اگر

میری پہلی زندگی بے داغ بھی ہوتی تو بھی مَیں نے ایک ایک دن میں اِتنا گناہ کیا ہے کہ جہنم کے لائق ہوا ہوں۔

مومن: پھر تم نے کیا کیا؟

پُرامید : پہلے مجھے کوئی راستہ نہ دکھا۔ پھر مَیں نے وفادار کو اپنی حالت بتائی، کیونکہ ہم اچھے دوست تھے۔ اُس نے کہا کہ تم صرف اِس شرط پر نجات پاؤ گے کہ تمہیں اُس آدمی کی راست بازی حاصل ہو جس سے کبھی گناہ نہ ہوا ہو۔ ورنہ نہ تمہاری اپنی اور نہ تمام دنیا کی راست بازی تمہیں بچا سکے گی۔

مومن: کیا تم نے اُس کی بات سچ مانی؟

پُرامید : اگر وہ یہ بات اُس وقت کہتا جب مَیں اپنے اچھے کاموں سے خوش تھا، تو مَیں اُسے احمق ٹھہراتا۔ لیکن اب مَیں نے اپنی بگڑی ہوئی حالت اور ناقص حرکتوں کو پہچان لیا تھا، اِس لئے مجھے اُس کی بات ماننی پڑی۔

مومن: جب اُس نے کہا کہ ایک بے گناہ انسان کی ضرورت ہے تو کیا تم مان گئے؟

پُرامید : پہلے پہل تو یہ بات کچھ عجیب سی معلوم ہوئی۔لیکن تھوڑی سی اَور بات چیت کے بعد مجھے اُس کی بات کا پورا یقین ہو گیا۔

مومن: کیا تم نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون انسان ہے اور اُس کی راست بازی کیونکر ملے گی؟

پُرامید : ہاں۔ اُس نے مجھے بتایا، "وہ خداوند مسیح ہے جو قادرِمطلق خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔[a] گو وہ بے گناہ تھا تو بھی اُس نے انسان بن کر صلیب پر دُکھ اُٹھایا۔ اِس کام پر بھروسا کرنے سے تم راست باز ٹھہرائے جاؤ گے۔"[b] تب مَیں نے اُس سے پوچھا، "اُس آدمی کی راست بازی کے باعث کسی دوسرے کو خدا کے سامنے کیونکر راست باز ٹھہرایا جاتا ہے؟" اُس نے کہا، "گو وہ قادر خدا ہے تو بھی اُس نے موت کا مزہ چکھا، نہ اپنے بلکہ ہمارے لئے۔ اگر ہم اُس پر ایمان لائیں تو اُس کا یہ عظیم کام ہمارے حساب میں شمار کیا جائے گا۔"

مومن: پھر تم نے کیا کیا؟

---

[a] عبرانیوں 10:11-22

[b] رومیوں 5:4؛ کُل 1:21-22؛ 1پطرس 1:3-9

پُرامید : مَیں نے کہا، "میرا ایمان لانا بے فائدہ ہے کیونکہ وہ مجھے بچانے پر راضی نہیں۔"

مومن: پھر وفادار نے تم سے کیا کہا؟

پُرامید : اُس نے کہا، "اُس کے پاس جا کر خود دیکھو۔" مگر مَیں نے کہا، "کیا یہ گستاخی نہ ہو گی؟" اُس نے کہا، "نہیں، تمہیں اُس کے پاس آنے کی دعوت ملی ہے۔"[a] تب اُس نے مجھے ایک کتاب دی جس میں مسیح کی اپنی بہت سی باتیں لکھی تھیں۔ اِن سے میرا حوصلہ بڑھ گیا کہ وہ مجھے قبول کرے گا۔ اُس کتاب کے بارے میں اُس نے کہا، "اِس کا ہر ایک زیر اور زبر آسمان اور زمین سے زیادہ پائے دار ہے۔"[b] تب مَیں نے پوچھا، "جب آؤں تو مجھے کیا کرنا ہو گا؟" اُس نے کہا، "تمہیں گھٹنے ٹیک کر دل و جان سے التماس کرنی ہو گی کہ اَے باپ، خداوند مسیح کو مجھ پر ظاہر کر۔"[c]

---

[a] متی 28:11
[b] متی 35:24
[c] زبور 6:95؛ دانیال 10:6؛ یرمیاہ 13-12:29

تب مَیں نے اُس سے پھر پوچھا، "مجھے اُس سے کیا دعا کرنی چاہیئے؟" اُس نے کہا، "جاؤ، تم اُسے رحمت کے تخت پر بیٹھا پاؤ گے، کیونکہ وہاں وہ آنے والوں کے اِنتظار میں بیٹھا رہتا ہے تاکہ اُنہیں معافی دے۔"[a]

مَیں نے کہا، "جب اُس کے حضور جاؤں تو نہیں جانتا کہ کیا کہوں۔" اُس نے فرمایا، "اِس طرح کہو: اے خدا، مجھ گناہ گار پر رحم کر۔ بخش دے کہ عیسیٰ المسیح کو جانوں اور اُس پر ایمان لاؤں۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ اگر اُس کی راست بازی نہ ہوتی اور مَیں اُس کی راست بازی پر ایمان نہ لاتا تو تباہ ہو جاتا۔ اَے خداوند، مَیں نے سنا ہے کہ تُو رحیم خدا ہے۔ تُو نے مقرر کیا ہے کہ تیرا بیٹا عیسیٰ المسیح دُنیا کا نجات دینے والا ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ تُو اِس پر راضی ہے کہ وہ مجھ جیسے گناہ گار کو بھی نجات دے۔ اور مَیں سچ مچ پکا گناہ گار ہوں۔ اے خداوند، اپنے بیٹے عیسیٰ کے وسیلے سے مجھے یہ نجات بخش دے۔ آمین۔"

مومن: کیا تم نے یوں ہی کہا؟

---

[a] خروج 22:25؛ احبار 2:16؛ عبرانیوں 16:4

پُرامید : ہاں، بار بار۔

مومن: کیا باپ نے تم پر بیٹے کو ظاہر کیا؟

پُرامید : نہیں، نہ پہلی، نہ دوسری، نہ تیسری، نہ چوتھی، نہ پانچویں، نہ چھٹی مرتبہ۔

مومن: تب تم نے کیا کیا؟

پُرامید : مَیں نہیں جانتا تھا کہ کیا کروں۔

مومن: کیا تمہیں دُعا چھوڑنے کا خیال آیا؟

پُرامید : ہاں، سینکڑوں بار۔

مومن: تو تم نے کیوں ایسا نہ کیا؟

پُرامید : میرا پکا ایمان تھا کہ مسیح کی راست بازی کے بغیر تمام جہان بھی مجھے بچا نہیں سکتا۔ اگر مَیں اُسے چھوڑ دوں تو مروں گا اور اگر مرنا ہی ہے تو کیوں نہ فضل کے تخت کے سامنے ہی مروں۔ مجھے یہ بات بھی یاد آئی کہ "گو دیر بھی لگے تو بھی صبر کر۔ کیونکہ آنے والا پہنچے گا، وہ

دیر نہیں کرے گا۔"[a] غرض، مَیں دعا میں لگا ہی رہا، جب تک کہ باپ نے بیٹے کو مجھ پر ظاہر نہ کر دیا۔

مومن: اور وہ تم پر کس طرح ظاہر ہوا؟

پُرامید : مَیں نے اُسے اپنی جسمانی آنکھوں سے تو نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھا۔[b] یوں ہوا کہ ایک دن مَیں بہت اُداس تھا۔ شاید اپنی زندگی میں کبھی ایسا غمگین نہ ہوا تھا۔ یہ اُداسی میرے گناہ کی زیادتی اور خرابی کی پہچان سے ہوئی تھی۔ اُس وقت جب میری جان کی ابدی ہلاکت کا احساس مجھے دبا رہا تھا تو یکایک مجھے لگا کہ خداوند عیسیٰ آسمان پر سے جھانک کر یہ کہہ رہا ہو، "خداوند عیسیٰ پر ایمان لا تو تجھے نجات ملے گی۔"[c]

مَیں نے جواب دیا، "خداوند، مَیں بہت ہی بڑا گناہ گار ہوں۔" مگر اُس نے کہا، "میرا فضل تیرے لئے کافی ہے۔"[d] مَیں نے پوچھا،

---

[a] حبقوق 3:2
[b] اِفسیوں 1:18-19
[c] اعمال 16:31
[d] 2 کرنتھیوں 12:9

"ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟" جواب ملا، "جو میرے پاس آئے اُسے پھر کبھی بھوک نہیں لگے گی۔ اور جو مجھ پر ایمان لائے اُسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی۔"[a]

یہ سنتے ہی مَیں سمجھ گیا کہ ایمان لانا اور اُس کے پاس آنا ایک ہی بات ہے۔ جو آتا ہے یعنی جو مسیح کی نجات کے پیچھے دوڑے آتا ہے وہ مسیح پر ایمان لایا ہے۔ اِس پر میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مَیں نے پھر پوچھا، "خداوند، کیا سچ مچ مجھ جیسے گناہ گار کو قبول کیا جائے گا؟" جواب میں مَیں نے سنا، "جو بھی میرے پاس آئے گا اُسے مَیں ہرگز نکال نہ دوں گا۔"[b]

پھر مَیں نے کہا، "مگر خداوند، تیرے حضور آتے وقت مجھے تیرے بارے میں کیا خیال رکھنا چاہئے تاکہ میرا تجھ پر ایمان صحیح ہو؟" تو اُس نے کہا، "مسیح عیسیٰ گناہ گاروں کو نجات دینے کے لئے اِس دنیا میں آیا۔[c] اُسی میں شریعت کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ ہاں، وہ انجام تک

---

[a] یوحنا 35:6
[b] یوحنا 37:6
[c] 1 تیم 15:1

پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ جو بھی مسیح پر ایمان رکھتا ہے وہی راست باز ٹھہرتا ہے۔[a] وہ ہمارے گناہوں کی خاطر موا اور ہمیں راست باز ٹھہرانے کی خاطر جی اُٹھا۔ وہ ہمیں پیار کرتا ہے، اور اُس نے اپنے خون سے ہمیں ہمارے گناہوں سے خلاصی بخشی ہے۔[b] وہ خدا اور انسان کے بیچ میں واحد درمیانی ہے۔[c] وہ ابد تک ہماری شفاعت کرتا رہتا ہے۔"[d]

اِن سب باتوں سے مَیں سمجھ گیا کہ میری راست بازی اُس کی ذات پر اور میری معافی اُس کے خون پر مبنی ہے۔ جو کچھ اُس نے کیا وہ اُس کے لئے کیا جو اُس پر ایمان لاتا ہے۔ تب میرا دل خوشی سے اور میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ میرا دل عیسیٰ المسیح کے نام، اُس کی راہوں اور اُس کے لوگوں کے لئے محبت سے چھلک اُٹھا۔

مومن: مسیح واقعی تجھ پر ظاہر ہوا ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ، تمہاری روح پر اِس کا کیا اثر ہوا؟

---

[a] رومیوں 4:10
[b] مکاشفہ 5:1
[c] 1 تیم 5:2
[d] عبرانیوں 25:7

پُرامید : اِس سے مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ تمام جہان اپنی ساری راست بازی کے باوجود مجرم ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ گو خدا باپ راست ہے تو بھی جو گناہ گار اُس کے پاس آئے وہ اُسے راست باز ٹھہراتا ہے۔ میری پہلی زندگی کے خیال سے مجھے بہت شرم آئی۔ ہاں، مَیں حیران ہوا کہ مَیں پہلے اِتنا جاہل کیوں تھا۔ پہلے تو کبھی ایسا خیال نہ آیا تھا کہ مسیح کتنا عظیم اور پیارا ہے۔ اب مجھ میں یہ آرزو اُبھر آئی کہ پاک زندگی گزاروں اور خداوند مسیح کو اپنی زندگی سے عزت اور جلال دوں۔ ہاں، اب اگر میرے جسم میں ہزار لٹر خون ہوتا تو مَیں خداوند مسیح کی خاطر سب کا سب بہا دیتا۔

جہالت سے دوبارہ بات چیت

پھر پُرامید نے پیچھے مڑ کر جہالت کو آتے دیکھا۔ اُس نے مومن سے کہا، "دیکھو وہ نوجوان کتنی دُور پیچھے چلا آ رہا ہے۔"

مومن: ہاں، اُسے ہماری رفاقت کی کچھ بھی پروا نہیں۔

پُرامید : اگر وہ ہمارے ساتھ چلا آتا تو کیا ہرج ہوتا؟

مومن: بے شک۔لیکن اُس کے خیال تو ضرور فرق ہوں گے۔

پُرامید : میرا بھی یہی خیال ہے۔ تو بھی آؤ، ٹھہر جائیں۔

وہ ٹھہر گئے۔ تب مومن نے اُسے کہا، "میاں، آگے بڑھو۔ اِتنے پیچھے کیوں رہے ہو؟"

جہالت : مجھے اکیلا چلنا پسند ہے۔ ہاں، یہ تو اَور بات ہے اگر ایسے مسافر مل جائیں جو مجھے پسند ہوں۔

مومن: (پُرامید سے، مگر آہستہ سے) کیا مَیں نے نہ کہا تھا کہ وہ ہماری رفاقت کی پروا نہیں کرتا؟ لیکن آؤ، اِس سنسان جگہ میں تھوڑی دیر بات چیت کر لیں۔ (تب جہالت سے) کہو صاحب، کیا حال ہے؟ تمہارے اور خدا کے درمیان کیسی گزرتی ہے؟

جہالت: اُمید تو ہے کہ اچھی کٹتی ہے۔ کیونکہ میرا دل ہمیشہ اچھی باتوں سے بھرا رہتا ہے۔ اِن سے مجھے راہ میں بڑی تسلی ملتی ہے۔

مومن: مہربانی سے ہمیں بھی بتائیے کہ یہ اچھی باتیں کیا ہیں؟

جہالت: خداوند اور فردوس کا خیال مجھے برابر لگا رہتا ہے۔

مومن: شیاطین اور بدروحوں کو بھی تو یہی خیال رہتا ہے۔

جہالت: مجھے صرف اُن کا خیال ہی نہیں رہتا بلکہ اُن تک پہنچنے کی آرزو بھی رہتی ہے۔

مومن: اور بہت سارے لوگ بھی ایسے کرتے ہیں جو کبھی وہاں داخل نہ ہونے پائیں گے۔ کاہل آدمی لالچ کرتا ہے، لیکن اُسے کچھ نہیں ملتا۔[a]

---

[a] امثال 4:13

جہالت: مَیں نہ صرف اُن کا خیال ہی کرتا ہوں بلکہ اُن کے لئے سب کچھ چھوڑ بھی دیا ہے۔

مومن: مجھے شک ہے، کیونکہ سب کچھ چھوڑ دینا بڑا مشکل ہے گو اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ بہت آسان ہے۔ تمہیں کس بات سے یقین ہوا کہ تم نے خدا اور فردوس کے لئے سب کچھ چھوڑا ہے؟

جہالت: میرا دل گواہی دیتا ہے۔

مومن: دانا کا قول ہے کہ جو اپنے دل پر بھروسا رکھے وہ بے وقوف ہے۔[a]

جہالت: یہ تو بُرے دل پر صادق آتا ہے، لیکن میرا دل تو نیک ہے۔

مومن: تم اِسے کیونکر ثابت کرتے ہو؟

جہالت: وہ مجھے فردوس کی اُمیدوں سے تسلی دیتا ہے۔

مومن: ہو سکتا ہے دل تمہیں فریب دے۔ کہ دل ایسی باتوں کی اُمید پر تسلی دے جس کی اُمید رکھنے کی کوئی بنیاد نہ ہو۔

---

[a] امثال 26:28

جہالت: میرے دل اور میرے چال چلن دونوں میں میل ہے، اِس لئے میری اُمید کی بنیاد پختہ ہے۔

مومن: کس نے تمہیں بتایا کہ تمہارے دل اور چال چلن میں میل ہے؟

جہالت: میرا دل مجھے یہ بتاتا ہے۔

مومن: یہ تو وہی بات ہے کہ "میرے ساتھی سے پوچھو کہ مَیں چور ہوں کہ نہیں۔" تمہارا دل تمہیں یہ کیسے بتاتا ہے؟ خدا کے کلام کی گواہی کے سوا کوئی گواہی قابلِ اعتماد نہیں۔

جہالت: کیا وہ دل نیک نہیں جس میں نیک خیال بستے ہیں؟ اور کیا وہ زندگی نیک نہیں جو خدا کے حکم کے تحت چلتی ہے؟

مومن: بے شک۔لیکن خیال کرنے سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ سچ مچ ایسا ہی ہے۔

جہالت: تو تمہارے نزدیک نیک خیال اور اچھا چال چلن کیا ہے؟

مومن: نیک خیال کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ اُن کا تعلق ہم سے، خدا سے، مسیح سے یا کسی اَور چیز سے ہو سکتا ہے۔

جہالت: اپنے بارے میں نیک خیال کیسے ہوتے ہیں؟

مومن: وہ جو خدا کے کلام سے موافقت رکھتے ہیں۔

جہالت: اپنے بارے میں ہمارے خیال کب خدا کے کلام سے موافقت رکھتے ہیں؟

مومن: جب ہم اپنے بارے میں وہی سوچیں جو خدا کا کلام فرماتا ہے۔ مثلاً خدا کا کلام انسان کے بارے میں کہتا ہے کہ "کوئی نہیں جو راست باز ہے، ایک بھی نہیں۔" یہ بھی لکھا ہے کہ "اُس کے تمام خیالات لگاتار بُرائی کی طرف مائل رہتے ہیں۔"[a] پھر یہ کہ "اُس کا دل بچپن ہی سے بُرائی کی طرف مائل ہے۔"[b] جب ہم اپنے بارے میں اِس طرح خیال کریں تو ہمارے خیال نیک ہوتے ہیں، کیونکہ وہ خدا کے کلام کے مطابق ہیں۔

جہالت: مَیں کبھی نہیں ماننے کا کہ میرا دل اِتنا بُرا ہے۔

---

[a] پَیدائش 5:6؛ رومیوں 3

[b] پَیدائش 21:8

مومن: اگر ایسا ہے تو تم نے جیتے جی اپنے بارے میں نیک خیال نہیں رکھا ہے۔ لیکن مَیں نے اپنی بات ختم نہ کی۔ جیسا کلام ہمارے دلوں پر فیصلہ دیتا ہے ویسا ہی ہماری راہوں پر بھی۔ جب ہمارے دل کے خیال اور ہماری راہیں اِس فیصلے کے ساتھ موافقت رکھیں تو دونوں ہی نیک ہوتے ہیں۔

جہالت: مَیں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ ذرا صاف صاف بتاؤ۔

مومن: خدا کا کلام تو فرماتا ہے کہ انسان کی راہیں ٹیڑھی ہیں۔ وہ اچھی نہیں بلکہ بگڑی ہوئی ہیں۔ وہ فرماتا ہے کہ لوگ فطرتی طور پر اچھی راہ سے باہر رہتے اور اُس سے واقف نہیں۔[a] جب انسان اپنی راہوں کے بارے میں سنجیدگی اور فروتنی سے خیال کرتا ہے تب ہی اُس کے اپنی راہوں کے بارے میں خیال اچھے ہیں، کیونکہ اُس کے خیال خدا کے کلام کے مطابق ہیں۔

جہالت: تو خدا کے بارے میں اچھے خیال کیا ہیں؟

---

[a] زبور 5:125؛ امثال 15:2؛ رومیوں 17:3

مومن: خدا کے بارے میں خیال اُس وقت اچھا ہے جب وہ کلام کے مطابق ہے۔ ہمارے خدا کے بارے میں خیال تب ہی درست ہوتے ہیں جب ہم مانتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو یوں نہیں جانتے جس طرح وہ ہمیں جانتا ہے۔ کہ وہ ہمارے چھپے ہوئے گناہوں کو اُس وقت بھی جانتا ہے جب وہ ہمیں نظر نہیں آتے۔ کہ وہ ہمارے دل کے تمام خیالات اور حالات کو پورے طور سے جانتا ہے۔ کہ اُسے ہماری ساری راست بازی سے گھن آتی ہے۔ کہ اپنا بہترین کردار دکھاتے وقت بھی ہم اُس کے سامنے راست باز نہیں ٹھہرتے۔ تب ہی ہمارے خدا کے بارے میں خیال نیک ہیں۔

جہالت: کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے نزدیک خدا مجھ سے زیادہ نہیں دیکھ سکتا؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ مَیں یہ اُمید رکھتا ہوں کہ خدا مجھے میرے سب سے نیک اعمال کے باعث قبول کرے گا؟

مومن: اچھا، پھر تمہارا کیا خیال ہے؟

جہالت: میرے خیال میں راست باز ٹھہرنے کے لئے مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے۔

مومن: کیا، تمہارے خیال میں مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے حالانکہ تم خود اُس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ تمہیں اپنی موروثی اور عملی گناہوں کا احساس ہی نہیں۔ بلکہ تم اپنے آپ کو اچھا جانتے اور اپنے کاموں کو ایسا اچھا مانتے ہو کہ تمہارے خیال میں مسیح کی راست بازی کی تمہیں بالکل ضرورت نہیں۔ پھر تُم کیسے کہہ سکتے ہو کہ مَیں مسیح پر ایمان رکھتا ہوں؟

جہالت: میرا ایمان ہے تو اچھا۔

مومن: بھلا تمہارا ایمان ہے کیا؟

جہالت: مَیں ایمان رکھتا ہوں کہ مسیح ایمان داروں کی خاطر موا، اور کہ خدا مجھے اپنی رحمت سے میری فرماں برداری منظور کرکے مجھے راست باز ٹھہرائے گا۔ یا یوں کہو کہ مسیح اپنی خوبیوں کے وسیلے سے میرے ادا کیے گئے فرائض کو اپنے باپ سے قبول کرائے گا، اور یوں مجھے راست باز ٹھہرایا جائے گا۔

مومن: تمہارے ایمان کے اِس اقرار کا جواب یہ ہے کہ

- تمہارے ایسے ایمان کا پاک نوشتوں میں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا۔

- تمہارا ایمان جھوٹا ہے، کیونکہ اِس میں وہ راست بازی نہیں پائی جاتی جو مسیح دیتا ہے بلکہ تمہاری اپنی۔
- ایسے ایمان کے مطابق مسیح تمہیں راست باز نہیں ٹھہراتا بلکہ تمہارے اعمال۔ یہ بات سراسر غلط ہے۔
- تمہارا یہ ایمان دھوکا دیتا ہے۔ اِس سے تم عدالت کے دن الٰہی غضب کا نشانہ بن جاؤ گے۔ کیونکہ سچا ایمان انسان کو آگاہ کرتا ہے کہ وہ شریعت کے باعث نجات نہیں پا سکتا، اِس لئے وہ بھاگ کر مسیح کی راست بازی میں جا پناہ لیتا ہے۔ دیکھو، مسیح کی یہ راست بازی فضل کا ایسا کام نہیں کہ وہ تمہاری فرماں برداری پر یوں ٹھپّا لگائے کہ وہ خدا کو منظور ہو جائے۔ نہیں، مسیح کی راست بازی اِس میں ہوتی ہے کہ خود مسیح نے شریعت کے تابع ہو کر وہ کچھ کیا اور برداشت کیا جس کا تقاضا شریعت ہم سے کرتی ہے۔ سچا ایمان مسیح کی یہی راست بازی قبول کرتا ہے۔ اُس میں ملبّس ہو کر ہمیں خدا کے حضور بے گناہ، پاک اور مقبول قرار دیا جاتا ہے۔

جہالت: کیا تم چاہتے ہو کہ ہم اُس پر بھروسا رکھیں جو مسیح نے ہمارے کیے بغیر ہی کیا ہے؟ یہ خیال تو ہماری ہَوس کی لگام کو ڈھیلا کر دے گا اور ہمیں اپنے رجحان کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دے گا۔ اگر مسیح کی راست بازی کافی ہے یعنی ہمیں مکمل طور پر راست باز ٹھہراتی ہے تو پھر جیسے چاہیں زندگی بسر کیوں نہ کریں؟

مومن: تمہارا نام جہالت ہے اور تم سچ مچ جاہل ہو۔ تم اُس راست بازی سے ناواقف ہو جو ہمیں راست باز ٹھہراتی ہے۔ تم نہیں جانتے کہ ہم اِسی راست بازی پر ایمان سے اپنی جان کو الٰہی غضب سے کس طرح بچا سکتے ہیں۔ تم یہ بھی نہیں جانتے کہ اِسی راست بازی پر ایمان سے ہم پر کیا کیا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ اِس سے ہمارے دل خدا سے یوں لپٹ جاتے ہیں کہ ہم خدا کا نام، کلام، راہوں اور لوگوں کو پیار کرنے لگتے ہیں۔

پُرامید: اِس سے پوچھو کہ مسیح آسمان سے کبھی تم پر ظاہر بھی ہوا ہے کہ نہیں؟

جہالت: اب یہ کیا نئی بات ہے؟ یہ کیا نئی رویا ہے؟ تم جیسے لوگوں کے دماغ میں خلل ہے۔

پُرامید: یار، سنو! مسیح خدا میں اِس طرح چھپا ہوا ہے کہ جب تک خدا باپ اُسے ہم پر ظاہر نہ کرے ہم نجات پا کر اُسے جان نہیں سکتے۔

جہالت: یہ تمہارا ایمان ہے، میرا ایمان تو فرق ہے۔ بے شک میرا ایمان تمہارے ایمان سے اچھا ہے، حالانکہ میرے سر پر ایسے وہمی خیال سوار نہیں۔

مومن: اگر اِجازت ہو تو کچھ کہوں؟ تمہیں ایسی باتوں کو حقیر نہیں جاننا چاہیئے۔ مَیں بھی اِس پر زور دینا چاہتا ہوں کہ کوئی بھی مسیح کو جان نہیں سکتا جب تک کہ باپ اُسے اُس پر ظاہر نہ کرے۔ بلکہ سچا ایمان بھی جس سے ہم مسیح کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں صرف اُسی کی عظیم قدرت سے حاصل ہوتا ہے۔[a] اے جہالت، اِس ایمان کے بارے میں تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ اِس لئے جاگ اُٹھو۔ اپنی لاچار حالت مان کر خداوند مسیح

[a] متی 27:11؛ 1 کرنتھیوں 3:12؛ اِفسیوں 1:17-19

کے پاس بھاگو۔ پھر تُم اُس کی راست بازی سے جو خدا کی راست بازی ہے، سزا سے بچ جاؤ گے۔

جہالت: تُم اِتنی جلدی جلدی چل رہے ہو کہ مَیں تمہارے ساتھ چل نہیں سکتا۔ اِس لئے تم آگے بڑھو۔ مَیں کچھ دیر ٹھہر کر آتا ہوں۔

تب مومن نے اپنے رفیق سے کہا، "آؤ پُرامید، ہمیں جہالت کے بغیر آگے چلنا ہو گا۔" مَیں نے خواب میں دیکھا کہ وہ آگے بڑھے چلے گئے اور جہالت کچھ لنگڑاتے ہوئے اُن کے پیچھے چلتا گیا۔ مومن نے اپنے ساتھی سے کہا، "مجھے اُس پر بڑا ترس آتا ہے۔ اُس کا انجام بُرا ہو گا۔"

پُرامید: افسوس، ہمارے شہر میں بہتیرے اِسی حالت میں گرفتار ہیں۔ گھرانے کے گھرانے، محلے کے محلے۔ اگر ہمارے ہی علاقے میں اِتنے ہیں تو اُس کے ملک میں کتنے ہوں گے؟

مومن: پاک کلام میں لکھا ہے کہ خدا نے اُن کی آنکھیں بند کر دی ہیں، ایسا نہ ہو کہ وہ دیکھیں۔[a] لیکن اب جب ہم اکیلے ہیں تو مجھے بتاؤ کہ تم ایسے لوگوں کے بارے میں کیا سوچتے ہو؟ کیا اُنہیں کبھی اپنے گناہوں کے بوجھ کا احساس ہوا ہے؟ کیا وہ کبھی گھبرا گئے ہیں کہ وہ اِس لئے بڑے خطرے میں ہیں؟

---

[a] یسعیاہ 6:9-10

پُرامید : تم ہی اِس کا جواب دو، کیونکہ تم بڑے ہو۔

مومن: مجھے لگتا ہے کہ کبھی نہ کبھی وہ گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن وہ روحانی سوچ نہیں رکھتے، اِس لئے نہیں سمجھتے کہ ایسے احساس ہمیں صحیح راہ پر لانا چاہتے ہیں۔ اِس لئے وہ زبردستی اُنہیں دباتے اور گھمنڈ سے اپنے آپ کو منواتے ہیں کہ ہمارے دل کی حالت ٹھیک ہی ہے۔

پُرامید : مَیں آپ کی بات مانتا ہوں۔ خوف اُس وقت فائدہ مند ہوتا ہے جب وہ سفر کے شروع میں انسان کو صحیح راہ پر لاتا ہے۔

مومن: بے شک اگر خوف صحیح ہو تو اُس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ یوں پاک کلام میں بھی آیا ہے کہ "حکمت اِس سے شروع ہوتی ہے کہ ہم رب کا خوف مانیں۔"[a]

پُرامید : صحیح خوف کا بیان کس طرح کر سکتے ہیں؟

مومن: صحیح خوف تین باتوں میں پایا جاتا ہے:

- وہ گناہ کے بوجھ کا احساس دلا کر انسان کو نجات کی طرف لے جاتا ہے۔

[a] ایوب 28:28؛ امثال 1:7؛ 10:9

- وہ انسان کو مسیح کے پاس جا کر اُس کا ہاتھ پکڑنے کو مجبور کرتا ہے۔
- وہ ہمارے دلوں میں خدا، اُس کے کلام اور اُس کی راہوں کے لئے بڑی محبت اور احترام کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اِس سے ہم حساس ہو کر ڈرنے لگتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ہم خدا کی راہوں سے مڑ جائیں، خدا کی بے عزتی کریں، روح القدس کو رنجیدہ کریں یا دشمن کو ملامت کا موقع دیں۔

پُرامید : شاباش! تم نے سچ کہا ہے۔ کیا اب ہم جادو کے میدان کو پار کر چکے ہیں؟

مومن: کیوں؟ کیا تم بات چیت کرتے کرتے تھک گئے ہو؟

پُرامید : نہیں تو۔ مَیں صرف معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اب ہم کہاں ہیں؟

مومن: کوئی دو میل اَور ہیں۔ لیکن آؤ، اِس مضمون پر پھر بات کریں۔ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ گناہ کے بوجھ کا احساس ہمیں اِس لئے ڈراتا ہے کہ ہم ٹھیک راہ پر آئیں۔ نتیجے میں وہ ایسے احساس دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پُرامید : وہ اُنہیں دبانا کیوں چاہتے ہیں؟

مومن: چار وجوہات ہیں:

- اُن کے خیال میں یہ خوف شیطان کی طرف سے ہے، حالانکہ یہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ نتیجے میں وہ اِسے دباتے ہیں، یہ سوچ کر کہ یہ خوف اُنہیں شکست دلائے گا۔
- اُن کے نزدیک اِس خوف سے اُن کا ایمان بگڑ جائے گا، حالانکہ اُن میں ایمان ہے ہی نہیں۔ اِس لئے وہ اپنے دل کو سخت کر لیتے ہیں۔
- وہ سمجھتے ہیں کہ خوف دکھانا ناجائز ہے، اِس لئے یہ دکھانے کی فضول کوشش کرتے ہیں کہ مطمئن ہیں۔
- جب وہ دیکھتے ہیں کہ اِس خوف سے ہماری اپنی راست بازی کم زور ہی دکھنے لگتی ہے تو پورے زور سے اُس کا مقابلہ کرتے ہیں۔

پُرامید : افسوس کہ یہ میرا اپنا ہی تجربہ بھی رہا ہے۔ کیونکہ سچائی کو جاننے سے پہلے یہ میری ہی حالت بھی تھی۔

چندروزہ

مومن: خیر، اِس وقت جہالت کا ذکر چھوڑو۔ کسی اَور مفید سوال پر غور کریں۔

پُرامید : ضرور، لیکن شروع تم ہی کرو۔

مومن: کیا تمہیں معلوم ہے کہ دس برس پہلے چند روزہ نامی ایک آدمی تمہارے قریب رہتا تھا؟ اُس وقت دین کے بارے میں وہ بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا تھا۔

پُرامید : ہاں، وہ بےفضل نامی ایک قصبے میں رہتا تھا جو شہر دیانت داری سے کوئی دو میل دُور ہے۔ پڑوسی کا نام پیچھے ہٹو تھا۔

مومن: ایک بار تو وہ اپنی غفلت کی نیند سے جاگ بھی اُٹھا۔ مجھے یقین ہے کہ اُس وقت اُسے اپنے گناہ کے بوجھ کا کچھ احساس ہو گیا تھا۔

پُرامید : تم ٹھیک کہتے ہو۔ میرا گھر وہاں سے کوئی تین مِیل دُور تھا۔ وہ اکثر روتا ہوا میرے پاس آیا کرتا تھا۔ مجھے اُس کی حالت پر بڑا ترس آیا،

اور مَیں اُس کے بارے میں نااُمید نہ تھا۔لیکن ظاہر ہے کہ ہر ایک جو
'خداوند، خداوند' کہہ کر پکارتا ہے آسمانی شہر میں داخل نہ ہو گا۔[a]

[a] متی 7:21-22

مومن: اُس نے ایک بار مجھ سے کہا، "میرا سفر کرنے کا پکّا ارادہ ہے۔" لیکن ہوا یہ کہ اُس کی ملاقات خود بچاؤ نامی ایک آدمی سے ہو گئی۔ تب سے وہ مجھے بالکل بھول گیا۔

پُرامید : اب جب اُس کا ذکر چھڑ گیا ہے تو آؤ، ہم اِس پر دھیان دیں کہ اُس جیسے لوگ کیوں اچانک پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

مومن: ٹھیک ہے۔مگر تم ہی شروع کرو۔

پُرامید : میرے خیال میں اِس کی چار وجوہات ہیں:

- ایسے لوگوں کا ضمیر بیدار تو ہو جاتا ہے، لیکن اُن کا دل نہیں بدلتا۔ ایسی حالت میں جب گناہ کے احساس کا زور گھٹ جاتا ہے تو ایمان لانے کی تحریک بھی جاتی رہتی ہے۔ تب وہ اپنے پرانے رُجحان کی طرف پھر لَوٹ جاتے ہیں۔ یہ اُس کتے کی طرح ہے جس کا پیٹ خراب ہو جاتا ہے۔ وہ قے کرکے سب کچھ اُگل دیتا ہے۔ یہ کچھ وہ اپنی مرضی سے نہیں کرتا بلکہ مجبوراً۔ لیکن جب اُس کا پیٹ صاف ہو جاتا ہے تو چونکہ اُسے اُگلا ہوا کھانا ابھی تک پسند ہے اِس لئے وہ پھر مڑ کر اُسے چاٹ لیتا ہے۔ یوں کلام فرماتا

ہے کہ "کُتا اپنی قَے کے پاس واپس آ جاتا ہے۔"[a] اِس طرح یہ لوگ صرف جہنم کے خوف کے مارے فردوس کے شوقین ہو جاتے ہیں۔ مگر جوں جوں جہنم کا خوف گھٹتا جاتا ہے فردوس اور نجات کی آرزو بھی بجھتی جاتی ہے۔ جب اُن کے گناہ اور خوف کا احساس جاتا رہتا ہے تو فردوس کی آرزو بھی جاتی رہتی ہے۔ آخر میں اُن کی حالت پہلے کی طرح ہوتی ہے۔

- ایک اور وجہ یہ ہے کہ اُنہیں دوسروں سے خوف ہوتا ہے۔ "جو انسان سے خوف کھائے وہ پھندے میں پھنس جائے گا۔"[b] جب تک جہنم کے شُعلے اُن کے سامنے ہی بھڑکیں اُن کی زبان پر فردوس فردوس رہتا ہے۔ مگر جوں ہی وہ ذرا دھیمے ہوئے تو یہ کہنے لگتے ہیں، "بھلا کیا ایسی چیز کے لئے اِتنا خطرہ مول لینا جو ہم کم ہی جانتے ہیں عقل کی بات ہے؟ اِس سے کئی طرح کی مصیبتیں اُٹھانی پڑیں گی۔" یوں وہ دوبارہ دُنیا کی طرف پھر آتے ہیں۔

---

[a] 2 پطرس 22:2
[b] امثال 25:29

- جو سچا ایمان رکھے وہ لعن طعن کا نشانہ بن سکتا ہے، اور یہ بات اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث ہے۔ مغرور ہونے کی وجہ سے وہ ایمان کو حقیر جانتے ہیں۔ جوں ہی آنے والے غضب کا خیال دُور ہو جاتا ہے تو وہ پھر اپنی پہلی راہ پر آجاتے ہیں۔
- گناہ اور دہشت کا خیال اُنہیں دقت دیتا ہے۔ وہ مصیبتوں میں پڑنے سے پہلے اُنہیں دیکھنا نہیں چاہتے۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ اگر دیکھنے کا موقع مل جاتا تو وہ بھاگ کر وہاں پناہ لے لیتے جہاں سچی حفاظت ملتی ہے۔ لیکن وہ گناہ اور دہشت کے ذکر سے ہی کتراتے ہیں۔ یوں جب الٰہی غضب کا خوف دُور ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دلوں کو خوشی سے سخت کر لیتے ہیں۔ بلکہ وہ اُن ہی راہوں کو پسند کرتے ہیں جو اُن کے دلوں کو اَور بھی سخت بنا دیتی ہیں۔

مومن: تم نے ٹھیک ہی کہا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ اُن کی مرضی اور دل ابھی تک تبدیل نہیں ہوئے۔ وہ اُس مجرم کی مانند ہیں جو جج کے سامنے تو کھڑا کانپتا، تھرتھراتا اور دیکھنے میں توبہ توبہ پکارتا ہے۔لیکن اِس خوف کی وجہ بدی سے نفرت نہیں ہے بلکہ پھانسی کا ڈر۔ اگر وہ رِہا کیا

جائے تو چور کا چور ہی بنا رہے گا۔ لیکن اگر اُس کا دل بدل جاتا تو وہ اَور ہی طرح کا آدمی ہو جاتا۔

پُرامید : مَیں نے تو اُن کے پیچھے ہٹنے کا سبب بیان کیا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ وہ کن کن طریقوں سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

مومن: خوشی سے۔

- وہ خدا، موت اور آنے والی عدالت کی یاد سے اپنے خیالوں کو ہٹا لیتے ہیں۔
- پھر رفتہ رفتہ وہ دُعا کرنے، جسمانی شہوتوں پر غالب آنے، خبردار رہنے اور گناہوں پر دلی افسوس کرنے میں سُستی کرنے لگتے ہیں۔
- وہ سچے اور سرگرم مومنوں کی صحبت سے بھی کنارہ کرنے لگتے ہیں۔
- پھر وہ عبادت میں جانا، خدا کا کلام پڑھنا اور ایمان کی باتوں کی بات چیت کرنا چھوڑنے لگتے ہیں۔
- وہ ایمانداروں کی نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں کہ کوئی بہانہ پا کر ایمان کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینکیں۔
- پھر وہ جسمانی، بداخلاق اور عیاش آدمیوں سے ملنے جلنے لگتے ہیں۔

- اِس کے بعد وہ چپکے سے گندی اور نفسانی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور اگر کسی بظاہر بھلے مانس میں کوئی ایسی بات دیکھ لیتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اِس سے اَور بھی دلیری پاتے ہیں۔
- تب وہ آہستہ آہستہ کھل کر چھوٹے موٹے گناہوں کا کھیل کھیلنے لگتے ہیں۔
- آخر میں وہ سخت دل ہو کر اپنی اصل حالت دکھاتے ہیں۔ یوں وہ دوبارہ بحرِ ہلاکت میں غوطہ لگاتے ہیں، اور اگر فضل کا کوئی معجزہ اُنہیں بچا نہ لے وہ اپنے فریب کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔

آنند دیش

اب مَیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اِتنے میں مسافر جادو کے میدان کو چھوڑ کر آنند دیش میں داخل ہوئے جس کا دوسرا نام بیاہی ہے۔[a] یہاں کی ٹھنڈی ہَوا انسان کو تر و تازہ کرتی تھی۔ وہ چند روز اِس ملک میں رہے۔ پنچھیوں کی من موہن آوازیں چاروں طرف گونجتی تھیں۔ رنگا رنگ پھول ہر طرف لہلہاتے تھے۔ یہاں آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا۔

اِس سرزمین پر تاریک ترین وادی کا اثر نہیں پڑتا۔ نااُمید دیو کی بھی پہنچ نہیں ہے بلکہ شکی قلعہ یہاں سے دکھائی نہیں دیتا۔ آسمانی شہر یہاں سے اچھی طرح نظر آتی تھی۔ اُن کی ملاقات آسمانی شہر کے کچھ باشندوں سے بھی ہوئی، کیونکہ آسمانی شہر کے لوگ نورانی لباس پہنے

---

[a] یسعیاہ 62:4-12

یہاں آیا کرتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ یہ ملک آسمان کی سرحد پر ہی تھا۔ یہاں "دولھا" اور "دُلھن" کے درمیان نیا عہد باندھا گیا تھا۔ ہاں، جس طرح دُولھا دُلھن کے باعث خوشی مناتا ہے اُسی طرح اُن کا خدا اُن کے سبب سے خوشی مناتا تھا۔

یہاں اُن کو غلے اور انگور کے رس کی کچھ کمی نہ تھی۔ کیونکہ اِس جگہ وہ اُن چیزوں کی فصل کاٹنے لگے جن کی تلاش میں وہ سفر کے دوران رہے تھے۔ یہاں اُنہیں شہر سے شیریں آوازیں یہ کہتی سنائی دیں، "صیون بیٹی کو بتاؤ کہ دیکھ، تیری نجات آنے والی ہے۔ دیکھ، اُس کا اجر اُس کے پاس ہے، اُس کا انعام اُس کے آگے آگے چل رہا ہے۔"[a] اُس ملک کے باشندوں نے اُنہیں یہ نام دیئے، "مقدّس قوم۔ خداوند کے چھڑائے ہوئے اور اُس کے مرغوب وغیرہ۔"

جوں جوں وہ سفر کے اختتام پر پہنچ رہے تھے اُن کی خوشی بڑھتی جا رہی تھی۔ اور جوں جوں وہ شہر کے قریب آنے لگے توں توں اُنہیں سب کچھ صاف نظر آنے لگا۔ یہ شہر موتیوں اور قیمتی جوہروں سے بنا تھا۔ اُس کی سڑکیں سونے کی تھیں۔ دھوپ میں چمکتے شہر کا فطرتی حسن دیکھ مومن آرزو کی شدت سے بیمار ہو گیا۔ پُرامید کو بھی ایک دو مرتبہ غش آ گیا۔ اِس لئے دونوں کچھ دیر یہاں پڑے رہے اور بے چینی سے التجائیں کرتے رہے۔ "اے یروشلم کی بیٹیو، قسم کھاؤ کہ اگر

---

[a] یسعیاہ 11:62

میرا محبوب ملا تو اُسے اطلاع دو گی، مَیں محبت کے مارے بیمار ہوگئی ہوں۔"[a]

لیکن جب وہ کچھ طاقت پا کر ذرا سنبھلے تو پھر آگے بڑھے۔ شہر کے قریب چلتے چلتے خوب صورت باغ نظر آئے جن کے گیٹ شاہراہ پر کھلتے تھے۔ جب دونوں مسافر وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اُن کا باغبان راہ میں کھڑا ہے۔ اُنہوں نے پوچھا، "یہ باغ کس کے ہیں؟"

اُس نے جواب دیا، "یہ باغ بادشاہ سلامت کے ہیں جو اُس نے اپنی خوشی اور مسافروں کے آرام کے لئے لگائے ہیں۔" یہ کہہ کر وہ اُنہیں باغ میں لے گیا اور کہا، "جتنا جی چاہے کھا کر تازہ دم ہو جاؤ۔[b] اُس نے اُنہیں باغوں میں وہ راہیں اور سایہ دار جگہیں دکھائیں جہاں بادشاہ اپنا دل بہلاتا تھا۔ یہیں وہ آرام کے لئے ٹھہر گئے۔

اب مَیں نے خواب میں دیکھا کہ وہ سوتے سوتے اُتنا بولتے تھے جتنا وہ اپنے تمام سفر کے دوران خواب میں کبھی نہ بولے تھے۔ یہ دیکھ کر مَیں

---

[a] غزل الغزلات 8:5

[b] استثنا 24:23

حیران سا کھڑا رہا۔ پھر باغ بان بولا، ”کہو کس سوچ میں ہو؟ اِن انگوروں کی یہی خاصیت ہے کہ اِن کی مٹھاس سے سوتے سوتے ہونٹ خود بہ خود باتیں کرنے لگتے ہیں۔“

دریائے موت

پھر مَیں نے دیکھا کہ نیند سے جاگ کر اُنہوں نے شہر کو جانے کی تیاری کی۔ لیکن شہر کی چمک سے [a] اُن کی آنکھیں چُندھیا سی گئیں۔ کیونکہ وہ ابھی تک یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اُنہیں ایک آلے سے جو اِسی مقصد کے لئے بنا تھا شہر کا نظارہ کرنا پڑا۔ [b]

مَیں نے دیکھا کہ جب وہ اِس طرح جا رہے تھے تو دو آدمی اُنہیں ملے جو سونے ایسے چمک دار لباس پہنے تھے۔ اُن کے چہرے بھی نور کی طرح روشن تھے۔ اُنہوں نے مسافروں سے پوچھا، "تم کہاں سے آئے ہو؟ راہ میں کہاں کہاں ٹکے؟ کیا کیا مصیبتیں اُٹھائیں اور کیسی کیسی تسلیاں اور خوشیاں پائیں؟" اُنہوں نے سب حال بیان کیا۔ تب

---

[a] مکاشفہ 18:21

[b] 2 کرنتھیوں 18:3

نورانیوں نے کہا، "ابھی دو اَور مشکلیں پیش آنی ہیں۔ اِس کے بعد تم سلامتی سے شہر میں پہنچ جاؤ گے۔"

مومن اور اُس کے دوست نے عرض کی، "ہمارے ساتھ چلئے۔"

اُنہوں نے جواب دیا، "چلنے کو تو ہم تیار ہیں لیکن تمہیں اپنے ہی ایمان سے پہنچنا ہے۔" مَیں نے یوں دیکھا کہ وہ ساتھ ساتھ چلتے چلتے شہر کے پھاٹک کے نزدیک آ پہنچے۔

اب مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ اُن کے اور پھاٹک کے درمیان ایک گہرا دریا ہے۔ اُس کے پار جانے کے لئے پُل نہیں۔ اِس سے مسافروں کو بڑا صدمہ پہنچا۔ لیکن اُن کے ساتھیوں نے کہا، "تمہیں اِس میں سے گزر کر جانا ہے، ورنہ تم پھاٹک پر کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔"

مسافروں نے پوچھا، "پھاٹک کو جانے کی کوئی دوسری راہ نہیں؟"

اُنہوں نے کہا، "ہاں، ہے تو سہی۔ لیکن آج تک صرف دو آدمیوں حنوک اور الیاس کو اُدھر سے جانے کی اِجازت ملی۔ اور جب تک کہ پچھلا نرسنگا نہ پھونکا جائے کسی اَور کو ملے گی بھی نہیں۔"

اِس پر دونوں مسافر اور خاص کر مومن مایوس ہو گئے۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کہیں کوئی اَور راہ نہ مل جائے۔لیکن بے فائدہ۔ پھر مسافروں نے پوچھا، "کیا پانی کی گہرائی ہر جگہ برابر ہے؟"

اُنہوں نے کہا، "نہیں، مگر ہم اِس میں تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ جتنا تمہارا بادشاہ پر ایمان ہو گا اُتنا ہی گہرا اُسے پاؤ گے۔"

وہ پانی کی طرف بڑھے، لیکن اُس میں قدم رکھتے ہی مومن ڈوبنے لگا۔ پُرامید کو پکار پکار کر اُس نے کہا، "مَیں گہرے پانی میں ڈوبنے لگا ہوں۔ ریلے میرے سر پر سے گزر رہے ہیں۔ بادشاہ کی ساری موجیں اور لہریں مجھ پر سے گزر رہی ہیں۔"[a]

پُرامید : بھائی، خاطر جمع رکھ۔ مجھے تھاہ مل گئی ہے۔ کوئی خطرے کی بات نہیں۔

مومن: ہائے میرے دوست، موت کے غموں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اُس زمین کو جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے دیکھنا میرے نصیب میں نہ ہو گا۔

یہ کہتے ہی مومن پر ایسا خوف اور اندھیرا سا چھا گیا کہ اُسے اپنے سامنے کچھ نظر نہ آیا۔ اُس کے حواس بھی کسی قدر جواب دے گئے۔

---

[a] زبور 7:42

اُسے وہ اچھی اچھی باتیں بھی یاد نہ آئیں جن کا اُسے سفر کے دوران تجربہ ہوا تھا۔ اُس کی ہر بات سے خوف، مایوسی اور دہشت جھلک رہی تھی۔ ”مَیں دریا ہی میں ڈوب مروں گا۔ پھاٹک سے داخل ہونا میرے نصیب میں نہیں ہو گا۔“ اب اُن گناہوں کا اِحساس اُسے

ستانے لگا جو اُس سے سفر سے پہلے اور اُس کے دوران ہوئے تھے۔ بھوت اور ناپاک روحیں بھی اُسے تنگ کرنے لگیں۔

پُرامید کو اپنے بھائی کے سر کو پانی کے اوپر رکھنے میں بڑی دِقت ہوئی۔ کبھی تو وہ بالکل پانی میں ڈوب جاتا اور پھر تھوڑی دیر بعد اَدھ موا سا دوبارہ اُس سے نکلتا۔ پُرامید نے اُسے تسلی دینے کی کوشش کی، "بھائی، مَیں پھاٹک کو کُھلا اور لوگوں کو استقبال کے لئے کھڑے دیکھتا ہوں۔"

مومن: وہ تمہارا تو انتظار کر رہے ہوں گے، کیونکہ جب سے مَیں تُم کو جانتا ہوں تم برابر پُرامید رہے ہو۔

پُرامید : تم بھی تو پُرامید رہے ہو۔

مومن: میرے بھائی، اگر یہ درست ہوتا تو اب بادشاہ میری مدد کو اُٹھتا۔لیکن اُس نے تو میرے گناہوں کے سبب مجھے پھندے میں ڈال کر چھوڑ دیا ہے۔

پُرامید : میرے بھائی، کیا تم وہ کلام بالکل بھول گئے ہو جہاں شریروں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "مرتے وقت اُن کو کوئی

تکلیف نہیں ہوتی، اور اُن کے جسم موٹے تازے رہتے ہیں۔ عام لوگوں کے مسائل سے اُن کا واسطہ نہیں پڑتا۔ جس درد و کرب میں دوسرے مبتلا رہتے ہیں اُس سے وہ آزاد ہوتے ہیں۔"[a] اِس دریا سے گزرنے کی یہ اذیتیں اور مصیبتیں اِس بات کا نشان نہیں کہ خدا نے تمہیں ترک کر دیا۔ یہ اِس لئے بھیجی گئی ہیں کہ تمہیں آزمائیں کہ جو کچھ تم نے اُس کی رحمت سے پایا ہے کیا تم اُسے یاد کرتے اور اپنی مصیبتوں میں اُس پر بھروسا رکھتے ہو یا نہیں۔

مَیں نے دیکھا کہ مومن کچھ دیر تو چپ چاپ سوچ میں رہا۔ پھر پُرامید نے کہا، "فکر نہ کرو، مسیح تجھے تھامے رکھے گا۔"

یہ سنتے ہی مومن زور سے چلّا اُٹھا، "اوہ، میں اُسے پھر دیکھتا ہوں۔ وہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ پانی کی گہرائیوں میں سے گزرتے وقت مَیں تیرے ساتھ ہوں گا، دریاؤں کو پار کرتے وقت تُو نہیں ڈوبے گا۔"[b] اِس سے اُن دونوں نے ہمت باندھی۔ اِس کے بعد دشمن اُن کے پار جانے تک

---

[a] زبور 73:4-5
[b] یسعیاہ 43:2

پتھر سا خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد مومن نے کھڑے ہونے کی جگہ پائی، اور باقی دریا پایاب نکلا۔ یوں وہ آسانی سے پار ہو گئے۔

شاہی شہر میں استقبال

دریا کے دوسرے کنارے پر وہ دو چمکتے آدمی پھر نظر آئے۔ وہ وہاں اُن کے استقبال میں کھڑے تھے۔ جب وہ دریا سے باہر نکلے تو اُنہوں نے کہا، "ہم خدمت گزار روحیں ہیں جنہیں نجات کے وارثوں کی خدمت کرنے بھیجا گیا ہے۔" یوں وہ اُن کے ساتھ ساتھ پھاٹک کی طرف گئے۔

شہر ایک بلند پہاڑ پر بنا تھا۔لیکن مسافر آسانی سے اوپر چڑھتے گئے، کیونکہ دونوں ساتھی اُن کو ہاتھوں سے سنبھالے رہے۔ اُن کے فانی لباس پیچھے رہ گئے تھے حالانکہ وہ اپنا دُنیاوی لباس پہنے پانی میں اُتر گئے تھے۔ گو شہر کی بنیاد بادلوں سے بھی بلند تھی تو بھی وہ تیزی سے ہَوا کی دُنیا سے ہو کر اوپر چڑھتے گئے۔ دریا سے سلامت پار کرنے اور ایسے

اچھے ساتھی پانے کے سبب وہ ایسے شادمان تھے کہ ہنسی خوشی باتیں کرتے جا رہے تھے۔

نورانی ساتھیوں کے ساتھ شہر کا ذکر چھڑ گیا۔ اُنہوں نے کہا، "اُس کا جلال اور خوب صورتی بے بیان ہے۔ وہاں صیون پہاڑ یعنی آسمانی یروشلم میں لاکھوں فرشتے اور کامل کیے ہوئے راست باز ہیں۔[a] اب تم خدا کے فردوس میں جا رہے ہو جہاں تم زندگی کے پیڑ کو دیکھ کر اُس کے پھل کھاؤ گے۔ سفید پوشاک پہن کر تم ہمیشہ تک بادشاہ کے ساتھ رہو گے۔[b] ہاں تم غم، بیماری، مصیبت اور موت پھر نہ دیکھو گے، کیونکہ گزری مصیبتوں کی یادیں مٹ جائیں گی۔[c] اب تم ابراہیم، اسحاق، یعقوب اور نبیوں کے پاس جا رہے ہو۔"

مسافروں نے پوچھا، "ہمیں اُس پاک جگہ میں کیا کرنا ہو گا؟"

جواب ملا، "وہاں تم اپنی محنتوں سے چھوٹ کر آرام اور اپنے غموں کے بدلے میں خوشی پاؤ گے۔ جو کچھ تم نے بویا ہے وہی تم کاٹو گے

---

[a] عبرانیوں 12:23-24

[b] مکاشفہ 2:7؛ 4:3-5؛ 5:22

[c] یسعیاہ 65:16-17؛ مکاشفہ 21:1-4

یعنی اپنی دعاؤں، آنسوؤں اور اُن دُکھوں کا پھل جو تم نے اِس راہ میں بادشاہ کی خاطر اُٹھائے ہیں۔[a] وہاں تمہیں پہننے کو سونے کے تاج ملیں گے اور خدائے قدوس کو ابد الآباد دیکھ دیکھ کر خوش ہو گے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھو گے جیسا وہ ہے۔

وہاں تم اُس کی عبادت بڑی شکر گزاری اور بلند آواز کے ساتھ کرو گے جس کی عبادت تم دُنیا میں رہتے ہوئے اپنی کمزوریوں کے باعث بڑی مشکل سے کر رہے تھے۔[b] وہاں تمہاری آنکھیں قادرِمطلق کے دیدار سے اورتمہارے کان اُس کی دل پسند آواز کے سننے سے تازہ دم ہو جائیں گے۔ وہاں تمہیں اپنے اُن دوستوں کی ملاقات سے شادمانی ہو گی جو تم سے پہلے چل دیئے۔ اور جو کوئی وہاں تمہارے بعد آئے گا تم اُس کا خوشی سے اِستقبال کرو گے۔ وہاں تم جلال سے ملبّس ہو گے اورتمہیں ایک رتھ ملے گا کہ جلال کے بادشاہ کے ساتھ نکلو۔

---

[a] گل 6:7-8

[b] 1یوحنا 3:2

جب وہ تُرم کی آواز کے ساتھ بادلوں پر گویا ہَوا کے پَروں پر سوار ہو کر آئے گا تو تم بھی اُس کے ساتھ ہو گے۔ جب وہ تختِ عدالت پر بیٹھے گا تو تم بھی اُس کے ساتھ بیٹھو گے بلکہ جب وہ خطاکاروں پر خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان سزا کا حکم دے گا تو تم بھی اُس کے شریک ہو گے۔ کیونکہ وہ اُس کے اور تمہارے بھی دشمن تھے۔ اِس کے بعد جب وہ پھر شہر کو واپس آئے گا تو تم بھی تُرم کے ساتھ واپس آؤ گے اور ہمیشہ اُس کے ساتھ رہو گے۔"[a]

اِتنے میں آسمانی لشکر کی ایک جماعت اُن کے استقبال کو آئی۔ نورانیوں نے اُن سے کہا، "یہ وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں ہمارے خداوند سے محبت رکھی اور اُس کے پاک نام کی خاطر سب کچھ چھوڑا۔ اُس نے ہمیں اِنہیں لانے کو بھیجا، اِس لئے ہم اِنہیں یہاں تک لائے ہیں کہ وہ اندر جا کر اپنے نجات دینے والے کے چہرے کو دیکھیں۔"

[a] 1 تھس 4:13-17؛ یہوداہ 14-15؛ دانیال 7:9-10؛ 1 کرنتھیوں 6:2-3

تب آسمانی لشکر پکار اُٹھا، "مبارک ہیں وہ جنہیں لیلے کی شادی کی ضیافت کے لئے دعوت مل گئی ہے۔"[a]

اُس وقت بادشاہ کے کچھ موسیقار چمکتے اور تُرم پھونکتے ہوئے اُن کے اِستقبال کو نکل آئے۔ اُن کے پھونکنے سے آسمان گونج اُٹھا۔ اُنہوں نے مومن اور اُس کے ساتھی کو بلند آواز اور تُرم کی آواز سے خوش آمدید کہا۔ وہ اُن کے چاروں طرف ہو لئے گویا عالَمِ بالا میں اُن کی حفاظت کرنے کے لئے۔ چلتے چلتے وہ اپنے تُرموں سے آسمانی سُریں چھیڑتے جاتے تھے۔ لگ رہا تھا کہ خود آسمان اُن کے اِستقبال کو اُتر آیا ہے۔ یوں وہ سب مل کر بڑھتے گئے۔ تُرم والے اُسی طرح اپنے نغموں، نگاہوں اور انداز سے مومن اور اُس کے دوست پر یہ ظاہر کرتے رہے کہ تمہاری صحبت ہمیں خوب بھاتی ہے اور ہمیں کیسی خوشی ہو رہی ہے۔ اِن تمام باتوں سے یوں لگ رہا تھا کہ ہم فردوس میں پہنچنے سے پہلے ہی اُس میں ہیں۔

---

[a] مکاشفہ 9:19

یہاں سے شہر اُنہیں اچھی طرح دکھائی دیتا تھا۔ لگ رہا تھا کہ شہر کے تمام گھنٹے ہمیں خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ یہ خیال کتنا خوش کن تھا کہ ہم ہمیشہ اِن پیارے لوگوں کے ساتھ رہیں گے۔ زبان اورقلم یہ شادمانی کس طرح بیان کر سکتے ہیں۔ یوں وہ پھاٹک پر پہنچے۔

جب وہ پھاٹک پر پہنچے تو اُس کے اوپر سنہری حروف میں یہ لکھا تھا: "مبارک ہیں وہ جو اپنے لباس کو دھوتے ہیں۔ کیونکہ وہ زندگی کے پیڑ کے پھل سے کھانے اور دروازوں کے ذریعے شہر میں داخل ہونے کا حق رکھتے ہیں۔"[a]

پھر مَیں نے دیکھا کہ اُن نورانیوں نے اُنہیں کہا، "پھاٹک پر جا کر آواز دو۔" جب اُنہوں نے آواز دی تو کچھ نے پھاٹک کے اوپر سے نیچے جھانک ماری۔ اُن میں سے حنوک، موسیٰ اور الیاس بھی تھے۔ اُن سے یہ عرض کی گئی، "یہ مسافر بادشاہ سے محبت کے باعث بربادنگر کو چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔"

[a] مکاشفہ 14:22

تب مسافروں نے اپنے پروانے جو اُنہیں سفر کے شروع میں ملے تھے اُنہیں دے دیئے۔ یہ پروانے بادشاہ کے حضور پہنچائے گئے۔ اُس نے اُنہیں پڑھ کر پوچھا، "یہ آدمی کہاں ہیں؟"

جواب ملا، "جنابِ عالی، وہ پھاٹک پر کھڑے ہیں۔"

تب بادشاہ نے حکم دیا، "شہر کے دروازوں کو کھولو تاکہ راست قوم داخل ہو، وہ قوم جو وفادار رہی ہے۔"[a]

اب مَیں نے دیکھا کہ دونوں مسافر اندر گئے۔ داخل ہوتے ہی اُن کی صورت بدل گئی اور اُنہیں ایسی پوشاک پہنائی گئی جو سونے کی طرح چمکتی تھی۔ اُنہیں سرود اور تاج دیئے گئے۔ سرود تو مدح سرائی کے لئے اور تاج اظہارِ عزت میں۔ پھر مَیں نے شہر کے سب گھنٹے اُن کو خوش آمدید کہنے کے لئے بجتے سنے۔ اُن سے کہا گیا، "اپنے مالک کی خوشی میں شریک ہو جاؤ۔"[b] مَیں نے مسافروں کو بھی بلند آواز سے

---

[a] یسعیاہ 2:26

[b] متی 23:25

گاتے سنا، "تخت پر بیٹھنے والے اور لیلے کی ستائش اور عزت، جلال اور قدرت ازل سے ابد تک رہے۔"[a]

جب پھاٹک مسافروں کے لئے کھلا تو مَیں نے اُن کے پیچھے جھانکا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ شہر سورج کی طرح چمک رہا ہے۔ اُس کی سڑکیں سونے کی بنی ہوئی ہیں جن پر بہت سے لوگ اپنے سروں پر تاج پہنے کھجور کی ڈالیاں اور مدح سرائی کے لئے ہاتھوں میں سنہلے سرود لئے ٹہل رہے ہیں۔ وہاں ایسی ہستیاں بھی تھیں جن کے پَر تھے اور جو متواتر یہ کہتی رہیں: "قدوس، قدوس، قدوس ہے رب الافواج۔"[b] پھر پھاٹک بند ہوا۔ جب مَیں نے یہ سب کچھ دیکھا تو میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا، "کاش مَیں بھی اُن میں شریک ہوتا!"

---

[a] مکاشفہ 13:5

[b] یسعیاہ 3:6

جہالت کا انجام

اب ایسا ہوا کہ مَیں نے پیچھے پھر کر نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ جہالت بھی دریا کے کنارے آ پہنچا۔ جو دقت پار کرتے وقت مومن اور پُرامید کو ہوئی تھی اُس کا آدھا حصہ بھی اُسے نہ ہوئی۔ وہ فوراً پار اُتر گیا،

کیونکہ اُس وقت جھوٹی اُمید نامی ایک ملاح وہاں کشتی لئے کھڑا تھا۔ اُس نے آن کی آن میں اُسے ناؤ سے پار کرا دیا۔

وہ بھی دوسروں کی طرح پہاڑ پر چڑھ کر پھاٹک پر جا پہنچا۔ پر وہ اکیلا ہی گیا، اُسے کوئی بھی ہمت دینے کو نہ ملا۔ وہ پھاٹک کے حروف پڑھ کر خوش ہوا۔ کیونکہ اُسے لگا کہ پھاٹک جلد ہی کھولا جائے گا۔ وہ کھٹکھٹانے لگا۔ شہر کے پہرے دار نے پھاٹک کے اوپر سے نیچے جھانک کر پوچھا، "تُم کہاں سے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟"

اُس نے جواب دیا، "مَیں نے تو بادشاہ کے سامنے ہی کھایا اور پیا، اور وہی ہماری سڑکوں پر تعلیم دیتا رہا۔"

اُنہوں نے اُس سے پروانہ مانگا تاکہ بادشاہ کو دکھائیں تو اُس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹٹولا مگر کچھ نہ پایا۔ پھر اُنہوں نے پوچھا، "کیا تمہارے پاس کوئی پروانہ نہیں؟" اُس سے کچھ جواب بن نہ پڑا۔ پھر اُنہوں نے بادشاہ کو اطلاع دی، لیکن وہ اُسے دیکھنے کو نیچے نہ آیا بلکہ اُن دو نورانیوں کو جو مومن اور پُرامید کو شہر میں لائے تھے حکم دیا، "جاؤ، جہالت کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اُسے یہاں سے لے جاؤ۔"

تب وہ اُسے اُٹھا کر ہَوا میں اُڑ گئے اور اُس دروازے میں دھکیل دیا جو پہاڑی علاقے میں ہے اور سیدھے جہنم تک پہنچاتا ہے۔ اِس سے مجھے پتہ چلا کہ جیسے بربادنگر سے ویسے فردوس کے دروازوں سے بھی ایک راہ جہنم کو جاتی ہے۔ پھر مَیں جاگ اُٹھا اور دیکھا کہ یہ سب کچھ خواب ہی تھا۔

مصنف کے بارے میں

جان بنین 1628 میں انگلینڈ کے شہر بیڈفورڈ کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ اُس کا باپ ٹھٹھیرا تھا۔ کچھ پڑھنے کے ساتھ ساتھ جان کو بچپن ہی سے باپ کا ہاتھ بٹانا پڑتا تھا۔ اور بچپن ہی سے اُس نے کتابِ مقدّس کی تعلیم پائی جس کا اُس پر خوب اثر ہوا۔ جلد ہی اُسے اپنے گناہوں کا شدید احساس ہوا۔ لگ بھگ 10 سال کی عمر میں وہ روزِ عدالت کے خوف سے دن رات پریشان رہتا تھا۔ لیکن 6 سال کے اندر اندر اُس کے ذہن سے اِن باتوں کا خیال جاتا رہا اور وہ آوارہ لڑکوں کی صحبت میں ٹھہرنے لگا۔

اِسی عرصے میں اُس کی ماں کا اِنتقال ہو گیا اور دو مہینے کے اندر اندر اُس کے باپ نے دوسری شادی کر لی۔ اِس پر جان گھر سے نکل گیا اور فوج میں بھرتی ہو گیا۔

1646 میں وہ دوبارہ اپنے گاؤں میں آ گیا اور اپنے باپ کا پیشہ اختیار کر لیا۔ یہاں اُس نے پہلی شادی کی۔ اُس کی بیوی بڑی دین دار تھی۔ وہ اپنے ساتھ بطور جہیز دین کی دو کتابیں لائی۔ بنین اپنی بیوی کے ساتھ اِن کتابوں کو پڑھا کرتا تھا۔ اِن سے اُس پر بہت اثر ہوا۔ تو بھی اُس نے اپنے آوارہ ساتھیوں کی سنگت نہ چھوڑی۔ اب اُس نے عبادت میں جانا تو شروع کر دیا لیکن اتوار کے روز کھیلنا کودنا نہ چھوڑا۔ ایک اتوار کی صبح خطبے کا اُس پر بڑا اثر ہوا۔لیکن دوپہر کو

خطبہ بالکل بُھلا کر وہ اپنی چہیتی کھیل میں پھر مشغول ہو گیا۔ کھیلتے کھیلتے اُسے آسمان سے ایک آواز سنائی دی، "کیا تُو اپنے گناہوں کو چھوڑ کر آسمان میں جانا چاہتا ہے یا اپنے گناہوں کی لپیٹ میں رہتے ہوئے دوزخ میں جا پہنچے گا؟" اِس سے بھی اُس پر کوئی دیرپا اثر نہ ہوا۔ اُس کے دل میں اِس خیال نے جگہ پکڑ لی کہ "نجات کے لئے اب دیر ہو چکی ہے۔ چلو گناہ ہی میں قائم رہو۔ مَیں تو ہلاک ہو چکا، اور اگر تھوڑے گناہوں سے بھی اِنسان ہلاکت میں پڑتا ہے تو پھر جی بھر کر کیوں نہ کرے؟ ہلاک تو ہونا ہی ہے۔"

اِس خوفناک ارادے پر بنین قریباً ایک مہینہ قائم رہا۔ لیکن پھر اُس کا دل گاؤں کی ایک بازاری عورت کی جھڑکی سے چھد گیا۔ اُس عورت نے کہا، "مَیں نے اپنی ساری عمر ایسا بے دین اور بدزبان لڑکا کبھی نہیں دیکھا۔ سارے شہر کے لڑکوں کو خراب کرنے کے لئے بنین اکیلا ہی کافی ہے۔" ایک ایسی بے دین اور بدچلن عورت کے طعنوں سے بنین نہایت ہی شرمسار ہوا۔ اُس کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ "کاش مجھے پھر زندگی نصیب ہو۔ میرا گزرا بچپنے کا زمانہ پھر

ہاتھ آئے اور میرا باپ پھر مجھے بدزبانی سیکھنے نہ دے۔ کیا اب میرے سُدھرنے کی کوئی اُمید نہیں اور کوشش کرنا ہی فضول ہے؟ خیر جو ہو سو ہو کوشش تو کروں گا۔" اُسی دن سے وہ یہ بُری عادتیں چھوڑ کر سُدھرنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ کتاب مقدّس کو پھر پڑھنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ دس احکام پر عمل بھی کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ خیال یہ تھا کہ اِس سے وہ خدا کو خوش رکھے گا۔ رفتہ رفتہ اُس نے سب بُری عادتیں چھوڑ دیں۔ اُس کی نئی چال سے گاؤں کے سب لوگ ہکا بکا رہ گئے۔

کچھ دیر تک بنین کی یہی حالت رہی۔ ایک دن اُس نے چند غریب ایمان دار عورتوں کو دھوپ میں بیٹھے دینی باتیں کرتے دیکھا۔ اُن کی باتیں سننے کو وہ پاس جا کھڑا ہوا۔ وہ اِتنا متاثر ہوا کہ اُن کے ہاں آنے جانے لگا۔ اُس کی اپنی کمزوریاں روز بروز اُس پر ظاہر ہوتی گئیں اور وہ روشنی کی تلاش میں لگا رہا۔ اُس نے کتابِ مقدّس کو نئے شوق سے پڑھنا شروع کیا۔ پولس رسول کے خطوط سے اُسے خاص دل چسپی پیدا ہوگئی، اور آخرکار اُسے معلوم ہوا کہ میرے اور اُن حقیقی ایمان داروں کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اُس وقت اُس کے اندر ایک جنگ چھڑ گئی۔ انجیل کے وعدوں سے بنین کے دل کو بہت تسلی ہوتی تھی، لیکن پھر بھی کبھی کبھار اُس کے دل میں یہ سوال اُٹھتا تھا کہ کیا یہ وعدے مجھ سے بھی ہیں؟ اِس سوال سے وہ اکثر پریشان رہتا تھا کہ کیا مجھے نجات حاصل ہے؟ ساتھ ساتھ اُس کے دل میں شک پیدا ہوتے کہ "بھلا میرے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ سب وہم اور دھوکا نہیں؟" کبھی کبھی تو اُس کے دل میں اُمید اُبھر آتی اور اُسے کچھ تسلی ہو جاتی۔ ایسے موقعوں پر وہ کہا کرتا تھا کہ "چالیس برس تک مَیں اِس بات کو نہ بھولوں گا۔" لیکن چالیس روز کے اندر اندر پھر وہی شک اُس کے دل میں ہونے لگتے۔ بعض اوقات تو وہ نہایت ہی پریشان ہو جاتا اور کہتا تھا کہ "کاش مَیں کُتا یا گھوڑا ہوتا تاکہ میری روح گناہ کے بوجھ سے ہلاک نہ ہوتی۔" قِسم قِسم کی آزمائشیں اُس پر آتی تھیں اور کسی کسی وقت یہ دیوانگی چڑھ آتی کہ روح القدس کی تکفیر کرے یا مسیح کو بیچ ڈالے۔ ایک دن تو سخت پریشانی کی حالت میں وہ بول اُٹھا، "مسیح مجھ سے جاتا ہے تو اُسے جانے دو۔" وہ بالکل مایوس ہو بیٹھا۔ ابلیس اُس کے دل میں کچھ ایسے خیال

ڈالتا تھا کہ "تمہارے دل میں رحمت پانے کا شوق بے شک بھڑک رہا ہے۔ لیکن دیکھنا مَیں یہ آگ کس طرح بجُھا دیتا ہوں۔" جب بنین مسیح کے وعدے پر دل لگاتا کہ "جو بھی میرے پاس آئے گا اُسے مَیں ہرگز نکال نہ دوں گا"[a] تو شیطان اُس کے دل میں یہ خیال ڈالتا کہ "مسیح کا یہ وعدہ تجھ سے نہیں بلکہ اُن ہی سے ہے جو تجھ سے بہتر ہیں۔" لیکن بنین جواب دیتا، "اے شیطان، یہ وعدہ سب کے سب سے ہے۔ کیسا ہی گنہگار مسیح کے پاس کیوں نہ آئے قبول کیا جائے گا۔" وہ فرماتا ہے، "اِسی پر میری شیطان سے برابر تکرار رہتی تھی لیکن خدا کا شکر ہو کہ مَیں نے اُس پر فتح پائی۔"

"ایک دن مَیں کھیتوں میں سے گزر رہا تھا کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میری راست بازی آسمان میں ہے۔ ساتھ ہی مجھے ایسا معلوم ہوا کہ مَیں مسیح کو خدا کے دہنے ہاتھ کھڑا دیکھ رہا ہوں، کیونکہ وہاں میری راست بازی ہے۔ تب میری زنجیریں میرے پاؤں سے گر گئیں۔ مَیں نے اپنی مصیبتوں اور ہتھکڑیوں سے رہائی پائی اور میری

---

[a] یوحنا 37:6

آزمائشیں بھی دُور ہوگئیں۔ اب مَیں خدا کے فضل اور اُس کی محبت کے اظہار پر خوشی کرتا گھر کو پھرا۔ کچھ مدت تک مسیح کے وسیلے سے خدا کا اطمینان مجھے حاصل رہا۔ سوائے مسیح کے مجھے کوئی اَور سوجھتا نہ تھا۔ مَیں نے مسیح کے خون یا اُس کے دفن ہونے اور اُس کے جی اُٹھنے پر نظر نہ کی بلکہ میری نظر خود مسیح پر لگی رہی۔ اُس کو سرفراز دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اُس کی برکتوں کی قدر اب مجھے معلوم ہوئی کہ اپنے آپ سے نظر اُٹھا کر صرف اُسی کی طرف دیکھتا رہوں۔"

بنین اب جماعت کے دین داروں میں شریک تھا۔ تو بھی اُس کی اندرونی کش مکش کا زمانہ ابھی ختم نہ ہوا تھا۔ اُس نے انجیل کی تعلیم جماعت کے راہنما جان گفرڈ سے پائی۔ اِسی بزرگ کے ہاتھوں بنین نے 1653 میں بپتسمہ پایا۔

اگلے دو برس کا زمانہ بنین کی زندگی میں پُرسکون تھا۔ وہ ابھی تک اپنے گاؤں میں رہتا تھا اور دو لڑکیوں کا باپ تھا۔ وہ جماعت کی ممبری کی بڑی قدر کرتا اور جماعت سے متعلق اپنے فرائض کو بڑی جاں فشانی سے سرانجام دیتا تھا۔ اِس خوش نصیب جماعت کا راہنما بڑا دانش مند،

وسیع خیال، اپنے ارادوں کا مضبوط اور بڑا ہمدرد شخص تھا، اور بنین کو ٹھیک ایسے ہی آدمی کی ضرورت تھی۔

1655 میں بنین اپنے کاروبار کی خاطر شہر بیڈفورڈ میں چلا آیا۔ اُس کا باپ ابھی تک زندہ تھا۔ جماعت کے کام میں وہ اب اَور بھی زیادہ دل چسپی لینے لگا، اور جماعت نے درخواست کی کہ اُن کی عبادتوں میں وعظ و تلقین کیا کرے۔ شروع شروع میں تو وہ جھجکتا رہا، لیکن پھر ڈرتے ڈرتے اُس نے مان لیا۔ اُس کی قابلیت ایک دم دکھائی دیا۔ لوگوں پر اُس کا بہت اثر ہونے لگا، اور بہتوں نے اُس کے پیغاموں سے تسلی اور دلی اطمینان پایا۔ جلد ہی بنین دیگر منادوں کے ساتھ دیہات میں جا کر منادی کرنے لگا۔ گرد و نواح کے مقامات سے ہزاروں لوگ اِس جوان ٹھٹھیرے کی سننے آنے لگے۔ کچھ عرصے بعد بیڈفورڈ کی جماعت نے بنین کو کلام کی خدمت کے لئے الگ کیا تاکہ وہ نہ صرف ایمان داروں کے درمیان کام کرے بلکہ اُن لوگوں کو بھی انجیل کی خوش خبری سنائے جو ابھی تک بے دینی کی تاریکی میں تھے۔

منادی شروع کرنے کے بعد بنین کتابیں لکھنے لگا۔ بیڈفورڈ میں پہلے پانچ برس وہ تحریر و تقریر میں بہت مصروف رہا۔ اُس کے کاروبار میں بھی بڑی ترقی ہوئی، لیکن یہ زمانہ تکلیفوں سے خالی نہ تھا۔ اُس کی صحت بگڑ گئی۔ ٹی بی کے آثار ظاہر ہوئے اور ڈپریشن کے دن بھی بہت آئے۔ اُس نے اپنے آپ کو تاریک ترین وادی میں پایا، لیکن رفتہ رفتہ سورج طلوع ہوا اور "خداوند نے موت کے سائے کو صبح میں بدل دیا۔"

تب اُس کے خاندان پر ایک بڑی مصیبت آئی۔ اُس کی بیوی اِنتقال کر گئی۔ چار بچوں کی اکیلے پرورش کرنا کوئی سہل کام نہ تھا۔ اُس کی بڑی بیٹی مریم جو اُس وقت 7 برس کی تھی اَندھی تھی۔ وہ اکثر غمگین رہتا تھا۔ لیکن غم کا ذکر وہ بہت ہی کم کرتا تھا۔ اُس کی تمام توجہ اپنے کام کی آزمائشوں اور مشکلوں پر لگی تھی۔

وہ فرماتا ہے، "اِس کام میں بھی طرح طرح کی آزمائشیں مجھ پر آتی تھیں۔ بعض اوقات مَیں بالکل دل چھوڑ بیٹھتا اور سمجھتا تھا کہ کسی کی بہتری و ترقی کے لئے ایک لفظ بھی کہہ نہ سکوں گا۔ یہاں تک کہ کبھی

کبھی مجھے شک گزرتا کہ لوگوں کو کہیں جاہل باتیں تو نہیں سنا رہا۔ کسی وقت تو میرا جسم اِتنا کمزور پڑ جاتا کہ مَیں منادی بھی بمشکل کر سکتا تھا۔"

"منادی کرتے وقت بھی کفر کے خیال میرا پیچھا نہ چھوڑتے۔ میرے لئے یہ سخت آزمائش تھی۔ کبھی کبھی بڑی خوبی اور وضاحت سے کلام سناتے سناتے رک جاتا اور بیان ختم کرنے سے پیشتر دماغ پر تاریکی سی آجاتی اور یاد نہیں رہتا تھا کہ کیا بول رہا ہوں۔"

"اور پھر جب کبھی کلام کے کسی ایسے حصے کی منادی کرتا جس سے ہمارے دلوں کی خوب جانچ پرکھ ہوتی ہو تو شیطان میرے دل میں کچھ ایسے خیال ڈال دیتا: 'بھلا تم اِس کی منادی کیا کرو گے؟ یہ تو تم ہی کو مجرم ٹھہراتا ہے۔ تمہاری اپنی زندگی اُس کے اِلزام سے بَری نہیں۔ اِس لئے بہتر یہی ہے کہ ایسی باتوں کی منادی نہ کرو، اور اگر منادی کرتے بھی ہو تو اپنی بَریت کے لئے راہ رکھ لو تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کو بیدار کرتے کرتے تم خود اپنی جان کو ملزم ٹھہراؤ۔"

ایسی تمام آزمائشوں پر اُس نے غالب آنے کی توفیق پائی۔ جب کبھی اُس نے خود کو شکی قلعے میں قید پایا تو وعدہ نامی چابی سے قید خانے کے تمام تالے کھولے گئے اور اُس نے وہاں سے رہائی پائی۔

1659 میں اُس نے ایلزبتھ نامی ایک عورت سے نکاح کیا۔ 1660 میں ایک قانون نافذ ہوا کہ جو لوگ اتوار کے روز حکومت کے منظور گرجوں میں حاضر نہ ہوں اُن کو جیل میں ڈالا جائے۔ چونکہ بنین کی جماعت کا گرجا اِن میں شامل نہ تھا اِس لئے اُسے ضبط کیا گیا۔ اُن دنوں اِس جماعت کا کوئی راہنما نہ تھا، اور بنین نے یہ مبارک خدمت اپنے ذِمے اُٹھائی۔

ایک دن اُسے ایک گاؤں میں ایک عبادت کرانے کے لئے کہا گیا۔ اُس کے دوستوں نے اُس کو پہلے سے خبر دے دی کہ تمہاری گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری ہیں۔ اُس کے جس دوست کے ہاں عبادت ہونے کو تھی، اُس نے بھی اُس کو بہت سمجھایا کہ آج کسی قسم کی کوئی عبادت منعقد نہ کرو اور اپنی جان سلامت لے کر بھاگ جاؤ۔ لیکن اِس جوشیلے جوان نے ایک نہ سُنی۔

وقتِ مقررہ پر عبادت شروع ہوئی۔ بنین نے جماعت کو ہمت دلانے کے لئے ابھی چند الفاظ ہی کہے تھے کہ پولیس کا ایک افسر وارنٹ لے کر آ موجود ہوا، اور اُس کو فوراً گرفتار کرکے دوسرے دن مجسٹریٹ کے سامنے پیش کر دیا۔

بنین 1660 سے 1672 تک بارہ برس قید میں رہا۔ گرفتاری کے وقت وہ 32 برس کا تھا اور 44 برس کی عمر میں قید سے رِہا ہوا۔ 1661 میں چند اصحاب کی سفارش سے رِہا ہوا تھا، لیکن تھوڑی دیر بعد ایک عبادت کرانے کے جرم میں پھر گرفتار کیا گیا۔ جیل میں اُس نے کئی ایک کتابیں لکھیں۔ اِن میں سے ایک "مومن کا سفر" تھا۔ جس طرح وہ لکھتا ہے، "اِس دنیا کے بیابان میں پھرتے پھرتے مَیں ایک جگہ پہنچا جہاں ایک غار تھی۔ اُس کے اندر لیٹ کر سو گیا اور ایک خواب دیکھا۔"

31 اگست 1688 میں خداوند کا یہ عظیم خادم اِنتقال کر گیا۔